صحت نامہ کتاب مستطاب المعلم ترجمہ اردو صحیح مسلم جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	آحکام	اِحکام	۵۱	۲	قواری	قواریری	۱۱۰	۲۰	تعاسے	تعالی نے
〃	۷	آواخر	اواخر	〃	۲۴	خواب ری	خواب سے	۱۱۴	۶	الرشاد	ارشاد
۳	۵	بہادرہے	بہادر سے	〃	۲۳	مکرر	مقرر	۱۱۸	۲۱	سخص	شخص
〃	۶	دالا ہے	والا	۵۲	۱۲	ستریح	سطریح	۱۲۰	۱۴	مقول	منقول
〃	۲۲	لکہا کیا	لکہا گیا	۵۳	۱۴	تدالیس	تدلیس	۱۲۲	۲۲	نام	نام ہے
۵	۱۱	محمدی نے	محمدی کے	۵۵	۲۲	یہی	یہی	۱۲۳	۸	ٹکڑ	ٹکڑا
〃	۱۷	ابوذرعہ	ابوزرعہ	۵۶	۱۵	بن ابی سیہ	بن ابی الیسیہ	۱۲۴	۱۹	مین بھی	بھی
۶	۷	یہی ہے	یہ بہی ہے	۶۰	۶	اعتکاف	اعتکاف	۱۲۷	۱۳	بندون پر	بندون پر
〃	۱۰۹	قیفون طرحکی	وندسے طرحکی بہی	۶۳	۱۴	یزید بسنا	یزید لیے سنا	۱۲۲	۷	اجتہا	اجتہاد
۸	۲۳	محضر مین	محضر مین	۶۹	۶	نقی	نفی	۱۳۳	۱۲	توده	وه تو
۹	۱	توای	ثوری	۸۰	۱۱	خالق	خالق ہے	〃	۱۳	انکار	انکار
۱۰	۱۱	مقصر	قصد	۸۱	۱۵	بقول	یہ قول	۱۳۵	۱۵	اس باب	اسباب
۱۲	۱۵	تکمہ	تکمہ)	۸۴	۱۲	فلثبت	فلیثبت	۱۳۶	۱۹	مین سے	مین
۱۴	۲۱	ادن سے	اس سے	۸۵	۷	یعبرو	یعبر اور	۱۳۸	۱	بہلائی ا	بہلائی اور
۱۵	۶	عمدہ ہے	عمدہ	۸۷	۴	پہیرسے	پہرلے	۱۴۱	۹	د گئے	ڈگے
۱۷	۲۱	الحدیث	الحدیث ہے	۸۸	۳	تزجی	ترجی	〃	۱۴	درجہ سے	درجہ ہے
۱۸	۱۰	الحدیث کا	الحدیث ہوگا	〃	۹	نشائی	نسائی ہے	۱۴۲	۹	ل	کہ
۲۶	۲۲	کٹہ ملا	کٹہ ملا	۹۱	۳	جاہیے	جا ہے	〃	۲۲	اورکہی	اور کہی
۲۷	۲۳	انہون	انہون نے	〃	۸	خیراب	خیرات	۱۴۳	۱۰	کافرکا	کافرکو
۲۸	۱۳	ادحدیث	اور حدیث	۹۵	۱	داخل ہو	داخل ہوگا	〃	۱۱	شمار ہے	شمار ہے
۳۳	۱۱	ترک	نزک	۹۶	۵	سجہو	سجہو	〃	۱۹	حدیث یہ	حدیث بہت
〃	〃	ترک	نزک	〃	۶	روزدکن	روزدن	۱۴۵	۲	ستشرف	مشرف
〃	۵	ترک	نزک	〃	۱۵	فقہا لبا فعیہ	فقہائے شافعیہ	۱۴۹	۱۵	کرینوالاالا	کرینوالا
۳۹	۱۱	کبرد	کبرو	〃	〃	تخویون	نحویون کا	〃	۲۹	مطلب	مطلب ہے
〃	۱۳	ابوجوسلمہ	جو ابوسلمہ	۹۷	۲۱	رروایت کی	روایت ہے	۱۵۲	۲	کلام	کام
۴۲	۸	جہوسٹے	چہوٹے	۹۹	۷	برروب	یورپ	۱۵۳	۲۲	عنایت	عنایت
۴۴	۱۴	بین نہ بارضہ	بین یہ عارضہ	۱۰۰	۶	سبتیم بین	بنتی ہے	۱۵۷	۴	مسلام	کلام
۴۷	۲۲	حسام	ہمام	〃	۷	کنڑا اسا	کرڑاسا	〃	۱۰	انہون	انہون نے
۴۸	۴	عمارہ	عمارہ نے	۱۰۶	۱۱	آسیے	اسیئے	۱۵۹	۱۸	یورپ	یدوب
۴۹	۹	کہا مین نے	کہا مین	۱۰۹	۱۹	ماری	ماری مین	〃	۲۳	طار	طاکو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۶	پہیرہے	پہیرا ہے	۲۰۶	۵	جاہیئے	چاہیے	۲۵۵	۱۲	شاطئ	شنشا
۱۶۰	۲۲	ملتی ہے	ملتے ہین	۲۰۷	۹	انتہا	انتہا سے	۲۵۷	۹	عبدابن	عبیدان
۱۶۴	۵	کرنےنے سے	کرنےنے کے	۲۱۰	۱۴	امااسہ	الا اسہ	″	۹	بہعلوم ہوا	معلوم ہو
۱۶۹	۱۰	دالہ	والا	″	۱۴	ڈکرگیا	ذکر گیا	۲۵۹	۲۱	چاہیبے	چاہیے
۱۷۳	۱۲	رروایت	رروایت ہو	۲۱۳	۲۰	مسلما	مسلمان	۲۶۰	۱۵	خینت کرنے	خیانت کریے
۱۷۴	۹	ہوتے	ہوسے	۲۱۴	۱۳	بہارتان	بہارتا	۲۶۲	۹	پہرانہون نے	پہرآن اترا انہون نے
۱۷۵	۲۲	خنادشمن	خداکا دشمن	″	۱۹	گاڑن	گالون	″	۹	حدیث	حدیث کو
۱۷۶	۴	تہبہ	دہبہ	۲۱۸	۵	نکلی	نکلتی	۲۶۳	۲۱	کہوچٹ کرین گے	کہود کرین گے
″	۳	سخت کرتے	مستحق تصور کرتے	۲۲۰	۲۳	خودکشیہ کر	خودکشیکو	۲۶۴	۲۰	نام کیا	نام لیا
۱۸۳	۴	ہوئی تو	ہوئی ہو	۲۲۳	۱۲	جتنی	جنتی	۲۶۶	۲۳	بوریا یا	بوریا
″	۹	ہوتے ہے	ہوتے ہین	۲۲۴	۵	سامنا ہو	سامنا ہوا	۲۶۷	″	دل مین	دل سے
۱۸۴	۶	تراہ	تیرہ	۲۲۵	۱۷	پچھوڑا	کے چھوڑا	۲۶۸	۶	کلہ	کلمہ
۱۸۵	۱۳	دریا جاند	دریا یا جاند	۱۲۸	۱۲	فرمایا اسہ	فرمایا یا اسہ	″	۹	نہالی	بنالی
″	۱۹	برسانا	برساتا ہے	۲۳۱	۱۲	مواخیرہ	مواخذہ	″	۱۱	جابی رہی	جاتی رہی
۱۸۶	۴	حصہ ہی	حصہ بہی	۲۳۴	۲۰	بخبسنی والا	بخشنے والا	″	۱۲	وٹہرا اوٹہر	دٹہرا دٹہر
″	۸	ہی لیتے	بہی لیتے	۲۳۶	۴	آخر کا	آخرت کا	۲۶۹	۴	مین نے	مین نے کہا
″	۱۳	یہ ہے	یہ ہے کہ	۲۳۸	۱۳	ہہی ہین	بہی ہین	″	۵	اندہا ہوا	اوندہا ہوا
۱۸۸	۲۱	سوال ار	سوال کرنا	۲۴۲	۱۴	رکہین اس	رکہین اوس	″	۹	آپ نے	اپنے
۱۸۹	۱۹	ہی ہے ہر	بہی ہے	″	۱۷	نفسی نے	نفسی کے	۲۷۰	۱۷	جاہین	جاتے ہین
۱۹۰	۹	برای	برا اسکے	۲۴۳	۱۴	صالحین	صالحین نے	۲۷۱	۲۱	رودکر	رودس کے
۱۹۱	۱۳	اور اسکو قتل	اور حسن نے کہا اسکو قتل	۲۴۴	۱۲	ہے	سے	۲۷۲	۱	سوءکہین	سواکہین
۱۹۳	۷	بکرسکون	نہ کرسکون	″	۲۲	شنا خمر	شرب خمر	۲۷۵	۱۰	اورکسی کے	کسی سے
۱۹۶	۶	ساتہ بڑا اور	ساتہ اور	۲۴۷	۴	کرنےگا	کرنے کی	۲۷۸	۹	پنا لیتا	پناہ لیتا
″	۵	اسیکو	اسیکے	۲۴۹	۱۴	نرا ایمان	مرا ایمان	۲۸۱	۶	اورمیرے	اور میرے
۱۹۷	۲	کرنے	کرتے	۲۵۰	۹	خورک	فورک	۲۸۴	۱۴	کسی کا	کسی کا قابل
″	۱۵	ہوئی	ہوتی ہے	″	۱۶	جوجودنشین	جوجود نشین	″	۱۲	ہے کو کہتے	ہے تو کہتے
۱۹۸	۲	بلا دینا	بتلا دین	۲۵۴	۳	حق مسلمانکا	جو مسلمانکا	۲۸۶	۵	پیغمبر کا ایک	پیغمبر ایک
۲۰۰	۹	لڑائی دن	لڑائی کے دن	″	۱۲	اسحدیت	اسحدیث	۲۸۸	۲	یادہ نزدہ	یا تردہ
۲۰۲	۴	بناتا ہے	بناتا ہے	۲۵۵	۶	رڈاب	عذاب	″	۸	مشرک	مشرق
۲۰۳	۱۷	اختلاف	اختلاف	″	۷	علم سلف	علمائے سلف	″	۹	یا بہ تربہ دہ	یا تربیدہ
۲۰۴	۲	اوس سے	اوس کے	″	۱۰	بن قیل	بن قیس	″	۱۳	اس کو جو	اوس سے کہ تو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۶	۲۱	پڑہین کے	پہر لیوینگے	۴۲۴	۲	دہولی بتا	دیولی لینے	۴۵۲	۴	یاد دا اپنے	یاد اپنے
〃	۲۲	گہراتی	گہرائی	۴۲۴	۲۰	ادر ہریرہ	ابو ہریرہ	〃	۸	حدیث	حدث
۳۸۸	۱۰	میرارادہ	میرا ارادہ	۴۲۶	۱	عمون	عمرو بن	۴۵۳	۲۰	اولی ست	اولی سے
۳۸۹	۲	اور انکے	اور اونکے	〃	۱۹	روایت	روایت ہے	۴۵۴	۲۲	انکا	اون کا
〃	۱۷	اور ہین	اور ہین بیٹے	۴۲۷	۲	بدستی	بد ہنسی	〃	〃	پیچھے	سے پیچھے
۳۹۰	۲۲	مطابق	مطابق ہو	〃	۱۱	آو	آ	۴۵۵	۱۹	فارع	فارغ
۳۹۴	۲	ہوسنے	ہو سکے	۴۲۹	۲۳	عبیلہ	ایلہ	〃	۲	دہوئے	دہو سکے
۳۹۷	۳	عزیر	عزیز	۴۳۰	۱۰	یارسول	یا رسول اللہ	۴۵۶	۹	کسیکو اور	کسی اور کو
〃	۲۳	آدمیونکا ہیرہ	آدمیون کا پہرہ	۴۳۲	۱۵	بہائی اپنے	بہائی سے	۴۵۷	۶	شریح بن ہانی	شریح بن ہانی کو
〃	۲	عرب	اربعہ	۴۳۵	۱۲	ماوردی	ماوردی	〃	۹	صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم
۳۹۹	۳	مازی	مازری	〃	۷	کریگی	کرسے گی	۴۵۸	۳	نمازین	نمازین پڑھیں
〃	۷	حدیث ابن	حدیث ہے ابن	۴۳۶	۳	تحکم	حکم	〃	۱۴	اور رسول	رسول
〃	۱۴	اسیطرف	اسیطرف	۴۳۷	۱۳	وسلم کے	وسلم سے	〃	۱۶	وضو	وضوء
〃	۲۲	انہون	انہون نے	〃	۱۷	پہر اس	پہر ان ہیں	۴۵۹	۱	جو یہ	یہ جو
۴۰۱	۱۶	رکہتا ہے	ہوتا ہے	۴۳۸	۱۶	جبتا کہ اور	جاوین کر چہوٹا	〃	۲	وسلم سے	وسلم
۴۰۳	۹	ساتھی	ساتھ کسی کے	۴۳۹	۱	اپنے	لینے	۴۶۰	۱	گمان	گمان ہو
۴۰۵	۷	تہالی	تہائی	〃	۱۶	غرض	غرض	〃	۷	ابو ہریرہ	ابو ہریرہ رضی
۴۰۷	۱۴	پہر دیکہی	پہر دین گے	〃	۲۰	صورت کو	صورت کو	〃	۱۰	اسی	ایسی
۴۱۱	۲۱	مسلم	مسلم نے	〃	۲۲	بار با	بار بار	۴۶۱	۱۰	کتاسمین	کتا اسمین
۴۱۲	۲	ادر	اور	۴۴۱	۱۳	داڑہیان	داڑہیون کو	〃	〃	چہیرے	چیر سینے
〃	۴	اس اوپر	اسکے اوپر	۴۴۱	۴	جاہیے	چاہیے	۴۶۲	۱۱	کہ شکاری	شکاری
۴۱۴	۹	تمین بار	تین بار	۴۴۳	۲۱	قبلے کی	قبلے کیطرف	〃	۱۷	اجازت	اجازت ہی
〃	۱۱	جو بیوی نے	جو بیوی سے	۴۴۶	۷	حاجت	حاجت کو	〃	۱۹	حفاظت کر	حفاظت کریں
۴۱۵	۱	داہنی ہاتھ	+	۴۴۸	۲۰	بائیں	بائین	〃	〃	نووی نے	نووی نے کہا
۴۱۶	۲	کہ ضرور	ضرور	۴۴۹	۱۸	انس رض	انس رض	۴۶۶	۱۲	بغیر اجازت	بغیر اجازت کے
〃	۲۱	آپیا	آپ	۴۴۹	۱۰	ڈہیلون	ڈہیلون سے	〃	۲۳	دکہلادین	دکہلائی دین
۴۱۷	۲۱	حدیث	حدیث	〃	۲۱	شروع	شروع	۴۶۷	۱	احرام	حرام
۴۱۸	۴	حضرت ز	حضرت عثمان رض	〃	۲۲	کہاہے کہ	کہا ہے	〃	۵	چٹانا	چٹخانا
۴۲۰	۲۲	انہون	انہون نے	۴۵۰	۳	ابن منذر	ابن منذر	〃	۱۳	وسلم	وسلم پاس
۴۲۲	۱۴	شریعت محمد	شریعت محمدی	۴۵۱	۱۹	اوڈرنے	اوڈرسے	〃	۱۷	کہاتا	کہاتا تہا
〃	۱۵	تیسرے	تیسرے روز	۴۵۲	۳	پیشات	پیشاب	〃	〃	آپکی گامیر نے	آپکی گردن مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۰	۹	حسن	حبس	۴۸۱	۸	اجماع	اجماع کر	۵۱۵	۸	دیح	ذبح
〃	۱۹	جانور	جانور کا	〃	۱۷	انس بن	انس بن	۵۱۶	۴	مین	مین سے
۴۷۱	۳	طبییت	طبیعت	۴۸۲	۴	ٹرا	ٹرا	〃	۷	مارین	مارین
〃	۱۴	علینی	عینی ہے	۴۸۴	۴	امین	مین	〃	۸	ہاتہون کے	ہاتہون کے لیے
۴۷۲	۶	درقاضی	اور قاضی	۴۸۶	۵	لی	کی	〃	۱۰	کرکے اور اس	کرکے اس
〃	۴	ہوتی	ہوئی	۴۹۰	۹	آلیہ	المیہ	۵۱۷	۱	صاف شہر ہوا	صاف شہر دہریا ہوا
〃	۱۲	تہے	تہی	۴۹۱	۴	اسیاہی	ایساہی	〃	۱۴	گرگیا	گرگیا
〃	۱۹	کرتا ہے	کرتی ہے	〃	۲۳	بیچ	بیچ	〃	۲۱	حصیر	حضیر
۴۷۳	۱۴	بوجہ کرے	بوجہ گرکے	۴۹۵	۶	فرج اندر	فرج کے اندر	〃	۲۲	یقبون	نقیبون
〃	۱۶	ابوالزنا	ابوالزناد	۴۹۷	۱۶	کپڑا	کپڑا	〃	۲۳	اولا	اولاد
〃	۲۰	اسحاق کا	اسحاق سے	۴۹۹	۱۹	کپڑے	کپڑے	۵۱۸	۳	کالا	نکلا
〃	۲۱	احمد کا	احمد کے	۵۰۲	۸	ارلی	آڑکی	〃	۸	انتہائی مین	انتہا مین سے
۴۷۴	۵	حسب	حسبا	۵۰۳	۸	ایک سیرے	ایک کیری مین	۵۱۹	۲۲	غبارہم	غبارکم
〃	۱۹	باشرت	مباشرت	۵۰۵	۱۴	تہبند	تہبند	〃	〃	اوربہ	اوریہہ
۴۷۵	۱۱	چادرہین	چادر مین	۵۰۷	۵	اسلام	اسلام مین	۵۲۰	۸	نشیکرکی	نشکرکی
〃	۱۲	فرج	فرج	〃	۱۱	سے	سنے	〃	۱۱	تم کہہ	تم کہو
〃	۱۷	بیٹہا	بیٹہتا	۵۰۹	۱۹	سلی ماں	سگے ماں	۵۲۱	۲	ورسیح	اورسیح
〃	۲۰	جہکادیر	جہکادینے	۵۱۰	۲۰	فرماتی	فرماتے تہے	〃	۵	مذہب	مذہب
〃	۲۳	پائکن	پانون	۵۱۱	۳	علیہ	علیہ وسلم	〃	۶	تیکہ	تنگ
۴۷۸	۱۵	مسلمان تہ کر	مسلمان تہے	〃	۵	وسلم	وسلم نے	〃	۱۲	جہنکنے	چہنکنے
۴۸۰	۹	سوکوئی سونا	سے سونا	۵۱۲	۵	گرسب	گرجب	〃	۱۳	جہنکنے	چہنکنے
〃	۱۳	مین سے	مین سے	۵۱۴	۲۰	لی تہی	ملی تہی	۵۲۲	۵	آنسون	آنسو
								۵۲۲	۶	بڑہائی	بڑہائے

التماس

اس کتاب کے شائقین کی خدمت مین گذارش ہے کہ ایک جگہہ پر تو اسکی فہرست جلد اول کے صفحہ ۲ مین اور دو جگہہ پر اسکے صفحہ ۴۲ ۵ مین بعد تمت کے اور ایک جگہہ پر اسی صفحہ کے حاشیہ پر جہان لفظ ربع کا چہپا ہوا ہے وہان لفظ جلد کا قلم سے بنادین غفلت نہ فرمادین۔

التماس

خدمت مین ان صاحبون کے جو اس کتاب مقدس
کا ملاحظہ فرماوین یہ ہے کہ پہلے مطابق صحتنامہ ہذا
کے سب اغلاط درست کر لین پہر مطالعہ کرین ایسا
نہ ہو کہ غلطی کی وجہ سے کسی حدیث یا مسئلہ کے
سمجھنے مین خطا واقع ہو اور گنہگار ہون ۔
اور یہ صحتنامہ بکمال استعجال طیار ہوا ہے ۔ اگر
اس کے علاوہ بہی کوئی اور غلطی معلوم ہو تو بعد غور
یا استفسار درست کر لین اور مورد طعن نہ بناوین ۔

الملتمس

وحید الزمان مترجم کتاب ہذا

جلد اول

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا
المعلم
لترجمة
صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِالْھِدَایَۃِ اِلیٰ دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَاَحْکَمَہٗ فِیْ قُلُوْبِنَا خَیْرَ اَحْکَامٍ وَجَنَّبَنَا عَنْ بَوَاطِلِ الْوَسَاوِسِ وَالْاَوْھَامِ بِالْاِقْتِفَاءِ لِسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ خَیْرِ الْاَنَامِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ مَا تَکَرَّرَتِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامُ وَتَعَاقَبَ الْاَنْوَارُ وَالظَّلَامُ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْکِرَامِ بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت مین تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سر و سامانی کے آواخر سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین محض تائید غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی بڑی کتابین حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو مین ترجمہ ہو گئین یعنے موطای امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے ان چارون کتابون کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزارہا نسخے اون کے طالبین نے ہر چار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے اب شروع چودہوین صدی یعنی سنہ ۱۳۰۱ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہین اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہی مگر خیر جبتک چند نفس باقی ہین وہ بھی اگر خدمت حدیث مین صرف ہون تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہی بس اس خیال سی صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کر کے مین نے صحیحین کے ترجمے مین وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کی شرحین اور ترجمے عربی اور فارسی زبان مین بہت

ہو چکے ہین بلکہ حال مین ایک ترجمہ اردو زبان مین بہی شہر مدراس مین چہپنا شروع ہو گیا تہا اوس کے علاوہ جناب نواب فیضمآب معلی القاب خادم سنتہ سید المرسلین وارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت مبین ناصر دین متین قامع بدعات ماحی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر امام قرن رابع عشر فخر علماء المجتہدین راس الصوفیتہ والمحدثین جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولٰنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر ہیں جنکی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ طرف اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کے متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چہپوانا مصر مین شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شرح بخاری مین فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تہی نہ بنیگی اس لیے ترجمہ بخاری مین اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تہا مین نے ترجمہ صحیح بخاری کو بالفعل ملتوی رکہکر حسب ایماء و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم علیہ الرحمتہ کا ترجمہ شروع کیا صحیح مسلم علیہ الرحمتہ بہی صحت احادیث اور جودت اسناد مین صحیح بخاری سے کم نہین اور باتفاق علماء یہ کتاب بہی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسی وجہ سے ان دونون کتابون کو صحیحین کہتے ہین اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اسپر مقدم رکہا ہے لیکن حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بہی زیادہ صحیح ہے اور بعضے مغرب کے علماء نے بہی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ مسلم نے اپنی صحیح مین اسبات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہین جسکو دو ثقہ تابعیون نے دو صحابہ سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقے مین دو ثقہ یعنے معتبر شخص دو ثقہ شخصون سے نقل کرتے آئے ہون اور بخاری نے اس شرط کا خیال نہین رکہا اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو صحیح مسلم مین موجود ہے اگرچہ اس مین یہ شرط نہین پائی جاتی مگر بنظر تبرک اور بخیال صحیح اور مشہور ہونے کے اسکو ذکر کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنی ہے امام مسلم فرماتے ہین کہ مین نے اس کتاب کو تین لاکہہ حدیثون سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دو سو برس تک حدیثین لکہین تو پہر ان کا اعتماد آخر اسی کتاب پر رہیگا اور مین نے کوئی حدیث اس کتاب مین داخل نہین کی مگر سمجہہ کر دلیل رکہکر اسیطرح کوئی حدیث نہین نکالی اس مین سے مگر سمجہ کر دلیل سے احمد بن سلمہ نے کہا مین مسلم کے ساتہہ اس کتاب کے جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک لکہا گیا اس کتاب مین بارہ ہزار حدیثین ہین مکی بن عبدان نے کہا مین نے مسلم سے سنا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو ابو ذرعہ رازی کے سامنے

پیش کیا ہر حدیث مین انہون نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث
کو انہون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہین ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت
کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے ۔ اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہر جس مین
مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسے امام بخاری کے ثلاثیات ہین
یعنے تین واسطون کی حدیثین وہ صحیح مسلم مین نہین ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث مین
کئی کتابین لکہین ہین سب مین مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح
کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقینا کہہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہر
اور ایک فائدہ خاص اس کتاب مین ہے وہ یہہ ہر کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کو لیے ایک خاص مقام
جو مناسب تہا مقرر کیا ہے اور وہین اوس حدیث کے تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے
مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقون سے
وہ فائدہ اتہاوے اور یہہ بات صحیح بخاری مین نہین ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی یمنی نے
چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف مین کہے ہین جنکا مضمون یہہ ہے کہ اسے پڑہنے والے صحیح مسلم علم کا
دریا ہے جس مین پانی بہنے کے رستے نہین ہین یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور
مسلم کی روایتون کا ترجیح بخاری کی مکرر روایتون سے زیادہ مزا دیتا ہے حافظ ابن الصلاح
نے کہا مسلم کی شرط یہہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ
سے نقل کرتا ہو اور اس مین کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہہ ہے کہ
وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اور ون کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسیوجہ سے مسلم نے چہ سو
پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہین کی اسی طرح بخاری نے چار
سو چونتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہین کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو
مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہین اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اوسکے راویون
مین وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین مگر بخاری کے نزدیک نہین
پائی جاتین یہہ سب تفصیل الرحمت اپنی کتاب مین ایک اسیر راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون
کی کتاب صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کی تمام

اچھی ہین یا بُری بھی نہین اس وجہ سے کہ ترجمے کی عبارت مین قصور ہے یا الفاظ اوسکے رکیک ہین اور مین اپنی
شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرونگا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
ایک نسخہ مین بابون کے ترجمے پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوے نہین بلکہ لوگون نے ان کو
بعد بنا دیے ہین اور ان مین اچھے برے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض
یہہ تہی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہووے لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب مین نہ لکھے
جاوین جیسے پرانے نسخون مین نہین لکھے ہین اور جن باتون کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی
کتاب سے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات (یعنی بے اسناد روایتین) بہت
کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی
نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
کے ساتھہ اور اس سے اون کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہا کی تحقیق اور عادت شان مستنبط ہے
اور مسلم نے اپنے مقدمے مین لکھا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے
بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے
روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلے قسم
کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی
حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے
کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
فقط پہلی قسم کی حدیثین اونکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین
ہوتی اور اونہون نے اپنی کتاب مین تینون طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی
روایتین اور دوسرے قسم مین مستور اور سچے متوسطین لوگون کی روایتین مگر ان کو موت آگئی اور
یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اسکے اونکی کتاب
مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پہر مسلم کے بعد
اور لوگون نے کئی ایک کتابین مسلم کے صحیح کیطرح لکھین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اور ان مین سے بعضون نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ
ابو عمرو نے کہا یہ جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کی ایک نشانی ہے مگر
تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہو سکتین۔ صحیح مسلم پر علماء نے بہت سی شرحین لکھی ہین سب
مین مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح
شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھہ ہندوستان مین طبع ہو گئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ
ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا
نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور
یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبداللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک
شرح ہے ابو عبداللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم بفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد
الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسمعیل فارسی
کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو
الفرج عیسی بن مسعود زواوی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد
انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علی صحیح مسلم ہے
اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین
شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اوسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار
جلدون مین صحیح مسلم کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن عبداللہ مرسی کا اور ایک مختصر
ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین
منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بھی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی سراج الوہاج ہے جو ہمارے
زمانے مین جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات مین سے چھپ گئی ہے اور اس ترجمہ مین
اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوے ہین امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج
بن مسلم القشیری بن اوردین کرشاد نیشاپوری ہے امام حافظ ہین علم حدیث کے اور سفر کیا انہون نے حجاز اور
شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشائخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیشاپوری
امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

نیشاپور محمد بن المثنی وغیرہم سے کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی سب سے آخر وہ بغداد
میں ۲۵۹ ہجری میں تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی
پیروی کرتے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ ان میں اور ذہلی
میں کسی وجہ سے رنجش ہو گئی حافظ احمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور میں آئے تو مسلم ان کے
پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اس کے بخاری اور ذہلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگوں کو منع
کیا بخاری کے پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ خفا ہوا مسلم مجلس سے اٹھ کر
اور جو کچھ ذہلی سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اوس کے پاس لوٹا کر دیں اور ذہلی سے ترک ملاقات
ہو گئی بہرحال امام مسلم علمائے اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدا ہیں اس فن
کے جنکو امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف اور اکناف میں
پھرے اور محمد بن مہران اور ابو غسان اور عمرو بن سواد اور حرملہ بن یحییٰ اور سعید بن منصور اور
ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت کثیر علماء اور حفاظ نے جیسے ابو حاتم رازی
اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جنکا شمار دشوار ہے
ابو عمرو بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس ابن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون
بڑا ہے انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابا عمرو بخاری
سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام میں کہ ایک جگہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہیں اور دوسری
جگہ اسکا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی
نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
بخاری نہ ہوتے تو مسلم کو بھی یہ راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں
بخاری کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں
بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر
جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام المحدثین کتاب التمییز کتاب من لیس له الا راو
واحد کتاب اوہام مخضرمین کتاب الاسماء والکنے کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوری اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی
غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے کہرے کے پہچاننے مین اپنے زمانہ
مین سب پر مقدم تہے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بہی اُنکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذرا ۲۰۴ سنہ
ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو رجب کے پچیسوین تاریخ ۲۶۱ سنہ ہجری مین عمر اونکی پچپن
برس کی تہی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکہا ہے کہ مجلس مین لوگون نے
اون سے ایک حدیث پوچہی اُنکو معلوم نہوئی وہ گہر مین آن کر سب کتابون مین ڈہونڈہنے لگے اور ایک
ٹوکرا خرمے کا اون کے سامنے رکہا تہا ایک ایک خرما کہاتے جاتے تہے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہوگیا
اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تہا کہ اُنکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے ابو حاتم رازی نے مسلم
کو مرنے کے بعد خواب مین دیکہا اون کا حال پوچہا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح
کردیا ہے جہان چاہون رہون **سند مؤلف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجہکو
صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی
شیخ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسنی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان
بجیرمی نے اُنکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے اُنکو اجازت دی شیخ ابو العز عجمی نے اُنکو اجازت دی
شیخ محمد شوبری نے اُنکو اجازت دی محمد رملی نے اُنہون نے سُنا شیخ الاسلام زکریا انصاری سے اُنہون نے
امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر و مقدسی
سے اور وہ علی بن احمد بخاری سے اور وہ مؤید طوسی سے اور وہ عبد اللہ فراوی سے اور وہ عبد الغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد
بن عیسی جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہین اس صحیح کے
رضی اللہ تعالی ان سب بزرگون سے اور اُنکی طفیل سے مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بہائیون اور سب مومنین
کی سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تابعی
حدیث ہین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
سب تعریف لائق ہے اُسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اون ہی لوگون کا ہے
جو پرہیزگار ہین اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اتارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے
والے ہین (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پر ختم کردیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر
نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہین جیسے حضرت
آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ
اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاثُوْرَةِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ
بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھپر رحم کرے تونے
اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ
تلاش کرے اون سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے
طریقون اور حکمون مین (یعنے مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور اون حدیثون کو جو ثواب
اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنے فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان
کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھ جن کے رو سے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے
حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے بین (یعنے مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ
اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان
سب حدیثون پر واقف ہو جاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ
اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ قَصَدْتَ
مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تونے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو اختصار
کے ساتھ تیرے لیے جمع کردون اور اوس مین تکرار نہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا
مقصد جو حدیثون کو سمجھنا اور اون مین غور کرنا ہے اور اُن سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے
گا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تعالى عاقبته محمودة ومنفعته موجودة اور تونے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے
جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اوسکا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی
اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہی) وظننت حين سألتني
تجشم ذلك أن لو عزم لي عليه وقضي لي تمامه كان أول من يصيبه نفع ذلك
إياي خاصة قبل غيري من الناس لأسباب كثيرة يطول بذكرها الوصف إلا
أن جملة ذلك أن ضبط القليل من هذا الشأن وإتقانه أيسر على المرء من معالجة
الكثير منه ولا سيما عند من لا تمييز عنده من العوام إلا بأن يوقفه على التمييز
غيره اور مین نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اسبات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھسے ہوجاوے
تو سب سے پہلے دوسرون کو تو چھوڑ مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہی مگر خلاصہ
یہہ ہے کہ اس طور سے تہوڑی حدیثون کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھہ آسان ہے آدمی پر بہت
سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایک طرح کا خلجان پیدا
ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کہوٹی کہری حدیث کی بے دوسرے
کے بتلائے ہوئے فإذا كان الأمر في هذا كما وصفنا فالقصد منه إلى الصحيح القليل
أولى بهم من ازدياد السقيم وإنما يرجى بعض المنفعة في الاستكثار من هذا الشأن
وجمع المكررات منه لخاصة من الناس ممن رزق فيه بعض التيقظ والمعرفة
بأسبابه وعلله فذلك إن شاء الله يهجم بما أوتي من ذلك على الفائدة في الاستكثار
من جمعه تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تہوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا ان کے
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص
خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچھ واقفیت ہی اور حدیث کے اسباب اور علتون کو
وہ پہچانتے ہین ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے
فائدہ اوٹہاوے گا فأما عوام الناس الذين هم بخلاف معاني الخاص من أهل التيقظ
والمعرفة فلا معنى لهم في طلب الكثير وقد عجزوا عن معرفة القليل لیکن عام
لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچھ حاصل نہین بہت

حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنے جس قدر کم حدیثیں انہوں نے دیکھی ہیں یا ذہن کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ اوٹھا سکتے ہیں ثُمَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِؤُنَ فِی تَخْرِیْجِ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ وَ تَأْلِیْفِهٖ عَلٰی شَرِیْطَةٍ سَوْفَ اَذْکُرُهَا لَکَ وَهُوَ اَنَّا نَعْمِدُ اِلٰی جُمْلَةِ مَا اُسْنِدَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنُقَسِّمُهَا عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ وَ ثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِّنَ النَّاسِ عَلٰی غَیْرِ تَکْرَارٍ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ مَوْضِعٌ لَا یُسْتَغْنٰی فِیْهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِیْثٍ فِیْهِ زِیَادَةُ مَعْنًی اَوْ اِسْنَادٌ یَقَعُ اِلٰی جَنْبِ اِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَکُوْنُ هُنَاکَ لِاَنَّ الْمَعْنَی الزَّائِدَ فِی الْحَدِیْثِ الْمُحْتَاجِ اِلَیْهِ یَقُوْمُ مَقَامَ حَدِیْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَةِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ فِیْهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّیَادَةِ اَوْ اَنْ تُفَصَّلَ ذٰلِکَ الْمَعْنٰی مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِیْثِ عَلٰی اخْتِصَارِهٖ اِذَا اَمْکَنَ وَلٰکِنْ تَفْصِیْلُهٗ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهٖ فَاِعَادَتُهٗ بِهَیْئَتِهٖ اِذَا ضَاقَ ذٰلِکَ اَسْلَمُ فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِّنْ اِعَادَتِهٖ بِجُمْلَتِهٖ مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ مِّنَّا اِلَیْهِ فَلَا نَتَوَلّٰی فِعْلَهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی پھر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثوں کے بیان کرنے میں جنکو لیے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان کرتے ہیں وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثوں کیطرف قصد کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مُسنَد ہیں (یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی گئی ہیں (سب حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لیے کہ سب مسند حدیثیں اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر انکو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر اور راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کا دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب میں سب پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم گئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہو اس وجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی

حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کی ہے پھر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جبر
مین وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو
(یعنے ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا
ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کر کے نقل کر دین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے
مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلہ مین علمائے
حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقاً منع
ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون
کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین
درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لین اور بعضون کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض
نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ علما اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنے
مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان
کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کو دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات زائد
نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرین گے اگر خدا چاہے فَاَمَّا الْقِسْمُ الْاَوَّلُ فَاِنَّا
نَتَوَخّٰی اَنْ نُقَدِّمَ الْاَخْبَارَ الَّتِیْ ھِیَ اَسْلَمُ مِنَ الْعُیُوْبِ مِنْ غَیْرِھَا وَاَنْقٰی مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ نَاقِلُوْھَا
اَھْلَ اسْتِقَامَۃٍ فِی الْحَدِیْثِ وَاِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوْا لَمْ یُوْجَدْ فِیْ رِوَایَتِھِمْ اخْتِلَافٌ شَدِیْدٌ
وَلَا تَخْلِیْطٌ فَاحِشٌ کَمَا قَدْ عُثِرَ فِیْہِ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَبَانَ ذٰلِکَ فِیْ حَدِیْثِھِمْ
پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرتے ہین جو عیبون سے پاک اور صاف ہین
اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے
مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے
(اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتون مین بہت خلط ملط کرے
وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہو گئی ہے اور انکی حدیث مین یہ
بات کھل گئی ہے فَاِذَا نَحْنُ تَقَصَّیْنَا اَخْبَارَ ھٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ اَتْبَعْنَاھَا اَخْبَارًا یَقَعُ
فِیْ اَسَانِیْدِھَا بَعْضُ مَنْ لَّیْسَ بِالْمَوْصُوْفِ بِالْحِفْظِ وَالْاِتْقَانِ کَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَھُمْ

عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ
يَشْمَلُهُمْ پہر جب ہم بیان کر چکے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین ساتہہ کمال
حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنہین
اوتنا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون
سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈہنکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت مین وہ بہی شامل
ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹہیک ہین اور جو کچہ اون مین عیب تہا وہ چہپایا
گیا ہی اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سے نہ اون سے روایت ترک کی ہے) كَعَطَاءِ بْنِ
السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد
اور لیث بن ابی سلیم **ف** یہ تینون راوی دوسرے درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان مین اعلی
نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شبہ نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہی یا ابو یزید یا ابو محمد
یا ابو زید وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط
کے پہلے سنا ہی اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے بعد سنا ہی البتہ انکی حدیث مضطرب ہی
سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسمٰعیل
اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیی بن معین نے
کہا عطا سے سبکے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطا
سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو انکی روایت کا بہی اعتبار نہین یزید بن ابی
زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اوسکو ضعیف کیا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین
نے کہا وہ کچہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہی اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہی اور ترمذی نے
کہا ضعیف ہی لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تہا اور اسکی
روایتین مضطرب ہین لیکن اوسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے
لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دارقطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے
گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (نووی) وَأَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ
الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

فغيرهم من أقرانهم ممن عندهم ما ذكرنا من الإتقان والإستقامة في الرواية
يفضلونهم في الحال والمرتبة لأن هذا عند أهل العلم درجة رفيعة وخصلة سنية

اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم
مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن اُنکے ہمعصر دوسرے لوگ جنکے پاس اتقان اور استقامت
ہے روایت مین اون سے بڑھکر ہین حال اور مرتبے مین اسواسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے
بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ ہے (یعنے ضبط اور اتقان) ألا ترى أنك إذا وازنت هؤلاء
الثلاثة الذين سميناهم عطاء ويزيد وليثا بمنصور بن المعتمر وسليمان الأعمش و
إسمعيل بن أبي خالد في إتقان الحديث والإستقامة فيه وجدتهم مباينين
لهم لا يدانونهم لا شك عند أهل العلم بالحديث في ذلك للذي استفاض
عندهم من صحة حفظ منصور والأعمش وإسمعيل وإتقانهم لحديثهم وأنهم
لم يعرفوا مثل ذلك من عطاء ويزيد وليث کیا تو نہین دیکھتا اگر تو تولے ان تینون کو
جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور سمعیل بن ابی
خالد کے ساتھ (جو ان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کی اتقان اور استقامت مین تو اونکو بالکل جدا
پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگے اس بات مین کچھ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ اُن
کو ثابت ہوگیا ہے حفظ منصور اور عمش اور سمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین
ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین **ف** یعنی عطاء اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور
سمعیل کے سامنے کچھ نہین اوترتے اس لیے کہ عطاء اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے اون کا حال
اوپر گذرا اور منصور اور عمش اور سمعیل یہ حدیث کے حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین سمعیل بن
ابی خالد تو تابعی مشہور ہین اُنہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی
اور عمرو بن حریث اور قیس بن عائذ اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بھی تابعی
ہین کیونکہ اُنہون نے انس کو دیکھا اور عمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان
کا لقب ہوگیا تھا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکھی کیونکہ یہ القاب
معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

اتقان مین سب برابر ہوے مین اسلیے مسلم نے انکا نام بہلی کہا عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کوفہ والون مین زیادہ ثقہ ہین وَفِی مِثْلِ مَجْرٰی هٰؤُلَاءِ اِذَا وَازَنْتَ بَیْنَ الْاَقْرَانِ کَابْنِ عَوْنٍ وَاَیُّوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ اَبِیْ جَمِیْلَةَ وَاَشْعَثَ الْحُمْرَانِیِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِیْرِیْنَ کَمَا اَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَاَیُّوْبَ صَاحِبَاهُمَا اِلَّا اَنَّ الْبَوْنَ بَیْنَهُمَا وَبَیْنَ هٰذَیْنِ بَعِیْدٌ فِیْ کَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَاِنْ کَانَ عَوْفٌ وَاَشْعَثُ غَیْرَ مَدْفُوْعَیْنِ عَنْ صِدْقٍ وَاَمَانَةٍ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰکِنِ الْحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تولے ایک کو دوسرے کے ساتہہ) ہمعصرون کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتہہ اور یہہ دونون مصاحب تہے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین مین سے ہین) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تہے مگر ان دونون اور ان دونون مین بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑہکر ہے) کمال فضل اور صحت روایت مین اگرچہ عوف اور اشعث بہی سچے اور امانتدار ہین (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہین صالح الحدیث اور یحیی بن معین نے بہی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَاِنَّمَا مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِی التَّسْمِیَةِ لِیَکُوْنَ تَمْثِیْلُهُمْ سِمَةً یَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِیَ عَلَیْهِ طَرِیْقُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ تَرْتِیْبِ اَهْلِهٖ فِیْهِ فَلَا یُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِی الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهٖ وَلَا یُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِی الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهٖ وَیُعْطٰی کُلُّ ذِیْ حَقٍّ فِیْهِ حَقَّهٗ وَیُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهٗ اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگون کا نام لیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فرعنت پاوی اُسکو سمجہکر وہ شخص جسپر چہپا ہوا ہے رستہ علم والون کا اہل علم کی ترتیب مین تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص اپنے درجہ سے اور بلند نکیا جاوی کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اُسکا حق دیا جاوی اور اپنا درجہ وَقَدْ ذُکِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اوسکی مرتبے پر رکہنیکا اور قرآن سے بہی یہہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہر علم والے سے بڑہ کر دوسرا علم والا ہے

(تو حدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) ف امام مسلم نے اس حدیث کو معلقًا یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک انمین سے یہ حدیث بہی ہے جسکی صحت مین علماء کا اختلاف ہے حاکم ابوعبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح بتلایا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن ابی شبیب سے اور انہون نے عائشہ رض سے مگر میمون نے عائشہ سے نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور مسند ہو اسکا جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے مین اور شرط مسلم کی یہہ ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ مین عائشہ سے نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سوا اسکے بزار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعًا یہ حدیث اسی طرح سے مروی ہے لیکن موقوفًا اور طریقون سے بھی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم

فَتَأَنَّى نَحْوَ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّهَمُونَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيجِ حَدِيثِهِمْ توجمہ اور ہم نے بیان کیا اونہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے کعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِسْوَرٍ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَصْلُوبِ وَغِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ بِوَضْعِ الْأَحَادِيثِ وَتَوْلِيدِ الْأَخْبَارِ جیسے عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مدائنی اور عمرو بن خالد اور عبد القدوس شامی (جو روایت کرتا ہے عکرمہ اور عطا سے عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب ف دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تہی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہے حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح پہ بدلتا ہے ابو حاتم نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بددینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے اوسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اوسکی حدیث موضوع ہے اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا کہتا تہا جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اوسکی اسناد بنا لینے مین کچہ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثیں بنائیں **ف** اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابو داؤد نخعی اور ان کی مانند لوگ جن سے حدیث بنانیکی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث تھے) تو ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں وَكَذَلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلَى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوِ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ اور اسیطرح سمجھو ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذَلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اسکی روایت کا مقابلہ کیا جاوے دوسرے لوگوں کی روایت سے جو اچھے اور حافظے والے ہیں تو اسکی روایت انکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مہجور الحدیث ہوگا یعنی اسکی روایت مقبول اور مستعمل نہوگی **ف** تو منکر کے معنی یہی ٹھہرے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اسکو منکر مردود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اسکو بھی کہتے ہیں جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هَذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِي رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلَى حَدِيثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمْعَنَ فِي ذَلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وُجِدَ كَذَلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِي جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِينَ لِحَدِيثِهِ وَحَدِيثِ غَيْرِهِ أَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الْاتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ فَيَرْوِي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هَذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللهُ أَعْلَمُ

اس قسم کے راویون مین سی عبداللہ بن محرر اور یحیی بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن
کثیر اور حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اور عمرو بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہین جو منکر حدیثین روایت کرتی
ہین **ف** عبداللہ بن مُحَرَّرٍ یا عبداللہ بن مُحَرَّرٌ مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور براءین مہملتین اتباع
تابعین مین سے ہے روایت کرتا ہی حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے
ثوری اور ایک جماعت نی اتفاق کیا ہی محدثین سے نے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگون نے ترک
کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحیی کا باپ ہی اُسکا نام زید ہی اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے
تابعین سے اوس نے سنا ہی حکم بن عتبہ اور زہری سی اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہی بخاری نے کہا
وہ منکر الحدیث ہی اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) **ت**
تو ہم ان لوگون کی حدیثین نہین لاتے نہ اونمین مشغول ہوتی ہین اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہی اور جو اونکا
مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہی کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نی روایت کیا ہو وہ قبول کی جاویگی اس شرط سی
کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگون کا اون کی بعض روایتون مین یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ
حال ہو اُسکا اور کسی روایت مین کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکی ساتھیون کی روایت مین نہو تو وہ قبول کیجاویگی
لیکن اگر تو کسی کو دیکھی جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکی شاگرد بہت ہین اور وہ
حافظ ہین اور مضبوطی سے بیان کرتے ہین اوسکی اور اورون کی حدیثون کو یا ہشام بن عروہ سی روایت کا قصد
کری اور ان دونون کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثین اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہین اور مشترک ہین اور
اُن دونون کے شاگرد اون کی حدیثون کو اتفاق کے ساتھہ اکثر بیان کرتے ہین پھر وہ شخص اُن دونون سے
چند ایسی حدیثین نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونون کے شاگردون مین سی معلوم نہون اور وہ شخص اور صحیح روایتون
مین ان شاگردونکا شریک نہو تو اس قسم کی روایتین ایسے لوگون کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)
وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيْثِ وَاَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ اَرَادَ سَبِيْلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ
لَهَا وَسَنَزِيْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَرْحًا وَّاِيْضَاحًا فِيْ مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْاَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ
اِذَا اَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْاَمَاكِنِ الَّتِيْ يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْاِيْضَاحُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور ہم نے
بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہی اوس شخص کا جو چلنا چاہی اہل حدیث کی راہ پر اور
اوسکو توفیق دیجاوی چلنے کی اوسپر اور خدا چاہی تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سی بیان کرینگی اس کتاب کی کئی

مقامون مین جہان وہ حدیثین آوین گی جن مین کچھ علتین ہین اون مقامون مین جہان شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيْعِ كَثِيْرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا فِيْمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيْرًا مِمَّا يَقْذِفُوْنَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ وَمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّيْنَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْيِيْزِ وَالتَّحْصِيْلِ وَلٰكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْأَسَانِيْدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُوْلَةِ وَقَذْفِهِمْ بِهَا إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِيْنَ لَا يَعْرِفُوْنَ عُيُوْبَهَا خَفَّ عَلَى قُلُوْبِنَا إِجَابَتُكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ

بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذرین خدا تجھپر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کرتا ہے شخص جسنے اپنے تئین محدث بنایا ہی یعنی لازم ہو ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل نکرے اور صرف اونہی حدیثون کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہین جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی کہ بہت سی حدیثین جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہی منکر ہین اور اون لوگون سے مروی ہین جنکی مذمت حدیث کے امامون نے کی ہے جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ اور یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہین) البتہ ہمکو یہ تکلیف اوٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تونے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکی کی تہی دشوار ہوتی (کیونکہ جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثین نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکا کہانیکا ڈر نہوتا اور صحیح حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت ہی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول سندون سے بیان کیا کرتے ہین اور عوام کو سنادیتے ہین جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہین تیری خواہش کا قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

باب

وُجُوْبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَاذِبِيْنَ اس باب مین یہ بیان ہی کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جھوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللّٰهُ أَنَّ

اَلْوَاجِبُ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ عَرَفَ التَّمْیِیْزَ بَیْنَ صَحِیْحِ الرِّوَایَاتِ وَسَقِیْمِهَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِیْنَ لَهَا مِنَ الْمُتَّهَمِیْنَ اَنْ لَّا یَرْوِیَ مِنْهَا اِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهٖ وَالسِّتَارَةَ فِیْ نَاقِلِیْهِ وَاَنْ یَّتَّقِیَ مِنْهَا مَا کَانَ مِنْهَا عَنْ اَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ **ترجمہ** جان تو خدا تجھکو توفیق دیوے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث مین تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویون کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہی کہ نہ روایت کرے مگر اوس حدیث کو جسکی اصل کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہون جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے اون لوگون کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہین بدعتی **ف** نووی نے کہا کہ علمانے اتفاق کیا ہی کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت (اوسکو کفر تک پہونچا دیا ہو اوسکی روایت تو بالاتفاق مقبول نہین اور جس کی بدعت کفر تک نہین پہونچی اوس کی روایت قبول کرنیمین اختلاف ہی لیکن صحیح قول یہ ہی کہ اوسکی روایت مقبول ہی بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید مین نہ ہو اور صحیحین وغیرہ مین بہت سی حدیثیں اون لوگون سے منقول ہین جو بدعت مین گرفتار تھے اصل یہ ہی کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنے تعصب کہ جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض مین سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اوسکی روایت قبول نہین ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اوسکی عدالت روایت مین معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی وَالدَّلِیْلُ عَلٰی اَنَّ الَّذِیْ قُلْنَا مِنْ هٰذَا هُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَهٗ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ذِکْرُهٗ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ وَقَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ وَقَالَ وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ فَدَلَّ بِمَا ذَکَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاٰیِ اَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَیْرُ مَقْبُوْلٍ وَاَنَّ شَهَادَةَ غَیْرِ الْعَدْلِ مَرْدُوْدَةٌ اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پہ نادانی سے پھر کل کو پچتاؤ اپنے کیے ہوئے پر **ف** ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلی اسکے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم مین اور اسکی قوم مین بیر تھا یہ ڈرا کہ میرے مارنیکو نکلے اولٹا بھاگا مدینے مین آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہو گئی حضرت انپر فوج بھیجتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول

نہین **ف** دوسرے اسد تعالی نے فرمایا اور گواہ کرو دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنی جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اسد تعالی نے گواہ کرو دو شخصون کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہین اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرُ وَاِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوْهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي اَعْظَمِ مَعَانِيْهِمَا اِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا اَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُوْدَةٌ عِنْدَ جَمِيْعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑی مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک **ف** یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنے دو گواہ) شرط ہے اور حدیث مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنی یا دیکھے اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ دیکھے یا سنے اور ایک ادا کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندھے کی گواہی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اوسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو لڑکپن مین اوسے جو سنے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علمار کا مگر بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علمار کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلٰى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْاَثَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ **ترجمہ** اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا —

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہین جیسی قرآن سی معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ شہرت منقول ہی کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہی تو وہ خود جھوٹا ہے **ف** یعنی گو اوس نے جھوٹ نہین بنایا پر جب اسکو خیال ہی کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہین ہوسکتا تو اسکا بیان کرنا کیا ضرور ہی اگر اسپر بھی بیان کیا اور اُسکا عیب ظاہر نکیا تو جھوٹون مین وہ بھی شریک ہوگیا یعنی اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سی متعدد صحابہ سی مروی ہے بزار نے اپنی سند مین بیان کیا کہ چالیس صحابیون سی یہ حدیث اُسنے روایت کی ہی اور ابوبکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھہ صحابیون سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی [۸۷] صحابیون سے اور بعضون نے کہا باسٹھہ [۶۲] صحابیون سی اور اون مین عشرہ مبشرہ بھی ہین اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کی ایسی نہین جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھہ صحابیون سی زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضون نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ حدیث دوسو [۲۰۰] صحابیون سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونون نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سی کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسی آگے کی روایتون مین ہے کہ جو ایسا کرے گا اوس نے اپنا ٹہکانا جہنم مین بنا لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم مین جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیونکہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم مین نرہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو **دوسرے** یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونیکا ظن ہو اُسکو نقل کرنا بھی درست نہین پر جب اوسکی ساتہہ یہ بات بھی کہدے یا لکھدے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہی یا اس مین یہ علت ہی تو درست ہی اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابون مین تمام قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کی خیال مین غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھہ کر بیان کرے تو اُسپر گناہ نہین جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثون کو صحیح خیال کرکے روایت کیا ہے چوتھی یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ احکام مین ہو خواہ فضائل یا اخلاق مین سب مین یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق مین حدیث بنا لینا درست ہی اور یہ اونکی انتہا سے جہالت ہی (نووی مع زیادہ)

باب

تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ وَ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ ترجمہ امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے
اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ اَنَّہٗ سَمِعَ عَلِیًّا یَخْطُبُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّکْذِبْ عَلَیَّ یَلِجِ النَّارَ ترجمہ
ربعی بن حراش سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹ باندھو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جاویگا ف
یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا معاف کر دیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ
گناہوں میں ہے بعضوں نے کہا یہ بددعا ہے جھوٹی حدیث بنانیوالے کے لیے یعنی خدا اوسکو جہنم میں داخل
کرے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّہٗ لَیَمْنَعُنِیْ اَنْ اُحَدِّثَکُمْ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ کو بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے عَنْ اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ
مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ
بناوے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْوَالِبِیِّ قَالَ اَتَیْتُ الْمَسْجِدَ وَ
الْمُغِیْرَۃُ اَمِیْرُ الْکُوْفَۃِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
اِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ
ترجمہ علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور اون دنوں مغیرہ بن شعبہ کوفہ
کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے اوپر جھوٹ
باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے
کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اوسکا ہی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا نقصان پہنچیگا) پھر جو کوئی شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ

اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ اِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوس میں یہ نہیں ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا۔

باب النَّھْیِ عَنِ الْحَدِیْثِ بِکُلِّ مَا سَمِعَ جو بات سنے اوسکو کہدینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنے اُسکو بیان کرے ف بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عمداً ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنے کہہ ڈالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹھ جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر مونہہ سے نکالے تو برا نہیں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ویسی ہے عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْکَذِبِ اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے حضرت عمرؓ نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہہ ڈالے جو بات سنے عَنِ ابْنِ وَھْبٍ قَالَ قَالَ لِیْ مَالِکٌ اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَیْسَ یَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا یَکُوْنُ اِمَامًا اَبَدًا وَّھُوَ یُحَدِّثُ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رہ نے مجھسے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہہ ڈالے جو سنے وہ بچ نہیں سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہوسکتا جو بیان کرے ہر ایک بات کو جسکو وہ سنے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْکَذِبِ اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَھْدِیٍّ یَقُوْلُ لَا یَکُوْنُ الرَّجُلُ اِمَامًا یُقْتَدٰی بِہٖ حَتّٰی یُمْسِکَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ ترجمہ عبدالرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) انہوں نے کہا آدمی کبھی امام نہیں ہوسکتا یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتوں کو جنکو اُس نے سنا ہو (اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا) عَنْ

سُفیان بن حسین قال سألنی ایاس بن معاویۃ فقال انی اراک قد کلفت بعلم القرآن فاقرا علی سورۃ وفسرھا حتی انظر فیما علمت قال ففعلت فقال لی احفظ علی ما اقول لک ایاک والشناعۃ فی الحدیث فانہ قل ما حملھا احد الا ذل فی نفسہ وکذب فی حدیثہ ترجمہ سفیان بن حسین سے روایت ہی مجسی ایاس بن معاویۃ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑہو میرے سامنے پہر اسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکھون تمہارا علم سفیان نے کہا مینے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکھہ جو مین کہتا ہون تجہ سی بچ تو شناعت سی حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنی ایسی حدیثین بیان کرنا جنکو لوگ نہین پسند کرتے اور جہوٹا جانین) کیونکہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بہی ذلیل ہوا اور دوسرون نے بہی اسکو جہٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بہی اسکی جہوٹی سمجہی جاتی ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال ما انت بمحدث قوما حدیثا لا تبلغہ عقولھم الا کان لبعضھم فتنۃ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سی ایسی حدیث بیان کرے جو ان کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہو جاوینگے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے

باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملھا ضعیف لوگون سی روایت کرنا منع ہے اور روایت کی تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضے نسخون مین اس باب کو یون لکھا ہے باب فی الضعفاء والکذابین ومن یرغب عن حدیثھم یعنی باب ضعفا اور کذابین یعنے جہوٹون کے بیان مین اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال سیکون فی آخر امتی اناس یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو اون سے بچے رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچہی طرح جانچ لینا اب اس زمانے مین بہی بہت سی جاہل فقیر ادہر اودہر کے گڈہ ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

قریب باتمام ہے عوام لوگون کو بھی یہ کتابین فائدہ دے سکتی ہین) **عن** ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے مین دجّال (یعنی جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذاب یعنی جھوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو سناوینگے جو تمہارے باپ دادا نے نسنی ہون گی تو بچے رہنا اون سے ایسا نہو وہ تمکو گمراہ کردین اور آفت مین ڈالدین **عن** عامر بن عبدۃ قال قال عبد اللہ ان الشیطان لیتمثل فی صورۃ الرجل فیاتی القوم فیحدثھم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل منھم سمعت رجلا اعرف وجھہ ولا ادری ما اسمہ یحدث **ترجمہ** عامر بن عبدہ سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے پھر ان سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہو جاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا **عن** عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما قال ان فی البحر شیاطین مسجونۃ اوثقھا سلیمان یوشک ان تخرج فتقرأ علی الناس قراٰنا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے انہون نے کہا دریا مین یعنی سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین **عن** طاؤس قال جاء ھذا الی ابن عباس یعنی بشیر بن کعب فجعل یحدثہ فقال لہ ابن عباس عد لحدیث کذا وکذا فعاد لہ ثم حدثہ فقال لہ عد لحدیث کذا وکذا فعاد لہ فقال لہ ما ادری اعرفت حدیثی کلہ وانکرت ھذا ام انکرت حدیثی کلہ وعرفت ھذا فقال لہ ابن عباس انا کنا نحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لم یکن یکذب علیہ فلما رکب الناس الصعب والذلول ترکنا الحدیث عنہ **ترجمہ** طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون نے دوبارہ بیان کی اور کہا مجھے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجھا

پھر حدیثین کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون پھر دوبارہ بیان کیا

یا سب حدیثون کو منکر سمجہا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث نقل کیا کرتے تہے جب آپ پر جہوٹ نہین باندہا جاتا تہا پہر جب لوگ بری اور اچہی راہ چلنے لگے
(یعنے سب قسم کی حدیثین صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چہوڑ دیا **عن**
ابن عباس قال انما کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاما اذ رکبتم کل صعب وذلول فہیہات **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد
کیا کرتے تہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچہی ہر طرح کی
راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عن** مجاہد قال جاء بشیر بن کعب العدوی
الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ابن عباس لا یاذن لحدیثہ ولا ینظر الیہ فقال یا ابن عباس
ما لی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تسمع فقال ابن
عباس انا کنا مرۃ اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدرتہ
ابصارنا واصغینا الیہ باذاننا فلما رکب الناس الصعبۃ والذلول لم ناخذ من الناس الا
ما نعرف **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے
اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے
ابن عباس نے کان نہ رکہا اون کی طرف نہ دیکہا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تمکو کیا ہوا جو میری بات
نہین سنتے مین حدیث بیان کرتا ہون رسول اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہین سنتے ابن عباس نے کہا ایک
وہ وقت تہا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف
دیکہتے اور کان اپنے لگا دیتے پہر جب لوگ بری اور اچہی راہ چلنے لگے (یعنے غلط روایتین شروع ہو گئین)
تو ہم نے لوگون سے سننا چہوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہین (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو
سن لیتے ہین) **عن** ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا
ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا واخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی
فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیء فیقول واللہ ما قضی بہذا علی الا ان یکون ضل
ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے مین نے ابن عباس کو لکہا کہ میرے لیے ایک کتاب لکہدو اور چہپا لو

(اون باتون کو جن مین کلام ہے تاکہ جہگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچہی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چہپا لون گا (جو چہپانے کی باتین ہین) **ف** یہ ترجمہ جبب ہی کہ اس روایت مین نخفی اور اخفی خا سے سمجہے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضے نسخون مین یہ دونون لفظ حا سے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا - کہ کم کرین اون باتونکو جو کمی کے قابل ہین یعنے بہت لنبی کتاب نہ لکہین مختصر لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا عتنی معنون مین عُلی کے ہے یعنے مین نے یہ خواہش کی کہ خوب اچہی طرح لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ مین خوب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچہی طرح اسکو لکہون گا **ف** پہر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچہ باتین لکہنی لگے اور بعضے فیصلون کو دیکہکر کہتے تہے کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہٹک گئی (یعنے اون سی غلطی ہوئی) **ف** جب حضرت علی جو خلفای راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور ساتہی اور علم کے دریا تہے اون کے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہو سکتے ہین بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تہے تو انہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا **عَنْ** طَاوُسٍ قَالَ اُتِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِکِتَابٍ فِیْهِ قَضَاءُ عَلِیٍّ رض فَمَحَاهُ اِلَّا قَدْرَ وَاَشَارَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ بِذِرَاعِهٖ **ترجمہ** طاوس سے روایت ہی ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اسکو سب کو میٹ دیا مگر ایک ہاتہہ کے برابر (رہنے دیا) جو فیصلہ صحیح تہا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹہیک نہین **عَنْ** اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا اَحْدَثُوْا تِلْكَ الْاَشْیَاءَ بَعْدَ عَلِیٍّ رض قَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ رض قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَیَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا **ترجمہ** ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رض کے بعد نکالا (یعنے جہوٹی جہوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق بولے خدا انکو تباہ کرے یا اونپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کو علم کو ستیاناس کیا) **عَنْ** اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِیْرَةَ یَقُوْلُ لَمْ یَکُنْ یُّصَدَّقُ عَلٰی عَلِیٍّ فِی الْحَدِیْثِ عَنْهُ اِلَّا مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ **ترجمہ** ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سُنا وہ کہتے تہے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تہے اونکی روایت نمانی جاتی

حب تک عبد اللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے

باب فِي أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنَ الدِّينِ

اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ **ترجمہ** محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو (یعنی ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دیندار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ ابن سیرین نے کہا پہلے زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب فتنہ پھیلا (یعنے گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں رفض اور خوارج اور مرجئہ اور قدریہ کی شائع ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِي فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ إِنْ كَانَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ **ترجمہ** سلیمان بن موسی نے کہا مین طاؤس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنے اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا ہو سکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ **ترجمہ** وہی جو گذرا

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ أَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ مَأْمُونٌ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيثُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ **ترجمہ** ابو الزناد (جنکا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب اچھے ستھے مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان اور معرفت فقط زہد و ریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الثِّقَاتُ **ترجمہ** سعد

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جنکی روایت پر بہروسا ہو سکتا ہے) **عن** عَبدِ اللّٰہِ بنِ المُبارَكِ يَقُولُ الإِسنادُ مِنَ الدِّينِ وَلَولا الإِسنادُ لَقالَ مَن شاءَ ما شاءَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک کہتے تہے اسناد دین مین داخل ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عن** عَبدِ اللّٰہِ يَقُولُ بَينَنا وَبَينَ القَومِ القَوائِمُ يَعنِي الإِسنادَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے درمیان پائے ہین یعنے اسناد (جیسے جانور بغیر پانون کے تہم نہین سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے جم نہین سکتی) **عن** أَبِي إِسحاقَ إِبراهِيمَ بنِ عِيسَى الطّالقانِيِّ قالَ قُلتُ لِعَبدِ اللّٰہِ بنِ المُبارَكِ يا أَبا عَبدِ الرَّحمٰنِ الحَدِيثُ الَّذِي جاءَ إِنَّ مِنَ البِرِّ بَعدَ البِرِّ أَن تُصَلِّيَ لِأَبَوَيكَ مَعَ صَلوٰتِكَ وَتَصُومَ لَهُما مَعَ صَومِكَ قالَ فَقالَ لَهُ عَبدُ اللّٰہِ يا أَبا إِسحاقَ عَمَّن هٰذا قالَ قُلتُ لَهُ هٰذا مِن حَدِيثِ شِهابِ بنِ خِراشٍ قالَ ثِقَةٌ عَمَّن قالَ قُلتُ عَنِ الحَجّاجِ بنِ دِينارٍ قالَ ثِقَةٌ عَمَّن قالَ قُلتُ قالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قالَ يا أَبا إِسحاقَ إِنَّ بَينَ الحَجّاجِ بنِ دِينارٍ وَبَينَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَفاوِزَ تَنقَطِعُ فِيها أَعناقُ المَطِيِّ وَلٰكِن لَيسَ فِي الصَّدَقَةِ اختِلافٌ **ترجمہ** ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم بن عیسی طالقانی ہے) کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنی مان باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزے کے ساتہ انہون نے کہا ای ابو اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بہی ثقہ ہے پہر انہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا عبد اللہ نے کہا ای ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہین کہ اون کو طی کرنے کے لیے اونٹون کی گردنین تہک جاوین البتہ صدقہ دینے مین کسی کا خلاف نہین **ف** یعنے حجاج تو تبع تابعین مین سے ہے تو ادنے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو آدمی اور ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی

سے بڑے بڑے پختوں سے یہی غرض ہے کہ کوئی راوی جہوٹا لکہا ہین خبر کا معلوم ہونا ضرور ہی تو حدیث قابل اعتبار کی نہ ٹہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سی خیرات کرے تو اُسکا ثواب سب علماء کے نزدیک پہونچیگا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ مین اختلاف ہی تو شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہین پہونچیگا مگر جس صورت مین میت پر روزے واجب ہون اور اُسکا وارث اوس کیطرف سی قضا کر لیوی تو ادا ہو جاوینگے اور ایک قول یہ ہی کہ ادا نہو اور ایک جماعت علما کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی)

بَاب

الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَئِمَّةِ فِي ذَٰلِكَ یہ باب اس بیان مین ہے کہ حدیث کے راویون کا عیب بیان کرنا درست ہی اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہی اور حدیث کے اماموں نے ایسا کیا ہی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلَى رُؤُوسِ النَّاسِ دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ **ترجمہ** عبداللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تھے چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تہا اگلے بزرگون کو **عَنْ** أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا أَجَابَهُ

ترجمہ ابو عقیل (یحیی بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہی جو صاحب تہا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا نام ہی جو حضرت عائشہ سی روایت کرتی ہے ابو عقیل اوسکے مولی تہے) کہ مین قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضہ پاس بیٹہا تہا اور وہان یحیی بن سعید بہی تہے تو یحیی نے قاسم سے کہا ای ابو محمد تمہاری ایسے آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچہا جاوے پہر تمکو اُسکا علم نہو نہ اُسکا جواب قاسم نے کہا کس وجہ سی یحیی نے کہا اسوجہ سی کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما امامون کے یعنی ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تہے کیونکہ قاسم کی

مان ام عبید اللہ ہین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی) قاسم نے کہا اس سے بہی زیادہ یہ بات
بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا
مجہے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہ ہو یہہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچہ جواب نہ دیا
ف یحیی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تھے دین کے تم اُنہی کے
نواسے اور پوتے ہو تمکو بہی چاہیئے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب
تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سوائے سکوت کے کچہ نہ بن پڑا تہوڑا علم جو ضبط اور
اتقان کے ساتہہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہین ہُوا
بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہت سی مسائل مین سکوت کیا ہے۔ اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی
کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہی جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور
عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پہر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح
پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک
جرح کی وجہ بیان نکی جاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد
اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی) **عَنْ** اَبِیْ عَقِیْلٍ صَاحِبِ
بُهَیَّةَ اَنَّ اَبْنَاءً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یَکُنْ عِنْدَهٗ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ یَحْیَی
بْنُ سَعِیْدٍ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْظِمُ اَنْ یَّکُوْنَ مِثْلُکَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَیِ الْهُدٰی یَعْنِیْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ
تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَیْسَ عِنْدَکَ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ
عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا اَبُوْ عَقِیْلٍ
یَحْیَی بْنُ الْمُتَوَکِّلِ حِیْنَ قَالَا ذٰلِکَ **ترجمہ** ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن
عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچہی جسکا جواب اُنکو نہ آیا یحیی بن سعید نے اون سے کہا یہ امر
میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمر اور عبد اللہ
بن عمر کا اوس سے کوئی بات پوچہی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا۔ اور اس سے بڑہ کر اللہ
کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجہکو علم نہ ہو یا روایت
کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہ ہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے

عن يحيى بن سعيد قال سألت سفيان الثوري وشعبة ومالكا وابن عيينة عن الرجل لا يكون ثبتا في الحديث فيأتيني الرجل فيسألني عنه قالوا اخبر عنه انه ليس بثبت

ترجمہ یحیی بن سعید نے کہا مین نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے (تو مین اوسکا عیب بیان کردن یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور اس بیان کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اوس شخص کی)

عن النضر بن شميل يقول سئل ابن عون عن حديث لشهر وهو قائم على اسكفة الباب فقال ان شهرا تركوه ان شهرا تركوه قال مسلم بن الحجاج تركوه يقول اخذته السنة الناس تكلموا فيه

ترجمہ نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازے کی چوکھٹ پر تو اونہون نے کہا شہر کو لوگون نے ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا **ف** مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت اماموں نے جیسے احمد بن حنبل اور یحیے بن معین نے احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے

عن عبد الله بن المبارك قال قلت لسفيان الثوري ان عباد بن كثير من تعرف حاله واذا حدث جاء بامر عظيم فترى ان اقول للناس لا تاخذوا عنه قال سفيان بلى قال عبد الله فكنت اذا كنت في مجلس ذكر فيه عباد اثنيت عليه في دينه واقول لا تاخذوا عنه

ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا ہان کہدو عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے **ف** یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے ترک کردیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا پر حدیث کی روایت کرنے مین اوسی سلیقہ نہ تھا وہ غلط روایت

ابن المبارک

شهر بن حوشب

عباد بن کثیر

کو صحیح روایت سے تمیز نہین کر سکتا تھا عن عبد اللہ بن المبارک قال انتھیت الی شعبۃ فقال ھذا عباد بن کثیر فاحذروہ ترجمہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو یعنے اس سے روایت کرنے سے عن الفضل بن سھل قال سالت معلی الرازی عن محمد بن سعید الذی روی عنہ عباد بن کثیر فاخبرنی عن عیسی بن یونس قال کنت علی بابہ وسفیان عندہ فلما خرج سالتہ عنہ فاخبرنی انہ کذاب ترجمہ فضل بن سہل سے روایت ہے مین نے معلی رازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سے انہون نے کہا مین عباد کے دروازے پر تھا اور سفیان اوس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچھا اون سے عباد کو سفیان نے کہا وہ جھوٹا ہے عن محمد بن یحیی بن سعید القطان عن ابیہ قال لم نر الصالحین فی شئ اکذب منھم فی الحدیث قال ابن ابی عتاب فلقیت انا محمد بن یحیی بن سعید القطان فسالتہ عنہ فقال عن ابیہ لم تر اھل الخیر فی شئ اکذب منھم فی الحدیث قال مسلم یقول یجری الکذب علی لسانھم ولا یتعمدون الکذب ترجمہ محمد بن یحیی بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ کہتے تھے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جھوٹا کسی چیز مین نہین دیکھا جتنا جھوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکھا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیے سے ملا اور ان سے یہہ بات پوچھی انہون نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جھوٹا کسی بات مین نہ پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین — امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جھوٹ حدیث اون کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جھوٹ نہین بولتے ف اس لیے کہ اگر قصداً جھوٹی حدیث بناوین تو اون سے بدتر کون ہوگا پھر وہ نیک کیون رہین گے — اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور کذب نکلے ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہین ہوتی تھی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکو جانچین صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بھولے بھالے سیدھے سادھے ہوتے تھے جس نے جو حدیث انکے سامنے بیان کی وہ اوسکو سچا سمجھکر اوسکو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویون کے عیب اور

نقصان کیطرف التفات کم کرتے تھے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی
اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے - ہر کسی را بہر کاری ساختند بعض حضرات ایسے بھی گزرے
ہین جو زہد اور درویشی کے ساتھہ علوم ظاہریہ مین بھی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن
بصری سفیان ثوری عبد اللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح رضی اللہ عنہم ان سب سے
یہ اگلے لوگون کا حال ہے تو پچھلے علما کو بھی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو علم کلام
اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے اون کی کتابون مین اکثر بے
اعتبار حدیثین موجود ہین عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَاَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ
فَاِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي اَبَانُ عَنْ اَنَسٍ وَ اَبَانُ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَ قُمْتُ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے
کہا مین غالب بن عبید اللہ پاس گیا وہ مجھکو لکھوانے لگا حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے حدیث بیان
کی مجھہ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکھا تو اوس مین
یون لکھا تھا حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس سے اور ابان نے فلانے سے یہ دیکھکر مین نے اوس
سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اوٹھکر چلا گیا - امام مسلم نے کہا وَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُولُ
رَاَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامٍ اَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامٌ
حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ اِنَّهُمْ يَقُولُونَ
هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ اِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هٰذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي
يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعٰى بَعْدُ اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور سنا مین نے حسن بن
علی حلوانی سے وہ کہتے تھے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیے تھا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب
سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا
ہشام اسی حدیث کے سبب سے آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تھا مجھ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے سنا محمد سے
پھر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا ہے محدثین نے
اسی وجہ سے جو بیان ہوئی مگر اسقدر وجہ اوس کے ضعف کے لیے کافی نہین ہوسکتی کیونکہ احتمال ہے اوسنے سنا ہو

محمد سے پہر بہول گیا اور یحیے کے واسطے سے سنا پہر اسکو یاد آیا کہ مین نے محمد سے خود سنا ہی پر یہہ احتمال
ہے احتمال ہے اور ائمہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سنا اس لیے اسکا جہوٹ کہل گیا
(نووی) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ یَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ مَنْ
ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ رَوَیْتَ عَنْہُ حَدِیْثَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو یَوْمُ الْفِطْرِ یَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ
سُلَیْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِیْ یَدِکَ مِنْہُ قَالَ ابْنُ قُھْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَھْبَ
بْنَ زَمْعَةَ یَذْکُرُ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ قَالَ یَعْنِیْ ابْنَ الْمُبَارَکِ رَاَیْتُ رَوْحَ
بْنَ غُطَیْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرِ الدِّرْھَمِ وَجَلَسْتُ اِلَیْہِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ اَسْتَحْیِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ
اَنْ یَّرَوْنِیْ جَالِسًا مَّعَہٗ کُرْہَ حَدِیْثِہٖ **ترجمہ** عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبد اللہ بن
مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز
کے باب مین **ف** جوائز جمع ہے جایزہ کی یعنے عطائین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون
پر آجاتے ہین اور کہتے ہین اے مسلمانو چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے
نیک کام کا پہر بدلہ دیتا ہے اُسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکہا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا
تو قبول کرو اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پہر جب عید کی نماز پڑہ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے
آسمان سے جاؤ اپنے اپنے گہرون کو مراد پا کر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دن کو یوم الجوائز کہتے ہین
ف انہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکہو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ
شخص تہے اور ثقہ تہے یہ تعریف ہوائکی) ابن قہزاد نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سے وہ روایت کر
تہے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکہا جس نے
درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے **ف** زہری سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابو ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑہ لیوے تو نماز کو پہیر
لوٹا دے اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک
ف مین اُسکی صحبت مین بیٹہا پہر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سے کہ وہ کیا کہین گے مجہے اوس کے
پاس بیٹہا دیکہ کر اسوجہ سے کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا **ف** کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

سلیمان بن الحجاج

روح بن غطیف

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے **عن** عبد الله بن المبارك قال بقية صدوق اللسان و
لكنه يأخذ عمن اقبل وادبر **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی
سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا اسی وجہ
سے اسکو بھی ضعیف کہا ہے محدثین نے **عن** الشعبي يقول حدثني الحارث الاعور وهو
يشهد انه احد الكاذبين **ترجمہ** عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتے تھے مجھ
سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جھوٹا تھا **ف** یہ حارث بیٹا ہے عبد اللہ یا عبید کا
اعور اسکو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تھا حضرت
علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جھوٹ باندھنا شروع کیا اور بہت حدیثیں غلط سلط روایت کیں آخر اس
کا جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں یہ
بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے **عن**
ابراهيم قال قال علقمة قرأت القرآن في سنتين فقال الحارث القرآن هين الوحي
اشد **ترجمہ** ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو مصاحب
تھے عبد اللہ بن مسعود کے) کہا میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن
وحی مشکل ہے **ف** یہ روایت حارث کی بدمذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور
قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے بہت سی آیندہ کی باتیں اور اسرار اور مخفیات حضرت کو
بتلائے تھے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو بتلایا اور اونہی کو اپنا وصی کیا **عن** ابراهيم
ان الحارث قال تعلمت القرآن في ثلاث سنين والوحي في سنتين او قال الوحي
في ثلاث سنين والقرآن في سنتين **ترجمہ** ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا میں نے قرآن
کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا یوں کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو
برس میں **عن** ابراهيم ان الحارث اتهم **ترجمہ** ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنی
منسوب کیا گیا ہے کذب اور بدمذہبی سے **عن** حمزة الزيات قال سمع مرة الهمداني
من الحارث شيئا فقال له اقعد بالباب قال فدخل مرة واخذ سيفه قال واحس
الحارث بالشر فذهب **ترجمہ** حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی

اوس سے کہا تم دروازے مین بیٹہو اور مرہ اندر گئی اور تلوار اٹہائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے آہٹ پائی کہ کچہ شر ہونے والا ہے وہ چلدیا **عَن** ابنِ عَونٍ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِیمُ اِیَّاکُمْ وَ اَلْمُغِیْرَةَ بْنَ سَعِیْدٍ وَّاَبَا عَبْدِ الرَّحِیْمِ فَاِنَّهُمَا کَذَّابَانِ **ترجمہ** ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابوعبد الرحیم سے وہ دونون جہوٹے ہین **ف** مغیرہ بن سعید کوفی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تہا جلایا گیا آگ مین نخعی کے زمانے مین اور اس نے دعوی کیا تہا نبوت کا ابوعبد الرحیم اوسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاصی تہا اور بعضون نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابوعبد الرحیم ہے اور دونون ضعیف ہین (نووی) **عَن** عَاصِمٍ قَالَ کُنَّا نَاْتِیْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ اَیْفَاعٌ فَکَانَ یَقُوْلُ لَنَا لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَیْرَ اَبِی الْاَحْوَصِ وَاِیَّاکُمْ وَشَقِیْقًا قَالَ وَکَانَ شَقِیْقٌ هٰذَا یَرٰی رَاْیَ الْخَوَارِجِ وَلَیْسَ بِاَبِیْ وَائِلٍ **ترجمہ** عاصم سے روایت ہے ہم ابوعبد الرحمن سلمی پاس آیا جایا کرتے اور اوس زمانے مین ہم جوان لڑکے تہے (یعنی کبر جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے مت بیٹہا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہہ شقیق خارجیون کا سا اعتقاد رکہتا تہا یہ ابووائل نہین ہے **ف** ابووائل شقیق دوسرے ہین جو سلمہ کے بیٹے ہین اور وہ کبار تابعین مین سے ہین یہ شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا اوسکی کنیت ابوعبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اوس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا۔ (نووی) **عَن** جَرِیْرٍ یَقُوْلُ لَقِیْتُ جَابِرَ بْنَ یَزِیْدَ الْجُعْفِیَّ فَلَمْ اَکْتُبْ عَنْهُ کَانَ یُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پہر مین نے اس سے حدیث نہین لکہی وہ یقین کرتا تہا رجعت کا **ف** اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تہا رجعت سے مراد یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتہہ شریک ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا **عَن** مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ یَزِیْدَ قَبْلَ اَنْ یُّحْدِثَ مَا اَحْدَثَ **ترجمہ** مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

بات نکالی (یعنے مذہبی سے پہلے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تہا پہر فاسد ہو گیا) **عَنْ**
سُفْیَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَحْمِلُوْنَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ اَنْ یُّظْهِرَ مَا اَظْهَرَ فَلَمَّا اَظْهَرَ مَا اَظْهَرَ اتَّهَمَهُ
النَّاسُ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَتَرَکَهٗ بَعْضُ النَّاسِ فَقِیْلَ لَهٗ وَمَا اَظْهَرَ قَالَ الْاِیْمَانَ بِالرَّجْعَةِ **ترجمہ** سفیان
سے روایت ہی پہلے لوگ جابر سی حدیثین روایت کیا کرتے تہے جب تک اوس نے بد اعتقادی نہین ظاہر
کی تہی پہر جب اوس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگون نے اسکو متہم کیا حدیث مین اور بعضون نے اسکو ترک
کر دیا لوگون نے کہا کیا بد اعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا **عَنْ** جَابِرٍ
یَقُوْلُ عِنْدِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّهَا **ترجمہ**
جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثین ہین جنکو مین نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی
امام محمد باقر سے) انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یہ امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین سنا تو یہ سب روایتین منقطع ہوئین دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بد
اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتین جہوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جیسے شیعہ
اپنی کتابون مین روایت کیا ہے **عَنْ** زُهَیْرٍ یَقُوْلُ قَالَ جَابِرٌ یَقُوْلُ اِنَّ عِنْدِیْ لَخَمْسِیْنَ
اَلْفَ حَدِیْثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَیْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ یَوْمًا بِحَدِیْثٍ فَقَالَ هٰذَا مِنَ الْخَمْسِیْنَ
اَلْفًا **ترجمہ** زہیر سے روایت ہی جابر کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثین ہین جنکو مین نے لوگون سے
بیان نہین کیا پہر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار مین سے ہے **عَنْ**
سَلَّامِ بْنِ اَبِیْ مُطِیْعٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِیَّ یَقُوْلُ عِنْدِیْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ **ترجمہ** سلام بن ابی مطیع سے روایت ہی مین نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تہا
میرے پاس پچاس ہزار حدیثین ہین رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **عَنْ** سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا
سَاَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰهُ لِیْ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ
فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ یَجِیْءْ تَاْوِیْلُ هٰذِهٖ قَالَ سُفْیَانُ وَکَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْیَانَ وَمَا اَرَادَ بِهٰذَا فَقَالَ اِنَّ
الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ اِنَّ عَلِیًّا فِی السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وُلْدِهٖ حَتّٰی یُنَادِیَ مُنَادٍ
مِنَ السَّمَاءِ یُرِیْدُ عَلِیًّا اَنَّهٗ یُنَادِیْ اُخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ یَقُوْلُ جَابِرٌ فَذَا تَاْوِیْلُ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَ
کَذَبَ کَانَتْ فِیْ اِخْوَةِ یُوْسُفَ ع **ترجمہ** سفیان سے روایت ہی مین نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچھا اس آیت کو فَلَن اَبرَحَ الاَرضَ حَتّٰی یَاذَنَ لِی اَبِی اَو یَحکُمَ اللّٰہُ لِی وَ ھُوَ خَیرُ الحٰکِمِینَ **ف** یہ آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چوری ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا میں نہ سرکون گا اسملک سے جب تک کہ اجازت دے مجھکو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ت** جابر نے کہا اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی انہوں نے کہا رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علی رض ابر میں ہیں اور ہم انکی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلینگے یہانتک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دینگے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے اور جھوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے قصے میں ہے **ف** اور اس آیت کے اول اور آخر اون کے بھائیوں کا قصہ ہے یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے رافضی لوگ قرآن کی آیتوں کو اسی طرح سے بے تکی ادھر ادھر پھیرتے ہیں اور غور نہیں کرتے **عن** سُفیَانَ قَالَ سَمِعتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ بِنَحوٍ مِّن ثَلَاثِینَ اَلفَ حَدِیثٍ مَّا اَستَحِلُّ اَن اَذکُرَ مِنھَا شَیئًا وَّاَنَّ لِی کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے میں نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثوں کو میں حلال نہیں جانتا اون میں سے ایک حدیث بیان کرنیکو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے (یعنے کیسی ہی دولت ملے پر میں اون حدیثوں کو نقل نہ کروں گا کیونکہ وہ سب جھوٹھ ہیں) **عن** اَبِی غَسَّانَ مُحَمَّدِ بنِ عَمرٍو الرَّازِیِّ قَالَ سَأَلتُ جَرِیرَ بنَ عَبدِ الحَمِیدِ فَقُلتُ الحَارِثُ بنُ حَصِیرَةَ لَقِیتَہٗ قَالَ نَعَم شَیخٌ طَوِیلُ السُّکُوتِ یُصِرُّ عَلٰی اَمرٍ عَظِیمٍ **ترجمہ** ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے کہا میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں ایک بڈھا تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا (یعنے رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا تقریب میں ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفض کی) **عن** حَمَّادِ بنِ زَیدٍ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوبُ رَجُلًا یَومًا فَقَالَ لَم یَکُن بِمُستَقِیمِ اللِّسَانِ قَالَ وَذَکَرَ اٰخَرَ فَقَالَ ھُوَ یَزِیدُ فِی الرَّقَمِ **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی (ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تھے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

حارث بن حصیرہ

درست نہتھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑہا دیتا **ف** اکثر بےایمان سوداگرون کی عادت ہوتی ہے
کہ کپڑون کے تہانون پر جو خرید کی رقم لکھی ہوتی ہے اوسکو بڑہا دیتے ہین تاکہ خریدار کو دہوکا دیکر اپنا نفع
بڑہالین یہان مراد یہ ہی کہ حدیث مین زیادہ کردیتا اور یہہ دونون لفظ اشارہ ہین کذب کے لیئے یعنے دونون
جہوٹے اور کذاب تہے عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ إِنَّ لِي جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهِ وَلَوْ
شَهِدَ عِنْدِي عَلَى تَمْرَتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَهَادَتَهُ جَائِزَةً ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہی ایوب
نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہی پہر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اُسکی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور
کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کہجورون پر گواہی دیوے تو مین اوسکی گواہی درست نہ کہون **ف**
یعنے اُسمین یہی عیب ہی کہ جہوٹ بولتا ہے تو ایسے جہوٹے مقدمے مین بہی اوس کا اعتبار نہین ہوسکتا
عَنْ مَعْمَرٍ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا عَبْدَ الْكَرِيمِ يَعْنِي أَبَا أُمَيَّةَ فَإِنَّهُ
ذَكَرَهُ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ
ترجمہ معمر سے روایت ہی مین نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہین سُنا کبہی مگر عبد الکریم بن ابی
المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہی ذکر کیا انہون نے اُسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہتہا اُسنے پوچہا
مجہسے ایک حدیث پوچہی عکرمہ کی پہر کہنے لگا مین نے خود سنا ہی عکرمہ سے **ف** مگر صرف اِس
بات سے اُسکا ضعف ثابت نہین ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سُنکر بہول گیا ہو پہر ایوب سے سُنکر اُسکو
یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینون سے اوسکا جہوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کیا ہی اس
عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور
ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلون اور فقیہون مین سے تہا (نووی) تقریب مین ہے
کہ اسکی باپ کا نام قیس یا طارق تہا اور یہ مکے مین آ رہا تہا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک زیادت
روایت کی ہے باب قیام اللیل مین اور نسائی نے اس سے روایت کی ہی مگر تہوڑی عَنْ هَمَّامٍ
قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَذَكَرْنَا
ذَلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ
طَاعُونِ الْجَارِفِ ترجمہ ہمام سے روایت ہی ابو داؤد اندہا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا
اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجہسے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجہسے زید بن ارقم نے ہم نے

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہون نے کہا جہوٹا ہے اوس نے نہین سنا براء اور زید سے **ف** اور کہتا تہا کہ مین نے اٹہارہ بدری صحابیون سے سنا ہے یہہ ابو داؤد باتفاق علما ضعیف ہے عمرو بن علی نے کہا وہ متروک ہے اور یحیی بن معین اور ابو زرعہ نے کہا وہ کچہ چیز نہین اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہے **ف** وہ تو ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین **ف** (یعنی طاعون) یہ وبا ایک قسم کا پہوڑا تہا جس مین جلن ہوتی تہی اور گرداگرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اوسکے ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی - علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہے ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے سنہ ۱۳۲ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا سنہ ۶۹ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہ طاعون سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون سنہ ۸۷ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہو اور جارف اسکو اس لیے کہتے ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع ہوا حضرت عمر رضہ کے زمانے مین اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور انکی بی بی اور بیٹے رضی اللہ عنہم پہر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج ظالم واسط مین تہا عبد الملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوگئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ سنہ ۱۰۰ مین واقع ہوا پہر طاعون غراب سنہ ۱۲۷ ہجری مین ہوا پہر طاعون سلم بن قتیبہ سنہ ۱۳۱ مین ہوا شعبان اور رمضان مین اور موقوف ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ نے کہا - ابو الحسن مدائنی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیرویہ جو مدائن مین ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین سنہ ۶ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین سنہ ۶۹ مین ہوا اوس مین ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رضہ کی تراسی ۸۳

بیٹے یا ۷۳ بیٹے مرگئے اور عبد الرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتہا طاعون فتیات جو شوال سنہ ۸۰ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون ۱۳۱ھ مین ہوا رجب مین اور سخت ہوگیا رمضان مین کئی دن تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تہے پہر شوال مین کم ہوگیا اور ایک طاعون کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جسمین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا اور ابو زرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ کی پیدائیش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے جو اس طاعون کی تاریخ ۱۱۹ھ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور یہان پر ضرور دو طاعونون مین سے ایک طاعون مراد ہے یا ۶۷ھ کا طاعون مگر اسوقت قتادہ کی عمر صرف چہہ برس کی ہوتی ہے یا ۸۷ھ کا اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچہ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشوونما کرتی ہے پہر زور پکڑ جاتی ہے پہر گہٹتی گہٹتی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلے زمانے مین طاعون بثورات اور پہوڑون سے ہوتا تہا چیچک بہی اگر عام ہو تو اسی قسم مین ہے پہر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال سے کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین ہی طاعون سے قے اور دستون کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند اور عرب اور گرم ملکون مین تقریباً ہر سال کچہ نہ کچہ رہتا ہے سنہ ۱۳۰۰ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی شدت ہوگئی تہی اب دیکہیے اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے عَنْ هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ دَاوُدَ الْاَعْمٰی عَلٰی قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا اِنَّ هٰذَا يَزْعُمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ترجمہ ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹہکر چلا تو لوگون نے کہا یہ کہتا ہے کہ مین اٹہارہ اون صحابیون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تہے قتادہ نے کہا یہ تو طاعون جارف سے پہلے بہیک مانگا کرتا تہا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تہا نہ کبہی اسنے گفتگو کی حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن مین زیادہ اور حدیث کے عالم تہے) کوئی حدیث ہم سے نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے ف جب

ان دونو صاحبون نے جو ابوداؤد کی نسبت سن اور علم مین زیادہ تہے کسی مدری سے نہین سنا سوا سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے تو ابوداؤد نے
کیونکر اٹھارہ بدری صحابیون سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابوداود کا - اس حکم سے یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی سے نہین سنا
نہ اونکو دیکہا اور اکثر المحدیث کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ سماع حسن کا حضرت علی رضہ سے بیان کرتے
ہین اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عَنْ** رَقَبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ
يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامِ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيْهَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبداللہ کوفی نے کہا کہ ابوجعفر ہاشمی مدنی (جسکا
نام عبداللہ بن مسور مداینی ہے) سچی سچی باتونکو حدیث بنا کر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہوتین اور روایت
کرتا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اوسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عَنْ** يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ
عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جہوٹ
بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تہا پہر قدری اور معتزلی ہو گیا
عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ
الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ كَذَبَ
وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يَحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے مین
نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمپر ہتہیار اوٹہاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے
مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جہوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کی روایت
کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون
سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تہا یہ غرض ہے کہ حسن
نے اس حدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹہرا - عمرو بن عبید چونکہ
معتزلہ مذہب کا پیشوا تہا اسکا اعتقاد یہ تہا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام
اور کفر کے بیچ مین ایک اور درجہ نکالتا تہا اور کہتا تہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بہی مثل کافر کے ہمیشہ
جہنم مین رہیگا اس حدیث کو اوس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا کیونکہ ظاہر حدیث

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتیار اُٹھانے والا ہم مین سے نہین ہے یعنے مسلمان نہین ہے اور مسلمان نہ ہوا
ہتیار اوٹہانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہین ہے اب کافر بھی نہین ہے
بلکہ کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ انسان یا کافر ہے
یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اسکے
گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت مین جاوے
گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تہا پہر وہ ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان مین انشاء اللہ تعالی
بہت سی حدیثین بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس
شخص نے مسلمان پر ہتیار اُٹہائے وہ ہمارے طریقہ پر نہین ہے اور ہماری راہ پر نہین ہے جیسے باپ اپنے
نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہین ہے اسیطرح حدیث سے بہی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود
ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتیار اٹہانے سے بچین اور تفسیر اس کے دوسری حدیثون مین بہی موجود ہے جیسے
مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا یعنے جو خرید اور فروخت مین دہوکا دیوے ہم مین سے نہین ہے (نووی)

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ أَيُّوبُ فَقَالُوا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا إِلَى السُّوقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا نَفِرُّ أَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ

ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت مین رہا کرتا اور اُن سے حدیثین سنتا ایک مرتبہ ایوب نے اسکو نہ پایا تو لوگون نے کہا ای ابوبکر (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت مین رہتا ہے حماد نے کہا ایک دن مین ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تہا اتنے مین وہ شخص سامنے سے آیا ایوب نے اسکو سلام کیا اور حال پوچہا پہر اوس سے کہا مین نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو (عمرو بن عبید کا نام لیا) وہ بولا ہان اے ابوبکر کیونکہ وہ ہمکو عجیب باتین سناتا ہے ایوب نے کہا ہم تو ایسے ہی عجیب باتون سے بہاگتے ہین **ف** یعنے نادر اور غریب حدیثون سے جنکو اور لوگ نہین پہچانتے اور عمرو بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جہوٹے ہین اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہین عن حماد قال قیل لایوب ان عمرو بن عبید روی عن الحسن قال لا یجلد السکران
من النبیذ فقال کذب انا سمعت الحسن یقول یجلد السکران من النبیذ ترجمہ حماد
سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست
ہو جاوے اوسے حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جہوٹا ہے حسن کہتے تہے جو شخص نبیذ سے مست ہو
جاوے اوسے حد پڑیگی عن سلام بن ابی مطیع یقول بلغ ایوب انی اٰتی عمرا فاقبل علی
یوما فقال ارأیت رجلا لا تامنہ علی دینہ کیف تامنہ علی الحدیث ترجمہ سلام
بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہونچی کہ مین عمرو بن عبید پاس جاتا ہون تو ایک روز میرے پاس
آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجہتا ہے جس شخص کے دین پر تجہے بہروسا نہ ہو کیا اوسکی حدیث پر تو بہروسا
کرسکتا ہے عن ابی موسیٰ یقول ناعمرو بن عبید قبل ان یحدث ترجمہ ابو موسیٰ کہتے
تہے مجہسے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اس کے کہ اوسنے نکالین نئی باتین (یعنے بد اعتقادی سے
پہلے) عن معاذ العنبری نا ابی قال کتبت الی شعبۃ اسالہ عن ابی شیبۃ قاضی
واسط فکتب الی لا تکتب عنہ شیئا ومزق کتابی ترجمہ معاذ عنبری نے کہا مین نے شعبہ کو
لکہا کہ ابو شیبہ واسط (ایک گاؤن کا نام ہے بصرے کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے انہون نے جواب میں
لکہا کہ مت روایت کر اوس سے کچہ اور پہاڑ ڈال میرا خط ف تاکہ اور کوئی نہ دیکہے ایسا نہ ہو ابو شیبہ کو
خبر پہونچی اور وہ کچہ ایذا دیوی اور فساد پہیلاوے - یہ ابو شیبہ دادا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن
ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکے پوتے معتبر اور ثقہ ہین خصوصًا ابو بکر بن ابی شیبہ
جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
مین بیس رکعت تراویح پڑہین ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثون مین سے ہے عن
عفان قال حدثنا حماد بن سلمۃ عن صالح المری بحدیث عن ثابت فقال کذب
وحدثت ھماما عن صالح المری بحدیث فقال کذب ترجمہ عفان سے روایت ہے مین نے
حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے ثابت سے حماد نے کہا جہوٹہ ہے پہر مین نے
ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے کہا جہوٹا ہے ف یہ صالح مری بشر کا بیٹا بصری
ہے بڑے عابدون اور زاہدون مین سے تہا اور مری اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ باپ اسکا عربی تہا اور ماں

قال

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تہا صالح مرّی کی حکایتین صوفیون مین بہت مشہور
مین آواز انکی نہایت عمدہ تہی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتی تہی یہانتک کہ بعضے لوگ انکا قرآن
سنکر خوف کے مارے مرگئے ہین یہ خود بہی بہت صالح اسم بامسمی اور خدا ترس تہی اکثر خدا کے خوف سے رویا
کرتے مگر حدیث کی روایت مین انکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت
اور چیز **عن** اَبِی دَاوُدَ قَالَ قَالَ لِی شُعْبَةُ ائْتِ جَرِیرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَهُ لَا یَحِلُّ لَكَ اَنْ
تَرْوِیَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَاِنَّهُ یَكْذِبُ قَالَ اَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَكَیْفَ ذَاكَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنِ الْحَكَمِ بِاَشْیَاءَ لَمْ اَجِدْ لَهَا اَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَهُ بِاَیِّ شَیْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ اَصَلَّی النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ فَقَالَ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ
عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَیْهِمْ وَدَفَنَهُمْ
قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِی اَوْلَادِ الزِّنَا قَالَ یُصَلّٰی عَلَیْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِیثِ مَنْ یُرْوٰی قَالَ
یُرْوٰی عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ **ترجمہ** ابوداؤد سے روایت ہی مجہہ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس
جا اور کہہ تجہکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جہوٹ بولتا ہے ابوداؤد نے کہا
مین نے شعبہ سے پوچہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے
چند حدیثین نقل کین جن کی اصل مین نے کچہ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا
مین نے حکم سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدون پر نماز پڑہی تہی حکم نے
کہا نہین پہر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اوس نے مقسم سے اوس نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پر اور دفن کیا انکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق
مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا اونپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے
اسبابمین انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجہسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیی بن الجزار
سے سنا انہون نے حضرت علی رضہ سے **ف** تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جہوٹ ظاہر ہوا
کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچہا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون
پر نماز نہین پڑہی پہر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی انپر اسیطرح حکم نے

ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑہنے کے باب مین حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہی سے حضرت علی کا قول روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب مین حسن اور علی دونون سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویون کا کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہین یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور بالاتفاق ضعیف ہی اور متروک عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ حَلَفْتُ أَنْ لَا أَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوجٍ وَقَالَ لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَنَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ ترجمہ یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا مین نے قسم کہائی ہے کہ اس سے کچہ روایت نکرون گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا مین نے زیاد بن میمون سی ملا اور اس سے ایک حدیث پوچہی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبد اللہ مزنی سے پہر مین اوسے ملا تو اوس نے روایت کیا اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پہر مین اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سی اور یزید بن ہارون ان دونون کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جہوٹا کہتے تہے حسن حلوانی نے کہا مین نے عبد الصمد سی سنا مین نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہون نے کہا جہوٹا ہے **ف** زیاد بن میمون بصری جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہی بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج واسطی بہی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کہا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکہا ہے انس بن مالک رضہ کو (نووی) عَنْ مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِي رَوَى لَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَقَالَ لِي اسْكُتْ فَأَنَا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقَ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ

ترجمہ محمود بن غیلان سی روایت ہی مین نے ابو داؤد طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتین کین

زیاد بن میمون

خالد بن محدوج

زیاد بن میمون

خالد بن محدوج

ف تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطار عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہم کو
وہ عطارہ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطارن جسکا نام حولاء تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتائیں یہ
حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو زیاد بن میمون نے انس سے ف انہوں نے کہا جب ہم میں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد
بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے
ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا عبد الرحمن نے کہا البتہ
معاف کریگا زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا بہت کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا
تم بھی نہیں جانتے (یعنے تم تو جانتے ہو) میں انس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہمکو خبر
پہونچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے ہم میں اور عبد الرحمن پھر گئے اوس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد
اسکے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اسکو ترک کیا (یعنے اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹ
بھی کیا کہ توبہ کا بھی خیال اوس نے چھوڑ دیا) عن شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا
يَقُولُ سُوَيْدُ بْنُ عَقَلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا قَالَ يَعْنِي تُتَّخَذُ كُوَّةٌ
فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرَّوْحُ قَالَ وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ يَقُولُ
سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هِلَالٍ بِأَيَّامٍ مَا هَذِهِ
الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا إِسْمَاعِيلَ ترجمہ شبابہ بن سوار مدائنی سے
روایت ہے عبد القدوس ہمسے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنے ہوا کو عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا
یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے ف یہ سب عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے
اوس نے غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن
غفلہ ہے غین سے اور اوس نے سوید عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بضم را ہے معنے جاندار
نہ روح بفتح را جسکے معنی ہوا کے ہیں اور غرض غین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سی جب کو عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کر کدہر کا کدہر کر دیا —
ف امام مسلم فرماتے ہین مین نے سُنا عبید اللہ بن عمر قواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سی انہون
نے کہا ایکشخص سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیسا کھاری چشمہ ہے جو پہوٹا تمہاری طرف وہ
شخص بولا ہان اے ابی اسمعیل ف ابو اسمعیل کنیت ہی حماد بن زید کی کھاری چشمہ سے اونکی غرض مہدی
بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہی محدثین نے اوس کے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنے والا
ہے اور متروک ہی روایت کرتا ہے داود بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی) عن ابی
عوانة قال ما بلغنی عن الحسن حدیث الا اتیت به ابان بن ابی عیاش فقراه علی
ترجمہ ابو عوانہ سی روایت ہے مجھے حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچھا اُسکو ابان بن ابی عیاش
سے اوس نے پڑھا اُسکو میرے سامنے ف یعنی ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس سے پوچھتے وہ اسکو روایت
کرتا حسن سی اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی تقریب مین ہی کہ یہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت
ابو اسمعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے عن علی بن مسهر قال سمعت انا وحمزة الزيات
من ابان بن ابی عیاش نحوا من الف حدیث قال علی فلقیت حمزة فاخبرنی انه
رای النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام فعرض علیه ما سمع من ابان فما عرف
منها الا شیئا یسیرا خمسة او ستة ترجمہ علی بن مسہر سی روایت ہے مین نے اور حمزہ زیات
نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ایکہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے
بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور جو کچھ ابان سے سنا تہا وہ آپ کو
سنایا آپ نے نہ پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی حدیثین قبول کین پانچ یا چہہ ف نووی نے
کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہی اوس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف
ہے نہ یہ بات کہ خواب سی کوئی امر یقینا ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سی کوئی سنت جو ثابت ہو گئی ہے
باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور تمام علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی
دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے صحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس
بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجھے
خواب مین دیکھا اوس نے مکرر دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین نہین بنسکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

کہ آپ کو خواب مین دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہین ہی مگر حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ خواب مین مین جو کہون وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہی نہ ضبط اور تحقیق کی اور اتفاق کیا ہے علمائنے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہی کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس مین یہ کوئی صفت نہین پہر اوسکی روایت کیونکر مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت مین ہے کہ خواب مین کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی روسے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اوس کام سے جو شرع شریف کی روسے منع ہو یا اوسکو کوئی دنیا کا کام ہو جسمین کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اوس خواب پر عمل کرنا مستحب ہی کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہین ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہی کہ اگر خواب کی باتون کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعوی کریگا کہ مینے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہی پہر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمین شک نہین کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہین اونکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہین پر اونکی صحت شرع ہی سے معلوم ہوسکتی ہے نہ شرح کی صحت خواب سے **عن** زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اُكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ **ترجمہ** زکریا بن عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوفی ہم) نے (جو حدیث کے بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگون سے اور مت لکھ اس حدیثکو جو روایت کرے مجہول لوگون سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث ہرگز اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگون سے بہی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے حق مین خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے عباس نے کہا مین نے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والون کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تہا ابن ابی خیثمہ نے کہا مین نے یحیے بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے اسکا انکار کرتے تھے اوسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگون سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنے شہر والون سے روایت کرے تو اسکی روایت صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحیی بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے

تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں اپنے یارون سے سنتا تہا وہ کہتے تہے شام کا علم اسمعیل بن عیاش کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعضی لوگون نے اسمعیل کے حق مین کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہی عادل ہی سب سے زیادہ جانتا ہے شام والون کی حدیث کو اور اکثر اوسکی حق مین یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثین روایت کرتا ہی مکے اور مدینے کے ثقہ لوگون سی یحیی بن معین نے کہا اسمعیل ثقہ ہے شام والون سی روایت کرنے مین اور اہل حجاز سے اوسکی روایت معتبر نہین کیونکہ اُس کے کتاب تلف ہوگئی تہی اور اُسکا حافظہ خراب ہوگیا تہا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہی مگر اُسکی روایت لکہی جاویگی اور مین نہین جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحق فزاری کے۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سی بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثین منکر ہین احمد بن ابی الحواری نے کہا وکیع نے مجہسے کہا تمہارے یہان لوگ روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے مین نے کہا ہان ولید اور مروان تو اوس سی روایت کرتے ہین اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہین کرتے انہون نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہین شہر والی تو ولید اور مروان ہین (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر مین اور جب یہ روایت کرتے ہین تو کافی ہے (نووی))

عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْلَا اَنَّهٗ يَكْنِي الْاَسَامِيَّ وَيُسَمِّي الْكُنٰى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْوَحَاظِيِّ فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچہا آدمی تہا اگر وہ نامون کو کنیت سی بیان نہ کرتا اور کنیت کو نامون سی (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب ہی کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویونکا عیب چہپانے کے لیے نام کو کنیت سی بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سی تا لوگ پہچانے نہین) ایک مدت تک ہمسے حدیث بیان کرتا تہا ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے **ف** یعنے عبد القدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہی کنیت اسکی مشہور نہ تہی تو بقیہ اوسکو کنیت سی ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانین نہین **عن** عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهٖ كَذَّابٌ اِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَهٗ كَذَّابٌ **ترجمہ** عبد الرزاق سی روایت ہی عبد اللہ بن مبارک کو مین نے نہین سُنا کسی کو صاف جہوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو وہ کہتے تہے جہوٹا ہے **عن** اَبِيْ نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ **ترجمہ** ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا مجہسے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ

عبد القدوس

معلی بن عرفان

وہ ثقہ نہین ہے اور پوچھا مین نے اون سے شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذہب انہون نے کہا وہ ثقہ
نہین ہے ف یہ وہ شعبہ نہین ہے جو حدیث کے مشہور امام ہین وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہین اور یہ شعبہ
بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہے بہت اچھے
حدیث والون نے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہین ابن عدی نے کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث
منکر نہین دیکھی تقریب مین ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تھا ف اور پوچھا مین نے اون سے
صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے ف یہ صالح بیٹا ہے بنہان کا مدینہ کا رہنے والا
اور اسکو مولی توامہ کہتے ہین اس لیے کہ جس عورت نے اُسکو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ توام یعنے
جڑوان پیدا ہوئی تھی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن
ماجہ نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اوسکو پایا جب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اسکا حافظہ بگڑ
گیا تھا اسی طرح ثوری نے بھی اوسکو جب پایا جب وہ سٹھیا گیا تھا تو سنین اوس سے کئی منکر حدیثین لیکن
جن لوگون نے روایت کیا ہے اوس سے قبل اختلاط یعنے حافظہ بگڑنے سے ان کی روایت صحیح ہے ابن
عدی نے کہا ابن ابی ذیب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور اون
کی روایتون مین کوئی برائی نہین ف اور پوچھا مین نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہون نے کہا
وہ ثقہ نہین ہے ف یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے زبیری
نے کہا وہ شیعہ تھا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ف اور پوچھا مین
نے امام مالک سے ان پانچون آدمیون کو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہین اپنی حدیث مین
اور مین نے پوچھا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام مین بھول گیا تو انہون نے کہا تو نے اوسکی روایت
میری کتابون مین دیکھی ہے مین نے کہا نہین امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اُسکی روایت میری کتابون
مین دیکھتا ف اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون مین روایت کی ہے وہ
سب ثقہ ہین مگر یہ ضرور نہین کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہون البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہین اور اختلاف
کیا ہے علما نے اس مسئلے مین کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سے روایت کرے تو اس سے اوس مجہول کی توثیق ہو گی
یا نہین اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا اور یہی ٹھیک ہے کیونکہ کبھی ثقہ غیر ثقہ سے
روایت کرتا ہے نہ اس وجہ سے کہ وہ روایت دلیل و حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

جیسے مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اسکے نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اثنا کے
کہ مجہول بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عن** ابن ابی ذئب عن شرحبیل
بن سعد و کان متہما ترجمہ ابن ابی ذئب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ تہم تہا **ف**
یعنے نسبت کیا گیا تہا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تہا مغازی کا (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑہ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تہا وہ محتاج ہوگیا لوگ
اس ڈر کے مارے اوسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوے تیرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تہا اور یہہ شرحبیل آزاد
ہے انصار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا بوڑہا تہا روایت کی ہے اوس نے زید بن
ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر میں اسکا
مغز گیا تہا سو برس کا ہوکر مرا **عن** عبد اللہ بن المبارک یقول لو خیرت بین ان ادخل
الجنۃ وبین ان القی عبد اللہ بن محرر لاخترت ان القاہ ثم ادخل الجنۃ فلما رایتہ
کانت بعرۃ احب الی منہ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تہے اگر مجہے اختیار دیا جاتا
کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرر سے ملوں تو میں پہلے اوس سے ملتا پہر جنت میں جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا
تہا اور اسقدر اوس سے ملنے کا اشتیاق تہا) پہر جب میں اس سے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجہے اوس سے
بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنے ایسا نکما اور خراب نکلا **عن** زید یعنی ابن ابی انیسۃ قال
لا تاخذوا عن اخی ترجمہ زید بن انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بہائی سے **ف** یعنی یحیی
بن ابی انیسہ سے جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں
نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب میں ہے کہ کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی
نے کہا اوسکا بہائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت لی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد
نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے - اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کا
فائدہ کا خیال رکہتے تہے اور اپنے قرابت کا لحاظ نہ کرتے تہے **عن** عبید اللہ بن عمرو قال کان یحیی
بن ابی انیسۃ کذابا ترجمہ عبید اللہ بن عمرو نے کہا یحیی بن ابی انیسہ جہوٹا تہا **عن** حماد بن
زید قال ذکر فرقد عند ایوب فقال ان فرقدا لیس صاحب حدیث حماد بن زید نے کہا
فرقد (بن یعقوب سنجی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہوں نے کہا وہ صاحب حدیث نہیں **ف**

ضعف شرحبیل بن سعد

ضعف عبد اللہ بن محرر الکبیر

ضعف یحیی بن ابی انیسہ

فرقد

یعنی حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے فرقد کو اسمین دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد اور زاہد تھا جیسے
اوپر گذرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر یحیی بن معین سے منقول ہے کہ اونہون نے ثقہ کہا
فرقد کو تقریب مین ہے کہ روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تھا مگر حدیث مین ضعیف ہے
کثیر الخطا ہے ۱۳۱ سنہ مین مرا۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِیُّ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانَ
ذُکِرَ عِنْدَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ اللَّیْثِیُّ فَضَعَّفَہٗ جِدًّا فَقِیْلَ لِیَحْیٰی اَضْعَفُ مِنْ
یَعْقُوْبَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا کُنْتُ اُرٰی اَنَّ اَحَدًا یَرْوِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ ترجمہ عبد الرحمن بن بشر عبدی نے کہا مین نے یحیے بن سعید قطان سے سنا
اُن کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہون نے بہت ضعیف کیا اُسکو کسی
نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بھی زیادہ ضعیف ہے اونہون نے کہا کہ مین سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ
بن عبید بن عمیر سے روایت نکریگا۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانَ
ضَعَّفَ حَکِیْمَ بْنَ جُبَیْرٍ وَعَبْدَ الْاَعْلٰی وَضَعَّفَ یَحْیَی بْنَ مُوْسَی بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ حَدِیْثُہٗ رِیْحٌ
وَضَعَّفَ مُوْسَی بْنَ الدِّہْقَانِ وَعِیْسَی بْنَ اَبِیْ عِیْسَی الْمَدَنِیَّ ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے
نے سنا یحیی بن سعید قطان سے (جو امام تھے حدیث کے) انہون نے ضعیف کیا حکیم بن جبیر کو ف یہ حکیم
بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تھا ابو حاتم رازی نے کہا غالی شیعہ تھا عبد الرحمن بن مہدی اور شعبہ سے
پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیون چھوڑا اونہون نے کہا ہم ڈرتے ہین جہنم سے بعضی اسکی
روایتین جہوٹی ہین اگر ہم اوس سے نقل کرینگے تو دوزخ مین ڈالے جاوینگے تقریب مین ہے کہ وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اُس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور نہین روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم
نے ف اور عبد الاعلی (بن عامر ثعلبی) کو ف تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے۔
ف اور ضعیف کیا یحیی بن موسی بن دینار کو اور کہا کہ حدیث اُسکی مثل ہوا کے ہے ف یعنی لغو اور
بے ثبات اس مقام مین تمام نسخون مین یحیے کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو یقینا غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ
نہو نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والون سے ہوئی ہے نہ مسلم سے۔ یہ موسی بن دینار مکی ہے جو
روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسی بن دہقان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب
سے تقریب مین ہے کہ یہ ضعیف ہے ف اور عیسی بن عیسی مدنی کو ف یہ عیسی بن میسرہ ہے

ف عبید اللہ

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی اصل اسکی کوفی ہے اسکو خیاط یا حناط کہتے ہیں یا خباط یحیی بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس پیشہ کو چہوڑ کر حناط ہوا (یعنے گیہوں بیچنے لگا حنطہ سے) پہر اسکو چہوڑ کر خباط ہوا (یعنی پتے جہاڑنیوالا) تقریب میں ہے کہ یہ متروک ہے قَالَ مُسْلِمٌ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيْسٰى يَقُوْلُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا قَدِمْتَ عَلٰى جَرِيْرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهٗ كُلَّهٗ اِلَّا اَحَادِيْثَ ثَلٰثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيْثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ ترجمہ حسن بن عیسی نے کہا مجہسے کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اسکا سارا علم لکہہ (یعنے سب حدیثیں اسکی روایت کر) مگر تین آدمیون کی حدیثیں مت لکہہ عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمعیل اور محمد بن سالم کی روایتین **ف** کیونکہ یہ سب ضعیف ہیں جوزی نے کہا یہ تینون کوفی ہیں اور متروک قَالَ مُسْلِمٌ وَاَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ مُتَّهَمِيْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَاِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيْرٌ يَطُوْلُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهٖ عَلَى اسْتِقْصَائِهٖ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيْمَا قَالُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَبَيَّنُوْا ترجمہ مسلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہمنے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویون میں اور انکے عیبون میں بہت ہے جسکے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جاویگی اور جسقدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہ بوجہہ جاوے **ف** یعنے یہ کتاب کچہ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اوسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی کتابین بنی ہین جنمین تمام راویونکا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے یہان تو چند راویونکا عیب ایسے حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویون کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وَاِنَّمَا اَلْزَمُوْا اَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْاَخْبَارِ وَاَفْتَوْا بِذٰلِكَ حِيْنَ سُئِلُوْا لِمَا فِيْهِ مِنْ عَظِيْمِ الْخَطَرِ اِذِ الْاَخْبَارُ فِيْ اَمْرِ الدِّيْنِ اِنَّمَا تَاْتِيْ بِتَحْلِيْلٍ اَوْ تَحْرِيْمٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيٍ اَوْ تَرْغِيْبٍ اَوْ تَرْهِيْبٍ فَاِذَا كَانَ الرَّاوِيْ لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ ثُمَّ اَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهٗ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيْهِ لِغَيْرِهٖ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهٗ كَانَ اٰثِمًا بِفِعْلِهٖ ذٰلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِيْنَ اِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلٰى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْاَخْبَارَ اَنْ يَسْتَعْمِلَهَا اَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا

عظیم الخطر

اقلها

اَوْ اَكْثَرُهَا اَكَاذِيْبُ لَا اَصْلَ لَهَا مَعَ اَنَّ الْاَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ وَاَهْلِ الْقَنَاعَةِ
اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُضْطَرَّ اِلٰى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَّلَا مُقْنِعٍ **ترجمہ** اور حدیث کے اماموں نے راویوں
کا عیب کھولدینا ضرور سمجھا اور اس بات کا فتوی دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا اہم کام ہے کیونکہ دین
کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوسمین کسی بات کا
حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاوے
گا بہرحال جب آدمی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اسکے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے
سے بیان نکرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار رہوگا اور دہوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانون کو اس لیے کہ بعضے لوگ
اُن حدیثون کو سنینگے اور اُن سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اُسمین سے اکثر جھوٹی ہون ۔
(اور بعضی نسخون مین یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جھوٹی ہون) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثین ثقہ لوگون
کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہین کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہین ہوسکتی
اونکی روایتون کی احتیاج پڑی **ف** یعنے روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثین ہزارون ہین پہر ضرورت
کیا ہے کہ اُنکو چہوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثون کو نقل کرے وَلَا اَحْسِبُ كَثِيْرًا مِّمَّنْ يُّعَرِّجُ
مِنَ النَّاسِ عَلٰى مَا وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الضِّعَافِ وَالْاَسَانِيْدِ الْمَجْهُوْلَةِ وَيُعْتَدُّ
بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهٖ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْوَهْنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِيْ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رِوَايَتِهَا
وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا اِرَادَةُ التَّكْثِيْرِ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِاَنْ يُّقَالَ مَا اَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ
مِّنَ الْحَدِيْثِ وَاَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا
الطَّرِيْقَ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ بِاَنْ يُّسَمّٰى جَاهِلًا اَوْلٰى مِنْ اَنْ يُّنْسَبَ اِلٰى عِلْمٍ
ترجمہ اور مین سمجھتا ہون کہ جن لوگون نے اس قسم کی ضعیف حدیثین اور مجہول سندین نقل کین ہین اور
اُن ہین مصروف ہین اور وہ جانتے ہین اون کے ضعف کو تو اُن کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت
علم ثابت کرین اور اس لیے کہ لوگ کہین سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثین جمع کی ہین اور
جس شخص کے یہ چال ہے اور اسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث مین کچھ حصہ نہین اور وہ جاہل کہلانے کا
زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے **ف** کیونکہ علم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کرین اور جاہل ناواقف
لوگون کا کیا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کرین تو اون کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

نسخہ الاحادیث
نسخہ التوھن
م بذلک
نسخہ العلم

اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف
جانین گے - امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب
ہے باجماع علمار اسواسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت
ہے الله اور رسول الله اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار
اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین چنانچہ مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے
ہین اور مین نے بہی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص
راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص
کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بہی ایک مفسدہ پیدا ہوتا
ہے وہ یہ کہ اُس راوی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اُسکی حدیثین سب رد ہو جاتی ہین پہر اگر
جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثون کو رد کیا اسیواسطے جرح اُسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت
مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والیکو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک
شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلے مین علمار کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا
کہنا کافی ہے پہر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہین اسمین بہی اختلاف ہے امام شافعی اور بہت علمار کا
یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے
کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوسکے لیے
سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضروری ہے پہر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا
بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسقدر ہوگا کہ اوسکی روایت حجت کے لائق نرہیگی جب
تک اُس جرح کا ثبوت یا ابطال نہو اب صحیحین مین جو بعضے ایسے راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے
تو اونکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضے لوگ جرح کرین اور بعضے تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول
مختار جسپر جمہور علماء اور محققین ہین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے
عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا
قول ہے - امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے
اور وہ کذاب تہا اور کئی اور شخصون سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ متہم تہا اس مقام پر

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہی لوگ کذاب اور
متہم ہیں اور اسکی کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کے لیے کہ اوس روایت کے ضعف سے
آگاہ ہو جاویں دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کر روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد
اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو
حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور اُنکو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ
دیتے ہیں اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن
سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اوس کے جھوٹ
اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ اکثر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد
اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شی کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث
نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکہا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے
ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکہا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض
فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں
بلکہ نہایت بری بات ہے اس لیے کہ اگر اُنکو معلوم تہا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نتہا دلیل لانا اُس سے
کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہے
اور اگر اُنکو معلوم نتہا ضعف اُسکا تو بہی درست نتہی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچے ہوئے یا اور
اہل علم سے پوچہکر۔ کذابین یعنے حدیث بنانیوالوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جنکا جھوٹ صاف کہل گیا ہے
وہ کئی طرح پر ہیں بعضے تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق
بددین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اسکام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے
بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے
ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب
ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقہ کے
یہ لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعضی ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو
نہیں بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعضے سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعضے

اوسمین مراد تین مین اور اس سی مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضی اس طرح
جھوٹ بولتے ہین کہ جس سے نہین سنا اوس سے کہتے ہین ہم نے سنا ہی یا جس سی نہین ملی اوس سی ملنا بیان کرتے
ہین اور اوس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضی کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین ان سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کی نزدیک
اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اوسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئی تو ایسی لوگون
سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے ہین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ
جب ایک بار بے احتیاطی کی تو اون کا اعتبار جاتا رہا جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سی اسکی
گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پھر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آیندہ بھی اوسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس
مین اختلاف ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اس لیے کہ توبہ سی سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے
آیندہ بھی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہی کہ یہ گناہ نہایت سخت ہی یعنے حضرت پر جھوٹ باندہنا تو اسکی سزا بھی
سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجھپر جھوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندہنا۔
دوسرے قسم کا کاذبین کی یہ ہے کہ حدیثون مین تو وے کسی قسم کا جھوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین
جھوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بھی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہی البتہ اگر
توبہ کرین۔ تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایک آدہ جھوٹ کسی دنیا کی بات مین نکل جاوے اور وہ معلوم
اور مشہور نہو تو اوسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہی کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود ایکمرتبہ جھوٹ بولنے
کا اقرار کرے تب بشرطیکہ اوسکی جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر توبہ کرے تو بھی اسکی روایت
قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور اون گناہون مین نہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین
اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اوس جھوٹ کا جو بطریق تعریض یا طنز کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت
جھوٹ نہین اگرچہ صورت مین جھوٹ ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالجہم کو کہ وہ اپنی لاٹھی کندہی
سے زمین پر نہین رکہتا (یعنے اکثر مارپیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کیا کہ اپنی
بی بی کو بہن بتلایا یہ توریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی)

باب

صِحَّةِ الاِحْتِجَاجِ بِالحَدِيثِ المُعَنْعَنِ اِذَا اَمْكَنَ لِقَاءُ المُعَنْعِنِينَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ باب
بیان مین اس بات کی کہ معنعن حدیث سی حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن راویون کی ملاقات ممکن ہو اور اون مین

کوئی مدلیس کرنے والا نہو **ف** معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان عن فلان ہو یعنی فلان
نے فلانے سے اور اُسنے فلانے سے روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مینے فلان سے سنا
یا اُسنے مجھسے بیان کیا تو شبہ رہتا ہی کہ ایکنے دوسرے سے سنا ہی یا نہین ایسا نہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا
ہو اسواسطے معنعن حدیث کے حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے
کا زمانہ پایا ہو اور اُسکی ملاقات اُس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی
مذہب ہی اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہی اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور
ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہوجانا ثابت ہوجاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول
اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہی پر محققین علما
نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہی علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما
مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بہی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے
ملاقات معلوم اور مشہور ہووے اور اُن مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے
وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا
حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو
کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم
ہو کہ اس نے اُس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تہی جنکا حال معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد
جتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کرکے تدلیس کیا کرتے تہے پہر اگر ایسا تدلیس کرنے
والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو وہان ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے
متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہوجاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات
دوسرے راوی سے ہوئی تہی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کے لائق نہین مگر یہ
قول مردود ہی باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کو ترجمہ کر اسیطرح
قائم کیا ہی جیسی اوپر لکہا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکہا ہے باب مَا تَصِحُّ بِہٖ رِوَایَۃُ الرُّوَاۃِ
بَعْضِھِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِیْہِ عَلٰی مَنْ غَلِطَ فِیْ ذٰلِکَ یعنی باب بیان مین اس بات کے کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے
روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اسمقام مین کی ہے - اگرچہ یہ ترجمہ

یہی بہا نہیں پر نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے اسواسطے ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور
وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود ابواب کے ترجمے لکھے نہیں لوگوں نے انکے بعد کچھ
پھر ہر ایک نے مناسب دیکھکر اپنی رائے سے باب قائم کیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو لکہا کرینگے

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِيمِهِ بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ خَطَإِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَنِ الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

(حاشیہ: مِنْ — تسقيمها — إذا — تخوفنا — على الأنام)

ترجمہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بعضے ایسے لوگوں نے جنہوں نے جھوٹ موٹ اپنے تئین محدث
قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکرین اور اوسکا ابطال نہ
لکھین تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک راستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کیطرف التفات نہ کرنا اوسکو میٹنے کے لیے
اور اوسکے کہنے والے کا نام کہو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لیے تا انکو خبر بہی نہو اوس غلط
بات کی مگر اسوجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے
ہین اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہین جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی
بیان کرنا اور اوسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگون کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اسکا انجام بہی نیک ہوگا
اگر خدا عزوجل چاہے

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِخْبَارِ عَنْ سُوءِ رِوَايَتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هَذَا الْمَجِيءَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ

لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَأْتِ رِوَايَةٌ تُخْبِرُ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَهُ مَرَّةً
وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَقْلِهِ الْخَبَرَ عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَالْاَمْرُ كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةً
وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مَوْقُوفًا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ لِشَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ قَلَّ اَوْ كَثُرَ
فِي رِوَايَةٍ مِثْلَ مَا وَرَدَ ترجمہ اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکو فکر
اور خیال کو ہم نے باطل کہا یون گمان کیا ہی کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو
گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سُنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو
یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے
تھے اور آپس مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے
جب تک یہ بات معلوم نہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی
تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار یا زیادہ ہوئی تھی
اگر اسبات کا علم نہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل
کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون
دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وَهٰذَا الْقَوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فِي الطَّعْنِ فِي
الْاَسَانِيْدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ صَاحِبُهُ اِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ
عَلَيْهِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا
وَحَدِيْثًا اَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوَى عَنْ مِّثْلِهِ حَدِيْثًا وَجَائِزٌ مُمْكِنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا
جَمِيْعًا كَانَا فِي عَصْرٍ وَّاحِدٍ وَاِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ اَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ
ثَابِتَةٌ وَّالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ لَمْ يَلْقَ مَنْ
رَوَى عَنْهُ اَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا وَالْاَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى الْاِمْكَانِ الَّذِي فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ
عَلَى السَّمَاعِ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ الدَّلَالَةُ الَّتِي بَيَّنَّا ترجمہ اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھپر رحم کرے
ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اس لیے کہ مشہور
مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلون کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور
ان دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

تأتی
کانا
نکون
تکون

تہی اگرچہ کسی حدیث مین اسبات کی تصریح نہو کہ وہ دونون ملے تہے یا اُن مین روبرو بات چیت ہوئی تہی
تو وہ حدیث حجت ہی اور وہ روایت ثابت ہی البتہ اگر اس امر کی دلیل کوئی کہلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی
دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچہ نہین سنا تو وہ حدیث حجت نہوگی لیکن جب تک یہ امر مبہم رہے (یعنی کوئی ظاہر
اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی
جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ
قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ
حَتّٰى يُعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ
الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ فَإِنِ ادَّعٰى قَوْلَ أَحَدٍ
مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِي تَثْبِيتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ
وَلَا غَيْرُهُ إِلٰى إِيجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يَحْتَجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا ذَاكَ الدَّلِيلُ

ذلك

ترجمہ پہر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہے اوس سے یون گفتگو کرین گے کہ خود تیری ہی سارے
کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہے جسپر عمل کرنا واجب ہے **ف** اسمقام
پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علماء نے کہا ہے کہ حدیث
یعنے خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ ہے جسکے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ اُن کا سب کا
جہوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے مین اوسکے راوی اسی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم
ہی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین البتہ اُسپر عمل بہی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہے جسکو ہر طبقے مین متعدد راویون نے نقل نہ
کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعضے طبقون مین اُسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک
ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور
ہوگی پر خبر احاد مین داخل ہے خبر احاد کے حکم مین علماء کا بہت اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور انکے
بعد اور محدثین اور فقہا اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہے اور اُس سے ظن حاصل ہوتا
ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اُسپر عمل کرنا واجب ہے اور اُسکے مقابلے مین قیاس اپنے رائے
کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا حدیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواترہ ایک یا دو سے زیادہ
نہین ہین باقی سب احاد ہین پہر سوا قرآن کے کچہ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہ ہی کہ خبر واحد علم اور عمل دونون کو موجب ہی مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور
معتبر ہے اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کو موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابون کی
احاد حدیثین صرف عمل کی موجب ہین مگر یہ سب اقوال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلی بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب
ہوتا ہے اور اس سی علم یقینی حاصل نہین ہوتا اسیواسطی اعتقادات مین خبر واحد پر بہروسا نہین ہو سکتا البتہ اگر خبار
احاد بہت سی ہون جن سی ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی
کہتے ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کی الفاظ متواتر نہین ہوتے پر ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہی اور
اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کی متعلق مضامین اسی
قسم کے ہین جنکی مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سی متواتر ہو گئے ہین **ف** پہر تونے خود ایک شرط
لبعد کو بڑہا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ دونون اپنی عمر مین ایک بار ملی تہے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے
سے سنا تہا اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پاتا ہے جسکا ماننا ضرور ہو اگر ایسا کوئی قول نہین ہے
تو اور کوئی دلیل اپنی دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہی یعنی اس شرط کی ثبوت کی لیے تو کہا
جاویگا کہان ہی لا پہر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ اوکسیکو اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچہین گے
وہ دلیل کیا ہے فَاِنْ قَالَ قُلْتُهٗ لِاَنِّیْ وَجَدْتُ رُوَاۃَ الْاَخْبَارِ قَدِیْمًا وَّحَدِیْثًا یَّرْوِیْ اَحَدُهُمْ
عَنِ الْاٰخَرِ الْحَدِیْثَ وَلَمَّا یُعَایِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَیْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَاَیْتُهُمْ اسْتَجَازُوْا رِوَایَۃَ
الْحَدِیْثِ بَیْنَهُمْ هٰکَذَا عَلَی الْاِرْسَالِ مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ وَّالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَایَاتِ فِیْ اَصْلِ قَوْلِنَا
وَقَوْلِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّۃِ اِلَی الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ الرَّاوِیْ
کُلَّ خَبَرٍ عَنْ رَّاوِیْهِ فَاِذَا اَنَا هَجَمْتُ عَلٰی سَمَاعِهٖ مِنْهُ لِاَدْنٰی شَیْءٍ ثَبَتَ عِنْدِیْ بِذٰلِکَ جَمِیْعُ
مَا یُرْوٰی عَنْهُ بَعْدُ فَاِنْ عَزَبَ عَلَیَّ مَعْرِفَۃُ ذٰلِکَ اَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ یَکُنْ عِنْدِیْ مَوْضِعَ
حُجَّۃٍ لِّاِمْکَانِ الْاِرْسَالِ فِیْهِ **ترجمہ** پہر اگر وہ شخص یہ کہے مینے یہ مذہب اسلیے اختیار کیا ہے کہ مینے حدیث
کے تمام اگلے اور پچھلے راویون کو دیکہا کہ ایک نے دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے دوسرے کو دیکہا نہ
اوس سے سنا تو جب مینے یہ دیکہا کہ انہونے جائز رکہا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور
علم والون کے نزدیک حجت نہین ہے **ف** مرسل کہتے ہین اوس روایت کو جسکی اسناد مین انقطاع ہو یعنی کوئی راوی
بیچمین سے چہوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اوس

تابعی نے سنا ہی منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمین ہین مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہین جو تبع تابعی صحابی سے روایت
کرے یا بیچ کے راویون مین سے کوئی راوی چھوٹ جاوے اور معضل وہ جسمین دو راوی برابر چھوٹ گئے ہون یہ مرسل حدیث
کے قبول کرنے مین علماء کا بہت اختلاف ہی مشہور مذہب یہ ہی کہ وہ حجت نہین اور یہی قول ہی شافعی اور ایک جماعت
فقہا کا اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہی کہ مرسل روایت حجت ہی جب اس کا راوی ثقہ ہو۔
ت تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہی دوسرے سے پھر اگر مجھے کہین سے
بھی ثابت ہوگیا کہ اوس نے سنا ہی دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتین اوس سے درست ہوگئین اگر بالکل مجھے
معلوم نہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے تو مین روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہوگی اس لیے
کہ ممکن ہی اوسکا مرسل ہونا یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اوسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ
فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الِاحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَا تُثْبِتَ إِسْنَادًا
مُعَنْعَنًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِينٍ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ
قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَجُوزُ
إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ
فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ
يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا
مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ
بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا
فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ
ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطُ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ
وَيَتْرُكُ الْإِرْسَالَ ترجمہ اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنیکی اور اوسکو حجت نہ سمجھنی کی علت
صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہوا تو وہ روایت حجت نہوگی کیونکہ ممکن ہے
اوسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لیکر اخیر تک اوس مین تصریح نہو سماع
کی (یعنے ہر راوی دوسرے سے یون روایت کرے کہ مین نے اوس سے سنا) مثلا جو حدیث ہمکو پہونچی ہشام کی روایت سے

اور انہوں نے اپنے باپ عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے اور انکے باپ عروہ
نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھکو خبر دی
(بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور
خود ہشام نے اپنے باپ سے اُس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اُسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے
سنا اُسکا ذکر کرنا مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ
میں بھی ہو سکتا ہے اسیطرح ہر ایک اسناد میں جسمیں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک نے دوسرے
سے بہت روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعضی روایتیں اوس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سنکر
اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعہ سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبھی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بھی لے
دیا اور ارسال کو ترک کیا ف حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے حجت نہونے کے لیے کافی ہوا
تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات
کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اسکی روایت کی ہوئیں خود اوسی سے سن لی ہوں جب یہ ہے کہ کچھ اس
سے خود سنی کچھ اور لوگوں کی وساطت سے سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پھر اس
شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزاروں صحیح متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں
ایکبارگی بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں — مخالف اسکا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب
ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر
ہے اور ظن غالب بھی اسیکا ہے اسلیے کہ راوی مدلس نہیں برخلاف اُس صورت کے جہاں ملاقات ایکبار بھی ثابت نہیں
ہوئی وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں اسلیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے حدیث کے
موقوف ہونے کو ۔ وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ
اَئِمَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى
اَكْثَرَ مِنْهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ
وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ وَّدَاؤدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ
اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام مسلم فرماتے
ہین یہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہے حدیث مین جاری ہے بہت سے
ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تھوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سے دلیل پوری
ہوگی بہت سی روایتون پر۔ پہلی روایت وہ ہے جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک
جماعت اور سوا انکے ہشام سے نقل کے اور اوسنے اپنے باپ عروہ سے اوسنے حضرت عائشہ سے کہ مین خوشبو لگاتی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولتے وقت اور احرام باندھتے وقت جو سب سے عمدہ مجھکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ
لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا کہا
ہشام نے خبر دی مجھکو عثمان بن عروہ نے اوسنے عروہ سے اسنے حضرت عائشہ سے **ف** تو ہشام اور عروہ کے
بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہے
حالانکہ پہلی اسناد کی نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہین اون سب سے غلطی نہین ہو سکتی تو ضرور ہے
یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہین سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا لیکن کبھی ہشام نے اسکو مرسلا
عروہ سے نقل کیا اور کبھی مسندا عثمان سے اگرچہ اس مقام مین یہ احتمال بھی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلے عثمان کے واسطے
سے سنا ہو پھر خود عروہ سے ملکر بلا واسطہ بھی اون سے سن لیا وَرَوَی هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ
کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَکَفَ یُدْنِیْ اِلَیَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ
فَرَوَاهَا بِعَیْنِهَا مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اوسنے عائشہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جھکا دیتے مین آپکے سر مین کنگھی کر دیتی
اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اوسنے عروہ سے اوسنے عمرہ سے اوسنے عائشہ سے
انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچ مین ایک
واسطہ ہے عمرہ کا جو پہلے اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ حائضہ
عورت کے اور اعضا پاک ہین اور اس پر علما کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ
روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنے بالون مین کنگھی کر سکتا ہے تیسرے یہ کہ اپنی عورت کیطرف دیکھ سکتا ہے

اور اسکو جو روسکتا ہو بغیر شہوت کے وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْخَبَرِ فِي
الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ
أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ترجمہ
تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے **ف** اور ایک نسخہ میں صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط
ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے نسائی نے اُسکو روایت کیا ابن وہب سے اور اُس نے ابن ابی ذئب سے اور اُس نے صالح بن ابی حسان
سے اور اُس نے ابو سلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان بصری ابو الحارث
دوسرا شخص ہے وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے (نووی) **ف** ابو سلمہ سے نقل کیا اُنہوں نے عائشہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے یحیی بن ابی کثیر نے اسی بوسہ کی حدیث کو یوں روایت
کیا خبر دی مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اُنکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے اُنکو خبر دی عائشہ صدیقہ
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے **ف** تو یحیی بن ابی کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ
کے بیچ میں دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلے اسناد میں نہیں ہیں اس اسناد
میں ایک نادر بات ہے وہ یہ کہ چاروں راوی یعنی یحیی اور ابو سلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین ہیں ایک
اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین میں
سے ہیں اور عمر بن عبد العزیز اونکی نسبت سن اور طبقہ میں کم ہیں پر وہ اُن سے روایت کرتے ہیں وَرَوَى ابْنُ
عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ يَكْثُرُ
تَعْدَادُهُ وَفِيمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِذَوِي الْفَهْمِ ترجمہ چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے
عمرو بن دینار سے کی انہوں نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کھلایا گھوڑوں کا گوشت اور منع کیا گدھوں پالتو
کے گوشت سے اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے انہوں نے جابر سے
(تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد میں نہیں) اور
اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کیں وہ سمجھ والوں کے لیے کافی ہیں فَإِذَا كَانَتْ

الْعِلَّةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ قَبْلُ فِي فَسَادِ الْحَدِيثِ وَتَوْهِينِهِ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ الرَّاوِيَ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَهُ تَرْكُ الِاحْتِجَاجِ فِي قِيَادِ قَوْلِهِ بِرِوَايَةِ مَنْ يُعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلُ عَنِ الْأَئِمَّةِ الَّذِينَ نَقَلُوا الْأَخْبَارَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتٌ يُرْسِلُونَ فِيهَا الْحَدِيثَ إِرْسَالًا وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعُوهُ مِنْهُ وَتَارَاتٌ يَنْشَطُونَ فِيهَا فَيُسْنِدُونَ الْخَبَرَ عَلَى هَيْئَةِ مَا سَمِعُوا فَيُخْبِرُونَ بِالنُّزُولِ فِيهِ إِنْ نَزَلُوا وَبِالصُّعُودِ إِنْ صَعِدُوا كَمَا شَرَحْنَا ذَلِكَ عَنْهُمْ ترجمہ یہ جب علت اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہوا تو ارسال ممکن ہے تو اوسکو قول کے موجب اوسکو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا اون روایتوں کے ساتھ جنکے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے (پر خاص اس روایت مین سماع کی تصریح نہین) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جسمین سماع کی تصریح ہو کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے کہ حدیث کی روایت کرنیوالے اماموں کا حال مختلف ہوتا کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہون نے سنا ہوتا اوسکا نام نہ لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے انہون نے سنا ہی بیان کر دیتے پھر اگر انکو اوتار ہوتا تو اوتار بتلاتے اور جو چڑھاؤ ہوتا چڑھاؤ بتلاتے جیسے اوپر ہم صاف بیان کر چکے **ف** اوتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہوئی اور واسطے زیادہ ہوئے تو اوتار ہوا وَمَا عَلِمْنَا أَحَدًا مِنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ مِمَّنْ يَسْتَعْمِلُ الْأَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ صِحَّةَ الْأَسَانِيدِ وَسَقَمَهَا مِثْلَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَتَّشُوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِي وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رُوَاةِ الْحَدِيثِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ الرَّاوِي مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيسِ فِي الْحَدِيثِ وَشُهِرَ بِهِ فَحِينَئِذٍ يَبْحَثُونَ عَنْ سَمَاعِهِ فِي رِوَايَتِهِ وَيَتَفَقَّدُونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنْزَاحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيسِ فَأَمَّا ابْتِغَاءُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ سَمَّيْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنَ الْأَئِمَّةِ ترجمہ ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد
ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا
البتہ جنہون نے اون مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کے جو مشہور ہین تدلیس مین اُسوقت
بیشک ایسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہوے لیکن
سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو مدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہمنے کسی امام سے نہین سُنا اون اماموں
مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوٰى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا
حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَ
لَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰى
وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ
وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ
صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ وَّهِيَ
فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سَمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ
رَوٰى **ترجمہ** اس قسم کی روایتون مین سے عبداللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر
ایک سے ایک ایک حدیث جسکو انہون نے مسند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک **ف** ابو مسعود سے انہون نے نفقۃ
الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے
وہ حدیث روایت کی ہے اَخْبَرَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن اخیر تک جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبداللہ بن
یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہین **ف** پر اون روایتون مین
اس بات کی تصریح نہین کہ عبداللہ بن یزید نے ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین
ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملی اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہین ہم نے پایا کہ عبداللہ
نے اون دونون کو دیکھا کسی خاص روایت مین (مگر چونکہ عبداللہ خود صحابی ستھے اور انکا سن اتنا تہا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے ایسی روایت عن کے ساتھہ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام
مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہین سنا گیا نہ اگلے لوگون سے نہ اون سے جن سے ہم ملے ہین کہ انہون نے طعن کیا ہو ان
دونون حدیثون مین جنکو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہین بلکہ یہ حدیثین اور جو انکی مشابہ
ہین صحیح حدیثون مین سے ہین اور قوی ہین اُن امامون کے نزدیک جن سے ہم ملے ہین اور وہ انکا استعمال جائز رکھتے ہین
اور اُن سے حجت لیتے ہین حالانکہ یہی حدیثین اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط
کرتا ہے) واہی ہین اور بیکار ہین جب تک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو وَلَوْ ذَهَبْنَا نُعَدِّدُ الْأَخْبَارَ
الصِّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهِنُ بِزَعْمِ هٰذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا وَإِحْصَائِهَا
كُلِّهَا وَلٰكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا ترجمہ اور اگر ہم سب ایسے
حدیثون کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہین اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہین بیان کرین تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تھک
جاوینگے (اسقدر کثرت سے ہین) لیکن ہم چاہتے ہین کہ تہوڑی اون مین سے بیان کرین تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہون
وَهٰذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمُ الْأَخْبَارَ حَتّٰى نَزَلَا إِلٰى مِثْلِ
أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيهِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا أَنَّهُمَا عَايَنَا أُبَيًّا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا ترجمہ ابو عثمان
نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرے) اور ابو رافع صائغ (نفیع مدنی) ان دونون نے
زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگون کو مخضرم کہتے ہین)
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے بدری صحابیون سے ملے ہین اور روایتین کی ہین پھر اون کے اوتر کر اور
صحابہ سے یہانتک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر و اور انکی مانند صحابیون سے ان مین سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت
کی ہے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ انہ دونون نے ابی بن کعب
کو دیکھا یا اون سے سنا کچھ وَأَسْنَدَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ
الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدٌ وُلِدَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم واسند قیس بن ابی حازم وقد ادرک زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن مسعود الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ اخبار واسند عبد الرحمن بن ابی لیلی وقد حفظ عن عمر بن الخطاب وصحب علیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند ربعی بن حراش عن عمران بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثین وعن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا وقد سمع ربعی من علی بن ابی طالب وروی عنہ واسند نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ثلثۃ احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسند عطاء بن یزید اللیثی عن تمیم الداری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند حمید بن عبد الرحمن الحمیری عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث **ترجمہ** اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سخبرہ نے ہر ایک نے ان میں سے دو دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیر نے ام المومنین ام سلمہ سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاری سے تین حدیثیں روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلی نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک سے روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہ سے ایک حدیث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربعی نے حضرت علی سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سے تین حدیثیں روایت کیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں انہیں کی مسلم نے آگے

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکھا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سے یہہ ہے کہ یہ سب راوی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سے روایت کی ہے اون سے سن سکتے ہین پر انکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین نے ان روایتون کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ أَسَانِيْدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَّنُوْا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوْا فِيْهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُمْكِنٌ مِّنْ صَاحِبِهٖ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوْا فِيْهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ أَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِيْ حَكَيْنَاهُ فِيْ تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفَ أَقَلَّ مِنْ أَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِأَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِيْ وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ترجمہ یہ سب تابعین جنہون نے صحابہ سے روایت کی ہے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت مین معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی اون صحابہ کے ساتھہ کسی روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اسکے یہ سب اسنادین حدیث اور روایت کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہین اور ہم نہین جانتے کہ کسینے اون مین سے کسی روایت کو ان مین سے ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ وے دونون ایک زمانے مین موجود تھے اور یہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہے جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کیوجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہین کہ اوس طرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین اسلیے کہ یہ قول نیا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم مین سے سلف اوسکا قایل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کی بعد آئے انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اسکے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اوسکا رد کرنے کے لیے جو عالمون کے مذہب کے خلاف ہے اور اوسی پر بھروسا ہے۔ تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہے نجات آخرت کی عذاب سے

كِتَابُ الْإِيْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان مین۔

ف خطابی نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہی کہ ایمان اور اسلام ایک ہی اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان
سے اقرار کرنا ہی اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہی کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہی لیکن
ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہیں ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے
یعنے اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہوتا ہے پر دل میں اوسکو یقین نہیں ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن ہے
ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہی کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتہہ پاؤن سے ادا کرے
اسی لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور
مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہی
نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرجیہ کے مگر فرق یہ ہی کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے
لیے ضرور جانتے ہیں اور مرجیہ کہتے ہیں کہ اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھہ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور
جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی
اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انہوں نے غور نہیں کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں
صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی
ہے پس اسیطرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہی کہ کمی اور بیشی نہونے سے یہ غرض
ہی کہ کمیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہی کیونکہ ایمان مقلد کا ہرگز محقق کے
ایمان کے برابر نہیں ہوسکتا اسیطرح ایمان ادنی خالی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہوسکتا ہے
اب علما نے اتفاق کیا ہی اس بات پر کہ مومن جس پر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا وہ شخص ہے
جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اسمیں شک نرکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی
توحید اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا
اور بعضوں نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اوس سے کہا جاویگا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار
کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی
وجہ سے یعنے اسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت متواتر اور اتفاق ہے
جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی
باختصار مع زیادہ) قَالَ الْإِمَامُ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبْتَدِئُ

وَإِيَّاهُ نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللهِ جَلَّ جَلَالُهُ امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مولف فرماتے ہیں
کہ ہم شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا مگر
اللہ تعالیٰ بڑا جلال ہے اس کا **ف** اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمہ میں اختصار کیا اور
حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل علم اور معرفت ہیں اور عامی لوگوں
کو صرف یہی کافی ہے کہ علمار حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہوں اس پر عمل کریں۔ امام مسلم اسناد میں کہیں
حدثنا اور اخبرنا کہتے ہیں اور کہیں حدثنی اور اخبرنی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں
معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہاں کہا جاتا ہے جہاں امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث
سنی یا اکیلے پڑھ کر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہاں جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی **عن**
يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ
حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ
أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ
الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ
أُنُفٌ فَقَالَ إِذَا لَقِيتَ أُولٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ
عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ
ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ
طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ
مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ
عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ
أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُومَ
رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ
قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ ترجمہ

امارتہا

یحیی بن یعمر سے روایت ہے کہ پہلے جسنے تقدیر مین گفتگو کی **ف** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے ازل مین سب چیزون کا اندازہ کر دیا تہا یعنی وہ جانتا تہا کہ فلان چیز فلان وقت مین فلانی طرح پر واقع ہوگی پہر اوسی موافق جیسے کہ علم مین تہا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے اون کا اندازہ نہین کیا تہا نہ اوسکو انکا علم تہا بلکہ جب چیزین واقع ہوئین تو اوسوقت خدا کو انکا علم ہوا اور یہ انکا جہوٹ ہے خدای عزوجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب مقالات نے لکہا کہ یہہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ مین سے اس قول کا قائل نہ رہا اور ہمارے زمانون مین جو قدریہ کہلاتے ہین وہ تقدیر الٰہی کو ثابت کرتے ہین پر یہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کیطرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کیطرف سے ہے اور معتزلہ کو بہی قدریہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسبات کے قائل ہوئے ہین کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خواہ خیر ہون یا شر خالق ہے اور رافضی بہی اسبات مین معتزلہ کے شریک ہوگئے ہین اور اہل سنت اور جماعت یہ کہتے ہین کہ خالق کوئی نہین ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزون کا خالق ہے یہان تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بہی پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہین کہتے خود قرآن مجید مین یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہاری عملون کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہین سوا خدا کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث مین اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد مین یون لکہا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہین ہم قدریہ نہین ہین بلکہ اہل سنت قدریہ ہین کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہین اور یہ محض دہوکا اور فریب ہے اسلیے کہ اہل حق تمام کامون کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے ہین اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ نام

رکہا جاوی اوس حسن شیر کے ساتہہ نسبت اوس شخص کے جو اوس چیز کو اپنے سی نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے
امام الحرمین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ مجوس ہین اس امت کی تو مشابہت دی قدریہ کو مجوس
کے ساتہہ یعنی جیسی مجوس (فارسی لوگون) نے دو خالق ثابت کیے ہین ایک خیر کا اسکو یزدان کہتے ہین اور ایک شر
کا اوسکو اہرمن کہتے ہین اسی طرح قدریون نے بھی شر کا خالق بندی کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہین مجوس سی کیونکہ مجوس نے
تو دو خالق نکالے اور اونہون نے ہزارون لاکہون کروڑون خالق کر دیے نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدریہ مجوس
ہین اس امت کی روایت کیا اوسکو ابو حازم نے ابن عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور روایت
کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہی بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم
کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جاوی خطابی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کو مجوس اسلیے کہا کہ انکا قول
مشابہ ہی مجوس کے مذہب کے کیونکہ مجوس دو اصلون کے قائل ہین ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور
کہتے ہین کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بت پرست اور مشرک ہوئی اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہین خیر کی
اللہ کیطرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق خیر اور شر سب کا اور کوئی کام برا ہو یا بہلا بے اوسکی
مشیت اور ارادی کے نہین ہوتا تو خیر اور شر دونون باعتبار خلق کے منسوب ہین اللہ کیطرف اور باعتبار کسب اور
فاعلیت کی بندی کیطرف اور بعضی آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجہتے ہین کہ بندہ بالکل مجبور ہی خدا کی قدر اور قضا
کے سامنے اور اسکو کسی طرح کا اختیار نہین یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کیطرح گمراہ ہی اور اہلسنت سی خارج ہے
حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہین بلکہ قضا و قدر خدا کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کریگا برے یا بہلے اور کب کریگا پر بندی کو
اوسکا علم نہین اسیواسطے وہ سب کام اپنی اختیار سی کرتا ہے اور اوسکو ثواب یا عذاب ملتا ہے (نووی مع زیادہ) **ت**
بصرے مین (جو ایک شہر ہی دہانہ خلیج فارس پر آباد کیا تہا اوسکو عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر کی خلافت مین سمعانی
نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہی عرب کا اور درحقیقت بصرہ ایک ایسا شہر ہی کہ جس سے تجارت اہل ہند
اور فارس کے ساتہہ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سی اسی شہر کی بنا ہوئی ہوگی) وہ معبد جہنی تہا
ف سمعانی نے کتاب الانساب مین لکہا ہے کہ جہنی نسبت ہی جہنیہ کیطرف جو ایک قبیلہ ہی قضاعہ مین سے
اور اسکا نام زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تہا کچہ لوگ انہین کے کوفی مین اوترے بلکہ ایک محلہ
ہے کوفی مین جو منسوب ہی جہنیہ کیطرف اور کچہ بصرے مین اترے اور بصرے والون مین تہا معبد بن خالد جہنی جو حسن
بصری کا شاگرد تہا اور سب سے پہلے اوس نے گفتگو کی تقدیر مین بصرے مین پہر اسپر چلے اوسکی راہ چلنے لگے حجاج بن

یوسف نے اسکو قتل کیا بانداز تقریبا بین سنہ کہ بعضون نے کہا اوسکے باپ کا نام عبد اللہ بن عقیم ہے اور بعضون نے کہا اسکا
دادا عویمر تہا وہ سچا ہے لیکن بدبختی تہا اسنے اول تقدیر مین گفتگو کی بصرہ مین اور قتل کیا گیا ۸۰ھ مین **ف**
تو مین اور حمید بن عبد الرحمن حمیری دونون ملکر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہمنے کہا کاش ہمکو کوئی صحابی رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کا ملجاوے جس سے ہم ذکر کرین اوس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہین تقدیر مین تو مل گئی ہمکو اتفاق سے
عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضہ مسجد کو جاتے ہوئے ہم نے اونکو بیچ مین کر لیا یعنی مین اور میرا ساتہی وہ ہنی اور بائین
بازو ہو گئے مین سمجہا کہ میرا ساتہی (حمید) مجہکو بات کرنے دیگا اس لیے کہ میری گفتگو اچہی تہی تو مین نے کہا ائی
ابا عبد الرحمن (یہ کنیت ہی ابن عمر رضہ کی) ہمارے ملک مین کچہ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہین جو قرآن کو پڑہتے ہین اور علم کا
شوق رکہتے ہین یا اوسکی باریکیان نکالتے ہین **ف** حدیث مین یہان یتقفرون ہے بتقدیم قاف بر فا جسکے
معنے یہ ہین کہ طلب کرتے ہین علم کو اور شوق رکہتے ہین اوسکا اور بعضے نسخون مین یتفقرون ہے بتقدیم فا بر قاف
اسکے معنے یہ ہین کہ باریکیان نکالتے ہین اور موشگافیان کرتے ہین اور بعضون نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے
یتقفون بحذف را یعنی پیروی کرتے ہین علم کی قاضی عیاض نے کہا بعضون نے یتقعرون پڑہا تقعر سے یعنی گہری
باتین نکالتے ہین اور ابو یعلی کی روایت مین یتفقہون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہین (نووی) **ف** اور بیان کیا
حال انکا اور کہا کہ وہ کہتے ہین کہ تقدیر کوئی چیز نہین اور سب کام ناگہان ہو گئی ہین **ف** یعنی ابتدائی ایک
ہے انکا بے سوچے سمجہے ہو گئے اللہ تعالی کو پیشتر سے انکا علم نہ تہا نہ اوسنے پہلے سے کوئی انداز کیا تہا بلکہ وقوع کے بعد
خدا کا علم ہوا ہے اور پر گذرا کہ یہ قول غلاۃ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہین اور قائل اسکا گمراہ اور جہوٹا ہے
خدا سب مسلمانون کو اس اعتقاد سے بچاوے **ف** عبد اللہ بن عمر نے کہا تو جب ان لوگون سے ملے تو کہدے اون سے
مین علاقہ نہین رکہتا اور وہ مجہسے علاقہ نہین رکہتے **ف** یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وے سب کافر ہین قاضی عیاض
نے کہا کہ مراد وے قدریہ ہین جو خدا کا علم مخلوقات کے ساتہ نفی کرتے ہین وہ تو بالاتفاق کافر ہین اور یہ لوگ درحقیقت
فلاسفہ ہین جو کہتے ہین خدا کو جزئیات کا علم نہین ہو سکتا اگر ہو بہی تو ایکطرح کا اجمالی علم ہوگا نہ تفصیلی بعضون نے
کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدریہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن آگے
کی عبارت سے صاف انکا کفر معلوم ہوتا ہے **ف** اور قسم ہے اسکی جسکی عبد اللہ بن عمر قسم کہاتا ہے (یعنے اللہ جل
جلالہ کی) کہ ایسے لوگون مین سے (جنکا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہین) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پہر
وہ اسکو خرچ کرے خدا کی راہ مین تو خدا قبول نکریگا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوے پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ عمر

بن الخطاب نے کہا ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید
تھے اور بال بہت کالے تھے نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم مین سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پاس آنکر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنون سے ملا دیے اور دونون ہاتھ اپنے رانون پر رکھے (جیسے شاگرد اوستاد
کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی
دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے بھیجے ہوے
ہین اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھسے ہوسکے
(یعنی راہ خرچ ہو اور راستے مین خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا
ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونون کام ایک شخص
کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ
اور اوسکے فرشتون پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہین اور اوسکا حکم بجا لاتے ہین اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکے
پیغمبرون پر (جنکو اوسنے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب
ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا کیطرف سے
ہے (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اوس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپنے فرمایا
احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہو تو یہی سمجھ کہ وہ
تجھکو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تصوف اور سلوک کو بیان
کر دیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل مین رہے تو
اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور مین ایسا غرق ہوجاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھون
سے دنیا کی چیزین دیکھے اور کانون سے سنے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کے آنکھ اور کان
کیطرح کھلے ہوئے ہین آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور توجہ مولی کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہین جو
اعلی درجے کے فقیرون اور صوفیون اور خدا کے پاک بندونکو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنی ہے جس کے حاصل
کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات
اور سکنات یہانتک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اوسکی عبادت کیوقت دوسری چیز مین دل لگانا
اور بیہودہ وسوسون کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ ہی کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگاوے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سی کرے قاضی عیاض رحمہ اللہ
کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کی علوم اس سے نکل سکتی ہین **ف** پہر وہ شخص بولا بتلایئے مجہکو قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچہتی ہو وہ خود پوچہنیوالے سی زیادہ نہین جانتا **ف** یعنی قیامت کا وقت کسی
کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچہی جاوی
جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجہکو معلوم نہین اور یہ کہنا اُسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل
ہے اُسکی کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سی مسائل مین سکوت
کیا ہے اور کہا ہی کہ ہم کو معلوم نہین **ف** وہ شخص بولا تو مجہے اُسکی نشانیان تبلایئے آپنے فرمایا ایک
نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی **ف** یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا جیسے اس روایت
مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّتَهَا کے بدلے رَبَّهَا ہے تذکیر کے ساتہہ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میان کو
اور ایک روایت مین بَعْلَهَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال ہین بعضون
نے کہا مطلب یہ ہی کہ لونڈیان بہت پکڑی جاوین گی اور اُنکی اولاد بہت پہیلیگی اور ظاہر ہی کہ لونڈی بہی شریعت
کی روسی ایک مال ہی اور ماں باپ کا مال اُس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی ماں کے میان بی بی اور مالک ہونگے
بعضون نے کہا مراد یہ ہی کہ لونڈیان بادشاہوں کی مائین ہونگی کیونکہ اُس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے
نکاح کے پابند نہ ہون گے بلکہ بہت سی نکاح ہی نہ کرینگے لونڈیان اور خوصین رکہینگے پہر اونہی کے لڑکے اور لڑکیان تخت
پر بیٹہکر بادشاہ بنینگی اور اپنی ماں کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا
حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کردینگے آخر بکتی بکتی کبہی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتہہ آنکر بکے گی اور اُسکو
معلوم نہوگا کہ یہ میری ماں ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہوسکتی ہے مثلاً ایک لونڈی
کا لڑکا سوا اُسکی مالک کی کسی اور سی ہو نکاح یا شبہ یا زنا سی پہر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتہہ مین جا پڑے
اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنی بہی مالک اور سید کی آئے ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون
نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہی یعنی مقصود وہ کہتی ہین لونڈیون کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سی ہوگی کہ کبہی ایک
شخص اپنی ماں سی نکاح کرلیگا اور اُسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ لوگ ماؤن کی عزت اور حرمت چہوڑ دینگے
اور ماں سی وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکہے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے
نکلینگے جو ماں باپ کا ادب نہین کرتے اور اُنکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلامون کیطرح اونکو گہر کیے ہین جہڑکتے ہین

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگوں نے استدلال کیا اس امر پر اسمین شبہ سے اور نیز تعجب ہوتا ہے ان سے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اوسکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہیں کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا دولت بہت کمانا پچاس پچاس عورتین رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیان ہین **ف** دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھیگا ننگون کو جنکے پاؤن مین جوتا نہ تھا تن کو کپڑا نہ تھا کنگال تھے بڑے بڑے عمارتون مین ٹھونکتے رہین سے **ف** یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاش بھوکے تھے وہ امیر مالدار ہو جاوینگے اور جو امیر مالدار تھے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسے انقلاب دنیا مین بڑے بڑے جنگون سے کئی بار ہو چکے ہین پر قیامت کے قریب تو ساری دنیا مین ہونگے اور ابتک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوئے جیسے دوسری روایت مین ہے کہ قیامت کے قریب قتل و خون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون کنگالون سے عرب کے لوگ ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تھی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑھیگی اور وہ محتاجی اور عسرت سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پھر ایسا ہی ہوا آپ کی وفات کی تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئے اور عرب کے لوگ مالا مال ہو گئے **ف** راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹھیرا رہا **ف** یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعضے نسخون مین فلبثت ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجھسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپ نے فرمایا اسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تھے اور ممکن ہے توفیق اسطور پر کہ حضرت عمر اوسوقت مجلس سے اوٹھکر چلے گئے ہون تو آپنے اور لوگون سے اوسیوقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ف** بعد اوسکے آپنے مجھسے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تھے تمکو سکھانے آئے تھے دین تمہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہے اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سے قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہم قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدے اسکے اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اچھی طرح جواب دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے **عن** يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ

بمعنی حدیث کہ جس کی اسنادہ وفیہ بعض زیادۃ ونقصان احرف ترجمہ یحییٰ بن یعمر سے
روایت ہے جب معبد نے تقدیر میں گفتگو کی تو ہم نے اوسکا انکار کیا بعد میں اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ملکر ایک حج
کیا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اوسیطرح جیسے اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفون مین کمی اور بیشی
ہے عن یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن قالا لقینا عبد اللہ بن عمر فذکرنا القدر
وما یقولون فیہ واقتص الحدیث کنحو حدیثہم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم وفیہ شیء من زیادۃ وقد نقص منہ شیئا ترجمہ یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن سے روایت
ہے ہم دونون ملے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہین اوس باب مین اور بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم بنحو حدیثہم ترجمہ حضرت عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بھی ایسی
ہی ہے

باب الایمان ما ہو وبیان خصالہ

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ
رجل فقال یا رسول اللہ ما الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ولقائہ ورسلہ وتؤمن
بالبعث الآخر فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا
وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکاۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال یا رسول اللہ ما
الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فانک ان لا تراہ فانہ یراک قال یا رسول اللہ
متی الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل ولکن ساحدثک عن اشراطہا اذا ولدت
الامۃ ربہا فذاک من اشراطہا واذا کانت العراۃ الحفاۃ رؤس الناس فذاک من اشراطہا
واذا تطاول رعاء البہم فی البنیان فذاک من اشراطہا فی خمس لا یعلمہن الا اللہ عز و
جل ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی
الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای
ارض تموت ان اللہ علیم خبیر قال ثم ادبر الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردوا
علی الرجل فاخذوا لیردوہ فلم یروا شیئا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا جبریل جاء
لیعلم الناس دینہم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگون مین برآمد
تھے تبھی مین ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس کے ملنے پر اور اسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پچھلے جی اٹھنے پر
ف خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہوجاتا ہے اور پچھلے جی اٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے اور بعضون
نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگون کو
ہوگا (نووی) **ت** پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس
کے ساتھ کسی کو شریک نکرے **ف** یعنی خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت
مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ
بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور انکو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے
وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین انکو امتیاز ہے **ت** اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو
جسقدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے **ف** یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین مگر چونکہ یہ چیزین عبادت
مین اعلی درجے کی تہین اسلیے انکو علیحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الٰہی ہے اور اقرار ہے
اسکی وحدانیت کا ۔ نماز مین قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن
اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ
پابندی کے ساتھ اسکو پڑہے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ پورا کرے **ف** پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ
احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا (یعنی اتنا
استغراق نہو اور یہ درجہ نہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے
فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اوسکی نشانیان تجھسے بیان کرتا
ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پھرنیوالے لوگ سردار ہون
تو یہ قیامت کی نشانی ہے **ف** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور سندھ اور روم اور مصر اور ایران
مین اسطرح کی تہذیب اور شایستگی تہی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تھے
خصوصًا انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تہوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانورون کیطرح جہاڑون اور
پہاڑون مین رہتے تھے اون مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تہا اب ہماری زمانے مین چند روز سے انہی وحشی
لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہین پس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد
ہو حدیث سے **ت** اور جب بکریان یا بھیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنادین تو یہ بھی قیامت کی نشانی

ہے قیامت کا دن پانچ چیزون مین سے ہے جنکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھہ مان کے رحم مین ہے یعنی نر یا مادہ) اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس ملک مین مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹھہ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پہیر لے آؤ لوگ چلے اوس کے لینے کو لیکن وہان کچھہ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان بہی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تہے تمکو دین کی باتین سکہلانے آئے تہے **عَنْ** اَبِیْ حَیَّانَ التَّیْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّ فِیْ رِوَایَتِهٖ اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ بَعْلَهَا یَعْنِی السَّرَارِیَّ **ترجمہ** دوسری روایت مین بہی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی جنے اپنے خاوند کو (یعنے ربہا کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اوپر گذری) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِیْ فَهَابُوْهُ اَنْ یَّسْاَلُوْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَیْهِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَخْشَی اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَّا تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا رَاَیْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَیْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ الْاٰیَةَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلٰٓی اٰخِرِ السُّوْرَةِ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْهُ عَلَیَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ یَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِیْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچہو مجہسے (دین کی باتین جو ضروری ہین البتہ بے ضرورت پوچہنا منع ہے) لوگون نے خوف کیا پوچہنے مین (یعنے ان پر رعب آپکا چہا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ کے گہٹنون کے پاس بیٹہا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے

قال ف کنایة

ف الامة

اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دیوی اور رمضان کے روزے رکہے وہ بولا سچ کہا آپنے پہر اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان
کیا ہی آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اُس کی کتابون پر اور اُس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے
تون جی اوٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پہر بولا یا رسول اللہ احسان
کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اسکو نہین دیکھتا تو وہ تجہکو دیکہہ رہا ہے وہ بولا سچ
کہا آپنے پہر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچہتا ہے وہ پوچہنے والے سے زیادہ نہین
جانتا البتہ مین تجہسے اوس کی نشانیان بیان کرتا ہون جب تو لونڈی کو دیکہے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک
اور میان کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکہے ننگے پاؤن ننگے بدن بہرون گونگون (یعنی احمق
اور نادانون) کو وہ بادشاہ ہین ملک کے تو یہہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکہے بکریان چرانے والون کو بڑی
بڑی عمارتین بنارہے ہین تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتون مین سے ہے جسکا علم کسی کو نہین
سوا خدا کے پہر آپ نے یہ آیت پڑہی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اخیر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم
اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ مین ہے اور کوئی نہین جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہین
جانتا کس ملک مین مرے گا پہر وہ شخص کہڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو بلاؤ پہر
لوگون نے ڈہونڈہا تو کہین نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تہے انہون
نے چاہا تمکو علم ہوجاوے جب تم نے نہ پوچہا (یعنے تم نے سوال نہ کیا تب مین آگئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
آدمی کے بہیس مین بنکر آئے اور ضروری باتین پوچہکر گئے تاکہ تمکو علم حاصل ہوجاوے **باب** بَیَانِ الصَّلٰوۃِ
الَّتِیْ ھِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ بیان نمازون کا جو ایک رکن ہے اسلام کا **عَنْ** طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ
جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْقَہُ
مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنٰی مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ
تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ
وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ
صَدَقَ ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والون مین سے (نجد ایک

ملا ہے عرب میں سے جسکے بال پریشان تھے اوسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا کیا کہتا ہے یہانتک کہ نزدیک آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچھتا ہے اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں رات اور دن میں وہ بولا انکے سوا اور کوئی نماز بھی ہے مجھ پر آپنے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے ف انکے سوا پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب جیسے وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہے او سپر یہ حدیث حجت ہو سکتی ہے وہ کہتا ہے کہ شاید اسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے ف اور روزے ہیں رمضان کے وہ بولا اسوا رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ مجھپر ہے آپنے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کے کفارے میں روزہ متعین نہیں اور چیزوں سے بھی کفارہ ادا ہو سکتا ہے ف پھر آپنے اُس سے زکوٰۃ کو بیان کیا وہ بولا اسکے سوا اور کوئی خیرات بھی ہے مجھپر آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے ف تو صدقہ فطر واجب نہوا اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت تک واجب نہوا ہوگا ف راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نہ ان سے زیادہ کرونگا نہ ان میں کمی کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اسنے اگر سچا ہے ف یعنی اگر بجا لایا ان سب باتوں کو اور کمی نکی ان میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اسکے لیے اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا میں ان سے زیادہ نکرونگا جواب اسکا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شریعت کی باتیں بتلا دیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجھپر فرض کیا ہے میں اوس میں کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض ہیں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعضی روایتوں میں روزے کا ذکر نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کہ کسی کو یاد رہا ویسا اوسنے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں ضرور ٹھہرے بعضی روایتوں میں ناتا ملانا یعنی عزیزداروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع اور محل دیکھا یہ کہ جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہوں وہی بیان کیے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور ارکان کو جنکی فرضیت اونکو معلوم ہو جاوے خواہ پیغمبر سے معلوم نہی بجا نہ لاویں واللہ اعلم عن طلحۃ بن عبید اللہ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ مَالِكٍ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِیْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْدَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِیْهِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبید اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا فرق ہے کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اس سے نہ کمی کرونگا نہ بیشی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اُس نے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی اُس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھاوے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی منع کرتا ہے تم کو باپ دادون کی قسم کھانے سے جواب اُسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تھا کیونکہ عرب لوگ باتون میں اس قسم کی قسم کہا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جسمین تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھہ یہی جواب صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نتھا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اسم کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھہ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسی خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کسی اور کی نہو نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضرور سمجھا جاوے جیسی خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھکر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اوسکی قسم کھاوے تو وہ شخص مشرک ہو جاویگا اور جو ایسا نہ سمجھے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کھاوے تو وہ مشرک نہیں ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکون کے افعال کے اسلیے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور کی سوا خدا کے اوس نے شرک کیا

باب السُّؤَالِ عَنْ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِیْنَا اَنْ نَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ فَکَانَ یُعْجِبُنَا اَنْ یَجِیْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ الْعَاقِلُ فَیَسْئَلَهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ ... اَللّٰہُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَیْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمِنَا وَلَیْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَكَ اَللّٰہُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَیْنَا زَکٰوةً فِیْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

فبالذی ارسلک اللہ امرک بہذا قال نعم قال وزعم رسولک ان علینا صوم شہر
رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بہذا قال نعم قال وزعم
رسولک ان علینا حج البیت من استطاع الیہ سبیلا قال صدق قال ثم ولی قال والذی
بعثک بالحق لا ازید علیہن ولا انقص منہن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئن صدق
لیدخلن الجنۃ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ہمکو ممانعت ہوئی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کچہ
پوچہنے کی ف اللہ جل جلالہ نے فرمایا یاایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اخیر تک یعنے
ای ایمان والو مت پوچہو بہت چیزیں اگر تم پر کہلیں تو تمکو بری لگیں اور اگر پوچہوگے جس وقت قرآن اترتا ہی
تو کہولی جاوینگی اللہ نے ان سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا یعنی باتیں پوچہہ چکے ہیں کچہ لوگ
تم سے پہلی پہر پوچہکر دوسرے دن منکر گئے ہیں یعنے آپ سے نہ پوچہو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں بس یہ کام کریں
یا نہ کریں بلکہ جو فرمایا اوسپر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہی اور جو ہر بات کا جواب آوے
تو دین تنگ ہوجاویگا پہر عمل نکرسکوگے جیسے اگلی لوگ نہ کرسکے پہر کفر کی رہیں بتاویں کہ پوچہنے کی حاجت
نہیں جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفائدہ باتیں پوچہنے کسی نے پوچہا میرا باپ کون تہا یا میری
عورت گہر میں کس طرح ہے اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دیں تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح
القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکہتی
ہیں کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سی منع کیا اسلیے کہ کبہی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تہا
واجب ہوجاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا
ایسا کہ کبہی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تہا ایک شخص بولا میرا باپ کون تہا اوس وقت یہ آیت اتری بخاری نے
ابن عباس سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچہنیوالا عبداللہ بن حذافہ تہا اوسنے
پوچہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ابن جریر نے ابو ہریرہ سی روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کہڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول
اللہ آپ چپ ہو رہے اوسنے تین بار یہی پوچہا جب آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پہر
تم اوسکو ادا نکرسکتے جو باتیں میں بیان نکروں تم بہی اوسکو چہوڑ دو یعنے نہ پوچہو اسلیے کہ تم سے پہلے جو لوگ
تہے وہ تباہ ہوگئے اپنی بہت پوچہنے کی وجہ سی اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر جب میں تمکو کسی بات سے منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تو اسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہوسکے اور یہ آیت اسی باب مین
اتری بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچہتے جو حلال ہوتی پہر پوچہتے پہر پوچہتے
یہانتک کہ وہ شی حرام ہوجاتی جب حرام ہوجاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچہا ایک شی کو اور وہ حرام نہ تہی پہر اوسکے پوچہنے
سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہ نے حدین باندہ دین ہین پہر اوس سے آگے مت بڑہو اور فرض بتلا دیے ہین اونکو ادا کرو اور
حرام کردیا ہے جن چیزون کو انکو مت کرو اور جن باتونکو نہین بیان کیا اونکو وہ بہولا نہین بلکہ رحمت ہے اوسکی
تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور انکی بحث مت کرو انتہی - اگرچہ یہ ممانعت بیفائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزون کے
پوچہنے سے تہی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کی باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچہین کیونکہ ان باتون
کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت بہیجے گئے تہے پر صحابہ ڈر کر بعضے وقت پوچہنے کی بات کو بہی نہ پوچہتے اور منتظر رہتے کہ
کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچہے ہم بہی سن لین اور سمجہ لین **ف** تو ہم کو اچہا معلوم ہوتا کہ
کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجہدار ہو آپ سے کچہ پوچہے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے
(ضمام بن ثعلبہ ۱۲)
رہنے والون مین سے اور کہنے لگا اے محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بہیجا ہے آپنے
فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوسنے کہا زمین کس نے
پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوسنے کہا پہاڑون کو کس نے کہڑا کیا اور اسمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا
کین آپنے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوسکی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑ کو
کہڑا کیا کیا اللہ نے سچ مچ آپ کو بہیجا ہے آپنے فرمایا ہان **ف** پہلی اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پہر رسالت
کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ
پوچہنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر عاقل اور سمجہدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے
جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تزلزل نہین رہتا
برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجہتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپنے اس شخص کے
ایمان کو جائز رکہا اور یہ نہین کہا کہ تجہکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکہنا ضرور ہے
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی پہ بہروسا نہین ہوسکتا اس لیے کہ اوسنے بغیر

دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہی پہر اگر کوئی وسوسہ آدمین شک ڈالدے تو اوسکا اعتقاد ہٹ سکتا ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ جبتک اُسکو
شک پیدا نہوا اس وقت تک تو اُسکا ایمان صحیح ہی کیونکہ وہ برابر ہی محقق کے ایمان کے جسنے دلائل مین غور کرکے حاصل کیا ہو اب مقلب
القلوب خدای عزوجل ہے وہ چاہی تو ایمان پر ثابت رکہی چاہی تو لغزش دیوی بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑکر گمراہ ہوگئی ہین اور مقلد
کامیاب ہوگئی ہین اگرچہ ہمین کچہ شک نہین کہ اعلی درجہ تحقیق کا ہی اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین پر تقلید مین کچہ
حلاوت اور ذائقہ ہی پر اس ہر کو وہی سمجہتی ہین جو محقق ہین ف پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پانچ نمازین ہین ہر
دن اور رات مین آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے اُن نمازونکا آپکو حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان
پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالون کی آپ نے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپ
کو بہیجا کیا اللہ نے آپ کو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر رمضان کے روزے ہین ہر
سال آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر حج بیت اللہ کا
جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکہی (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور رستہ مین امن ہو) آپ نے فرمایا سچ کہا اوسنے یہ سنکر
وہ شخص پیٹہ موڑ کر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپ کو سچا پیغمبر کرکے بہیجا مین نہ ان باتون سے زیادہ کرون گا نہ کم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاوے گا ف امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ
بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اُسپر عمل کرنا چاہیے جبہی تو آپ نے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی
روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تہا اُسکا نام ضمام بن ثعلبہ تہا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہی کہ یہ شخص مسلمان ہوکر آیا تہا مگر اسلام
کی باتون کو اچہی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچہہ لیا حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے
اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہی کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے واسطے سے سُنی تہین
پہر بے واسطہ نکالکر خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کو آیا وعن انس قال كُنَّا نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو
قرآن مین منع ہوا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچہین پہر بیان کیا حدیث کو اسی طرح باب بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي
يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ باب بیان مین اُس ایمان کے جس سے آدمی جنت مین جاویگا اور بیان
اس بات کی جو کوئی حکم بجالاوے وہ جنت مین جاویگا عن أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ
قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ أَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ
كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابو ایوب (خالد بن زید) انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جا رہے تھے اتنے مین ایک جنگلی شخص آیا اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑ کے اڑے انگرا اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجھے بتلاؤ وہ چیز جو نزدیک کرے مجھکو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپنے اصحاب کیطرف پھر فرمایا اسکو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسباب کو پہونچا دیا اوسکو طاقت دی توفیق کہتے ہین نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو نے کیا کہا اوسنے پھر وہی کہا (یعنے مجھکو وہ بات بتلایئے جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکر اور ادا کر نماز کو اور دے زکوۃ اور ناتے کو ملا دے (یعنے عزیزون رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کرین یا ملاقات ترک کرین تو تو نیکی کر اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھیرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے مین علم ہوتے ساتے سستی کرنا بری بات ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا شیطان ہے **عن** اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِیْثِ ترجمہ ابو ایوب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَعْمَلُهٗ یُدْنِیْنِیْ مِنَ الْجَنَّةِ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہنے لگا مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جسکو مین کرون وہ نزدیک کر دے مجھکو جنت سے اور دور کر دیوے جہنم سے آپنے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور ملا دے ناتے کو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا اون باتون پر جنکا حکم کیا گیا یا مین نے جنکا حکم کیا تو جنت مین جاویگا **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

به شيئا وتقيم الصلوة المكتوبة وتؤدي الزكوة المفروضة وتصوم رمضان قال والذي نفسي بيده لا ازيد على هذا شيئا ابدا ولا انقص منه فلما ولى قال النبي صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اسکو کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہہ ہے کہ پوجے تو اللہ کو اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکرے اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اُسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھہ پھیر کر چلا آپنے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپکو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہان تک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا

باب من قام على الايمان والشرائع دخل الجنة **ترجمہ** باب جو شخص قائم ہوا ایمان پر اور شرعیتون پر داخل جنت ہوگا

عن جابر قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم النعمان بن قوقل فقال يا رسول الله ارأيت اذا صليت المكتوبة وحرمت الحرام واحللت الحلال ادخل الجنة فقال النبي صلى الله عليه وسلم نعم **ترجمہ** جابر رض روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اُس سے باز رہون) اور حلال کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان

عن جابر رض قال قال النعمان بن قوقل يا رسول الله بمثله وزاد فيه ولم ازد على ذلك شيئا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھہ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھہ نکرون)

عن جابر ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ارأيت اذا صليت الصلوات المكتوبات وصمت رمضان واحللت الحلال وحرمت الحرام ولم ازد على ذلك شيئا ادخل الجنة قال نعم قال والله لا ازيد على ذلك شيئا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھہ نہ کرون تو جنت مین جاؤنگا آپنے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھہ نہ کرونگا

باب بیان ارکان

ن ءادخل

ن أأدخل

الاسلام ودعائمه العظام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں کا بیان **عن** ابن عمر عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمسۃ علی ان یوحد اللہ واقام الصلوۃ وایتاء
الزکوۃ وصیام رمضان والحج فقال رجل الحج وصیام رمضان قال لا صیام رمضان والحج هکذا سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ سے آپ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی
پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت کی جس میں پانچ کھمبے ہوں کہ اللہ
جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں
کو بعد ابن عمر نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج میں نے یوں ہی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن
عمر سے بتقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علما نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دو بار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایکبار بتقدیم حج پھر
اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر
انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات
نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمر اس وقت بتقدیم حج کی روایت
کو فراموش کر گئے ہوں اسلیے انہوں نے اسکا انکار کیا پھر یاد آئی تو اسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح نے کہا
ابن عمر کی محافظت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واو کلام عرب میں ترتیب کے لیے آتی ہے اور یہ
مذہب ہے بہت فقہا شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے
اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان
کے روزے سنہ ۲ ہجری میں فرض ہوئے اور حج سنہ ۶ یا سنہ ۹ ہجری میں فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب
ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح
کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافات نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات
میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابوعوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر کا صیام
کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت
کا مقابلہ نہیں کر سکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دو بار پیش آیا ہو واللہ اعلم
(نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمس

عَلٰی اَنْ یُّعْبَدَ اللّٰہُ وَیُکْفَرَ بِمَا دُوْنَہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ
رَمَضَانَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کھڑا کیا گیا ہے
پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اُسکے سوا کا (تمام جھوٹے خداؤنکا) انکار کیا جاوے دوسرے
نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ
لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ
وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا
گیا ہے پانچ چیزون پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور حضرت محمد اُسکے
بندے ہین اور اوسکے بھیجے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا
پانچوین رمضان کے روزے رکھنا عَنْ طَاؤُسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا فَقَالَ
اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی
خَمْسَۃٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ ۔
ترجمہ طاؤس سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیون نہین کرتے انہون نے کہا مین
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ کھم (ستون) ہین ایک تو گواہی
دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے دوسری نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان
کے روزے رکھنا پانچوین خانہ کعبہ کا حج کرنا ف اور جہاد اس قسم کا رکن نہین کہ ہر مسلمان کو اسکا
کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضون نے کیا تو سب کیطرف سے الزام جاتا رہا البتہ اگر کوئی نکرے
تو سب کے سب گناہ گار ہونگے یہ اُسوقت ہے جب جہاد مین سب مسلمانون کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت
جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کیلیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آوین اور جہاد کرنے والے مسلمان انکے
مقابلے سے عاجز ہون تو اُسوقت سب پر جہاد فرض ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھہ جہاد مین شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اُس وقت کا ہو گا جب وہ بوڑھے ہو گئے یا اور کسی عذر سے اونکو
جہاد مین جانیکی طاقت نہ ہو گی یا وہ فتنہ کا وقت ہو گا جب خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اُس وقت مین
تو گھر بیٹھہ رہنا بہت عمدہ ہے باب الْاَمْرِ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَتَسْرِ ائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ وَالسُّوَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهٖ وَتَبْلِيْغِهٖ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ ترجمہ
باب حکم کرنیکا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کے لیے اور دین کے احکام پر لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچھنا اور
یاد رکہنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا اون لوگون کو جنکو نہین پہونچا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ
مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا
بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُوْ اِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانِ
بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَ
الْمُقَيَّرِ وَزَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہی عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کہتے ہین اون لوگون کو جو ایک
جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہوکر بہیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا
قبیلہ تہا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے چودہ سوار تہے جنکا سردار اشج عصری تہا
اور ان لوگون مین تہے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم
عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے
آنیکا سبب تہا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تہا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار
وہ چادرین اور کہجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے
سے مدینے کو ہجرت کر چکے تہے منقذ راہ مین بیٹہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادہر سے گذرے منقذ آپکو
دیکہکر اوٹہہ کہڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہی پہر آپنے اوسکی قوم کے بڑون
بڑون مین سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکہہ کر حیران ہوا اور اوسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرا
سکیہا پہر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ساتہہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ
خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چہپا رکہا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی
تہی (اشج کا نام منذر بن عائذ تہا لیکن حضرت نے اوسکا نام اشج رکہا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تہا) اوس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑہتے دیکہکر اپنے باپ منذر سے اسکا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہوگیا ہے ہاتہہ پاؤن دہوتا ہے پہر اسطرف (یعنی قبلہ کیطرف منہ کرکے کبہی پیٹ جہکاتا ہے (رکوع) کبہی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اوسکے خاوند سے ملا اور دونون کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر اپنی قوم پاس آیا اور پڑہ کر سنایا اون سبہون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہون نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف روانہ کی جسکا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو پورب والون مین سب سے بہتر ہین اور اون مین اشج بہی ہے وہ لوگ پہرنے والے نہین ننگ کرنیوالے **ت** اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلہ مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر روکے ہین مضر (یہی ایک قبیلہ کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تہے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ مین رہتے تہے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تہے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (عرب کے نزدیک چار مہینے حرام تہے (یعنی ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو نہ ستاتے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے کہٹکے راہ چلتے) تو بتلا دیجئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم عمل کرین اور ہماری طرف کے لوگون کو بہی اوسطرف بلا دین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا ہون چار باتون سے پہر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اسبات کی کوئی برحق معبود نہین سوا اللہ کے اور حضرت محمد اوس کے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مال مین سے

ف دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضان کے روزے اور بخاری کی روایتون مین بہی پانچ باتین ہین اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علما نے اسکا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تہین یعنی توحید اور نماز اور زکوۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کی زیادہ بتلائی اسلیے کہ وہی لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تہے اور اونکو جہاد کرنا پڑتا تہا اور غنیمتین ملتی تہین اور ابن الصلاح نے کہا وَاَنْ تُؤَدُّوْا کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تا کہ پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا **ت** منع کرتا ہون دُبّا سے (یعنی کدو کے تونبے) اور حنتم سے **ف** حنتم کی تفسیر مین علما کے کئی اقوال مین صحیح یہ ہی کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکہی گہڑون کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حنتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہیں یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے بعضوں نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں وہ اندر سے روغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہے انہوں نے کہا وہ لال ہوتے ہیں بعضوں نے کہا کہ حنتم لال رنگ کے گھڑے ہیں اونہیں مصر سے شراب آیا کرتا تھا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی نے کہا کہ طائف سے اُسمیں شراب آتا تھا اور کچھ لوگ اُنمیں نبیذ بنایا کرتے تھے بعضوں نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہیں جو مٹی اور بال اور خون سے بنتی ہے اور یہ عطا سے منقول ہے (نووی) **ت** اور نقیر سے (یعنے جو بین برتن سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کھود کر کڑا سا بنا لیتے تھے) اور مُقیّر سے **ف** مُقیر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر قار چڑھا ہو قار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے بسند صحیح منقول ہے کہ مزفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی میں رال کو کہتے ہیں **ت** خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ کیا آپ نے اونگلی سے ایک کا **ف** یہ جو ان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان برتنوں میں شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور اون میں نہ بھگوؤ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا کرتا تھا اور نشہ اون میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شربت بھگونے کی ممانعت نہیں کی کیونکہ چمڑا لطیف ہے اوسمیں نشہ والی چیز نہیں چھپتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اول اسلام میں تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اوس میں یہ ہے کہ میں نے تمکو منع کیا تھا شربت بھگونے سے سوا چمڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ ہر برتن میں اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا اُسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ایک جماعت علما نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس سے (نووی)

عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَیْنَ النَّاسِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهٗ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا النَّدَامٰى قَالَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْتِیْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَّاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُّخْبِرْ

بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ **ق ل** وَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ **ق ل** اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرُ **ترجمہ**

ابو جمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے مین ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ مین مترجم تھا (یعنی اور لوگون کی بات کو عربی مین ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجہاتا اور انکی بات فارسی مین ترجمہ کرکے لوگون کو سمجہاتا) اتنے مین ایک عورت آئی جو پوچہتی تہی گہڑے کے نبیذ کو **ف** یعنی مٹی کے مٹہور یا ٹہلیا یا گہڑے مین جو کہجور یا انگور کا شربت بنایا جاوے اسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون سے بات کرسکتی ہے اور انکی آواز سن سکتی ہے اور وہ انکی آواز سن سکتی ہین احتیاج کیوقت **ت** ابن عباس نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپنے پوچہا یہ وفد کون ہین یا یہ کون قوم کے لوگ ہین لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف** مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہین یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اچہی جگہ آئے وسعت اور کشایش کی جگہہ مین **ت** جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ (کیونکہ خود آئے مسلمان ہونیکو بغیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین یہ قبیلہ ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (جب لوٹ مار نہین ہوتی) اس لیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلادین اور لوگون کو بھی اور جاوین اوسکے سبب سے جنت مین آپ نے حکم کیا انکو چار باتون کا اور منع کیا انکو چار باتون سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پر ایمان لانیکا اور پوچہا اون سے تم جانتے ہو ایمان کیا ہے انہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور روزے رکہنا رمضان کے (یہ چار باتین ہوگئین اب ایک پانچوین بات اور ہے) اور ادا

کرنا پانچوین حصے کا غنیمت کے مال مین سے (یعنی جو کافرون کے لوٹ مین سے مال ملے اوس مین سے پانچوان حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور روغنی برتن سے شعبہ نے کبھی یون کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذرے) اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی اُن لوگون کو جو تمہارے پیچھے ہین اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مَنْ وَرَاءَكُمْ کہا بدلے مِنْ وَرَائِكُمْ کے (اور مطلب ایک ہی) اور اُن کی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَقَالَ أَنْهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيْثِهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَشَجِّ أَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابن عباس سے اسیطرح ہے اسمین یہ ہے مین تم کو منع کرتا ہون اوس نبیذ سے جو بھگو یا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز لاکھی اور روغنی برتن مین ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھہ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر مین سمجھہ بوجھکر کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ مین پہونچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس ٹھہرا رہا اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپ پاس آیا آپ نے اُسکو نزدیک بلایا اور اپنی بازو بٹھلایا پھر فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور اطمینان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام خوبیون کی جڑ ہین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد باز اون سے بہت سی غلطیان ہو جاتین ہین پھر شرمندہ ہوتے ہین عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب فکر کرے اور اُسکے فائدون اور نقصانون پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہون اور اُسکام کا انجام بھی اچھا ہو تو اوسکو کرے اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکماء نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اوس مین اور جانور مین کچھ فرق نہین جانور کی عقل اسیقدر ہے کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچھ نہین **عن** قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيْدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِيْ

حدثه هذا ان اناسا من عبد القيس قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا يارسول الله انا حي من ربيعة وبيننا وبينك كفار مضر ولا نقدر عليك الا في اشهر الحرم فمرنا بامر نامر به من وراءنا وندخل به الجنة اذا نحن اخذنا به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم امركم باربع وانهاكم عن اربع اعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا واقيموا الصلوة واتوا الزكوة وصوموا رمضان واعطوا الخمس من الغنائم وانهاكم عن اربع عن الدباء والحنتم والمزفت والنقير قالوا يانبي الله ما علمك بالنقير قال بلى جذع تنقرونه فتقذفون فيه من القطيعاء قال سعيد او قال من التمر ثم تصبون فيه من الماء حتى اذا سكن غليانه شربتموه حتى ان احدكم او ان احدهم ليضرب ابن عمه بالسيف قال وفي القوم رجل اصابته جراحة كذلك قال وكنت اخبؤها حياء من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت ففيم نشرب يارسول الله قال في اسقية الادم التي يلاث على افواهها فقالوا يانبي الله ان ارضنا كثيرة الجرذان ولا تبقى بها اسقية الادم فقال نبي الله صلى وان اكلتها الجرذان وان اكلتها الجرذان وان اكلتها الجرذان قال وقال نبي الله صلى الله عليه وسلم لاشج عبد القيس ان فيك لخصلتين يحبهما الله الحلم والاناة ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مجھ سے حدیث بیان کی اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے عبد القیس کے قبیلے میں سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہیں) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہوں نے سنا ابو سعید خدری سے (تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہوں نے ابو سعید خدری سے (سعد بن مالک بن سنان سے) کہ کچھ لوگ عبد القیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہنے لگے ای نبی اللہ کے ہم ایک شاخ ہیں ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ میں مضر کے کافر ہیں اور ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام مہینوں میں تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلادیں اور لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں اور جنت میں جاویں ہم اسکی وجہ سے جب ہم اوسپر عمل کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمکو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پوجو اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور روزے رکھو رمضان کے اور ادا کرو پانچواں حصہ غنیمت کے مالوں میں سے اور منع کرتا ہوں میں تمکو چار چیزوں سے کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگوں نے کہا یارسول اللہ نقیر آپ نہیں جانتے آپ نے فرمایا کیوں

نبي الله

اخباها

صلى الله عليه وسلم

نہین جانتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کہود لیتے ہو پہر اوسمین قطیعاء (ایک قسم کی چہوٹی کہجور اوسکو شہریز بہی کہتے ہین) بہگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بہگوتے ہو پہر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اسکا جوش تہم جاتا ہے تو اُس کو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بہائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے شراب کی برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہماری لوگون مین اُسوقت ایک شخص موجود تہا (جسکا نام جہم تہا) اُسکو ایک زخم لگ چکا تہا اُسی نشے کے بدولت لیکن مین اُسکو چہپاتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی شرم کے مارے مین نے کہا یا رسول اللہ پہر کس برتن مین ہم شربت پیین آپنے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین مشکون مین جنکا سونہہ باندہا جاتا ہے (ڈوری یا تسمے سی) لوگون نے کہا ای نبی اللہ کے ہماری ملک مین چوہے بہت ہین وہان چمڑے کے برتن نہین رہ سکتے آپ نے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین (یعنی جس طور سے ہو سکے چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہو سکے تو خیر پر اور برتن مین پینا درست نہین کیونکہ وہ شراب کی برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے فرمایا تجہہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نکرنا **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ غَیْرَ اَنَّ فِیْہِ وَتَذِیْفُوْنَ فِیْہِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ یَقُلْ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اُس مین بجای تقذفون کے تذیفون یا تدیفون ہے یعنی ملاتے ہو اوسمین قطیعاء اور کہجور اور پانی **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءَکَ مَاذَا یَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَۃِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِی النَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاءَکَ اَوَتَدْرِیْ مَا النَّقِیْرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ یُنْقَرُ وَسَطُہٗ وَلَا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْحَنْتَمَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْمُوْکَا **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے ای نبی اللہ کے اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین مت پیو انہون نے کہا ای نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتے ہین نقیر کو آپنے فرمایا ہان نقیر ایک لکڑی ہے جسکو بیچ مین کہود کر گڈہا کر لیتے
ہین کدو کے تونبے مین نہ پیو سبز لاکہی برتن ہین نہ پیو اور پیو مشکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بند ہا ہو ڈوری
یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی مسائل معلوم ہوئے جو جابجا اوپر مذکور ہوئی اور مین خفقار
سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روسا اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال
سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس وقت
تک حج فرض نہین ہوا تہا چوتہی عالم کو مدد چاہنا دوسرون کے سمجہانیکے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے
مترجم ابو جمرہ تہے پانچوین ترجمہ اور فتوی اور خبر مین ایک شخص کا قول کافی ہونا چہٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا
اوسکی تعریف کرنا اوس کے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور
مونہہ پر تعریف کرنا لیئے مدح جو منع ہے وہ اوسی وقت جب فتنے کا خوف ہو ورنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بہت مقامون مین مدح ثابت ہے آپ نے ابو بکر رض سے فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین سے
نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا ای ابو بکر مت رو سب لوگون سے زیادہ احسان صحبت اور مال
کی وجہ سے مجہہ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین
اور آثار منقول ہین آٹہوین پوچہنے والے پر عتاب کرنا اگر وہ کہے مجہہ سے کہول کر بیان کرو نوین صرف رمضان
کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سے دوبارہ پوچہنا سمجہنے کے لیے گیارہوین
تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجہے تیرے قربان اور فدا کرے
انتہی مختصرا **باب** الدُّعَاءِ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ باب بلانے مین لوگون کو طرف
شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے **عَن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِي قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ
وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہیجا (یمن کیطرف حاکم کر کے) تو فرمایا تم ملوگے

کچہ لوگون سے اہل کتاب کے تو بلانا اونکو اس بات کی گواہی کیطرف کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا اونکو یہ بات کہ اللہ نے اونپر فرض کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پہر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا اونکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے اون پر زکوۃ کو جو لیجاویگی اونکے مالدارون سے پہر دیجاویگی اونہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو بچا رہنا لینا عمدہ مال اون کے (یعنی زکوۃ مین متوسط جانور لینا عمدہ دودہ والا اور پر گوشت فربہ چہانٹ کر نہ لینا) اور بچنا مظلوم کی بددعا سے کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین ف یعنی وہ فوراً اللہ تک پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اوسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے یمن کیطرف بہیجے گئے تہے پہر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ اونکو بہی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کو طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم نہونا اسلام کا جب تک شہادتین کو زبان سے اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے عاملون کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چہانٹ لینا اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہماری اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بہیجی جاوے اور یہ استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہو سکتی ہین اور بعضون نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوۃ کے ساتہہ مخاطب نہین ہین یعنی اونکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین اور یہی امر ہے نکرنے پر اونکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اونپر واجب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین ہی کو نہ مانین تو ارکان اسلام اونپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب شہادتین کا اقرار کرین تو انکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ اون سے ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بہی اونکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہو اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تہی پہر جو اوس سے کم اور خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا اونکو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا

کوئی قائل نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پہر اوس کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے **عن** ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال انک ستاتی قوما بمثل حدیث
وکیع **ترجمہ** ابن عباس سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تقدم علی قوم اہل کتاب فلیکن
اول ما تدعوہم الیہ عبادۃ اللہ فاذا عرفوا اللہ فاخبرہم ان اللہ قد فرض علیہم خمس
صلوات فی یومہم ولیلتہم فاذا فعلوا فاخبرہم ان اللہ عز وجل قد فرض علیہم زکوٰۃ
توخذ من اموالہم فترد علی فقرائہم فاذا اطاعوا بہا فخذ منہم وتوق کرائم اموالہم
ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بہیجا تو اون سے کہا تم جاؤ گے
ایک قوم پاس اہل کتاب ہین تو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پہر جب وہ خدا کو پہچان
لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ خدا کو نہین پہچانتے
اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر مین خدا کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو پہچانا
اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکہتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو
شخص مانند اور مشابہ سمجہتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کیطرح یہود دین مین سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز
جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کیطرح اوسکے لیے جائز سمجہتا ہے
نصاریٰ مین سے یا اوسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہین یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا
ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستون مین سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہین ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا رکہین
تو درحقیقت انہون نے سچے خدا کو نہین پہچانا اس نکتے کو سمجہ کر یاد رکہنا چاہیے (نووی) **ف** تو انکو بتلا کہ
اللہ نے اونپر پانچ نمازین فرض کی ہین ہر رات اور دن مین جب وہ یہ کرنے لگین تو انکو بتلا کہ اللہ نے انپر زکوٰۃ فرض
کی ہے جو لی جاویگی اونکے مال مین سے پہر وہی جاویگی اونہی مین کے فقیرون کو جب وہ یہ بہی مان لین تو زکوٰۃ لے
اون سے اور بچ انکے عمدہ مالون سے **ف** یہ جو فرمایا زکوٰۃ لی جاویگی اون کے مال مین سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی
مسلمان زکوٰۃ نہ دیوے تو جبرا اوسکے مال مین سے وصول کیجاوے گی اس مین خلاف نہین ہے مگر اختلاف اسمین
ہے کہ آیا وہ باطنا بینہ وبین اللہ زکوٰۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا اوس مین ہمارے اصحاب کے دو قول ہین (نووی) **باب**
الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باب بیان مین اس بات کے کہ لوگون

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہنے لگیں کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے رسول ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ
جو کافر ہونے تھے کافر ہو گئے **ف** خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل
دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابوہریرہ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ
جو کافر ہو گئے اوس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب
کا جو اسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگوں میں سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے
پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا ابوبکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک
کہ مسیلمہ یمامہ میں اور اسود عنسی صنعا میں مارا گیا اور اونکی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں کے مارے گئے دوسرا
گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اوسی جاہلیت
کے طریق پر چلنے لگا تھا اوسوقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی
مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین میں دوسری طرح کے لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوۃ میں تفرق نکالا تو
نماز پڑھتے تھے لیکن زکوۃ دینے سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت ایکقسم کے باغی تھے انہی لوگوں کے بارے حضرت عمر
کو شبہ ہوا (السراج الوہاج) **ف** تو حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا تم کیونکر لڑوگے ان لوگوں سے حالانکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے
لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھسے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے
یا خون کرے تو پکڑا جاویگا) پھر حساب اسکا اللہ پر ہے (اگر اوسکے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان

ہوگیا ہو تو قیامت مین اللہ اوس سے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہو گا **ف** تو حضرت عمر کا اعتراض بنظر
ظاہر حدیث کے تہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا اپنے مال اور جان کو
اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین پہران سے لڑنا اور انکی مال اور جان لینا کیونکر درست
ہوگا **ف** حضرت ابوبکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ مین اس لیے
کہ زکوۃ مال کا حق ہے **ف** مطلب حضرت ابوبکر کا یہ تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت
معلق کی ہے دو شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری
شرط نہو پہر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات
کی کہ جو شخص نماز چہوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابوبکر نے زکوۃ کو جو مختلف فیہ تہی نماز کی مثل
قرار دیا جو متفق علیہ تہی تو اس معاملہ مین حضرت عمر رض نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابوبکر نے قیاس سے
اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہوسکتی ہے **ف** قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا
کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر **ف** مسلم مین عقالا مروی ہے
اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے
کو اور دونون صحیح ہین اور محمول ہین اس امر پر کہ ابوبکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہوگا ایک بار عقال کہا اور ایکبار
عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور
عقال سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندہتے ہین اور
نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب
ایک سال کی زکوۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) **ف** حضرت عمر نے کہا قسم خدا
کی پہر وہ کچہ نہ تہا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابوبکر کا سینہ کہولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی اون کے
دل مین یہ بات ڈالدی تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے **ف** نووی نے کہا حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید نہین
کی اسواسطے کہ عمر خود مجتہد تہے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے
کہ حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ انکی
کہلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض رافضیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابوبکر رض نے سب سے
پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب مین تاویل کرتے تہے اور کہتے تہے قرآن مین

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً الآیۃ تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے
پاک کرنا گناہون سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہین ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگون کا ہے جن کو دین
سے ذرا بہرہ نہین اور اُن کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہین اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ
اسلام کے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہین بعضے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسلیمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے
تھے اور بعضون نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر انہی لوگون کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابو بکر نے اُن سے
لڑائی کی اور اُنکی عورتون اور بچون کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات مین ابو بکر کی موافقت کی خود
حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیون مین سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ
کا زمانہ گذرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہون
نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ اُن مین کے بعض زکوۃ دینے پر راضی
ہوئے تھے پر اون کے سردارون نے اونکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور
مال زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے اُنکو روکا پھر ان لوگون کو خاص کر کے کافر
نہین کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگون کے شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتین موقوف
کرنے مین اسلیے کہ ردّۃ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو
پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا
اون کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہون نے استدلال کیا تھا قرآن سے
کہ قرآن مین خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ مین خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح
کے ہین ایک خطاب عام جیسے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کے
لیے یا ایہا الذین آمنو کتب علیکم الصیام اے ایمان والو فرض ہین تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے
لیے جسمین دوسرا شریک نہین ہو سکتا وہ جب ہے کہ آیت مین صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے
وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ اور جیسے فرمایا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالے
اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس مین پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہین جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ
قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلتے ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن
پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا کُنْتَ فِیْہِمْ فَاَقَمْتَ لَہُمُ الصَّلٰوۃَ اور یہ سب خطاب موجہ

مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بھی
ہے خُذ مِن اَموَالِہِم صَدَقَۃً الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو
وہ اسپر عمل کرسکتا ہے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقتُمُ النِّسَاءَ کہ خطاب ہے نبی کیطرف
اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہے پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسے فَاِن کُنتَ
فِی شَکٍّ مِمَّا اَنزَلنَا اِلَیکَ اسلیے کہ حضرت کو شک نہ تھی اوس مین جو آپ پر اوترتا تھا رہا تطہیر اور تزکیہ
اور دعا تو یہ ہر ایک امام کرسکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم
ہے آپ کی وفات سے موقوف نہین ہوگیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے
دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور
اُسکی سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی
تھی وہ باغی قرار پائے اب اگر اس زمانے مین بھی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اسکو ادا نکرے
تو کیا اُسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا
انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت
کا اُن سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے
اسلیے شبہ مین پڑ گئے اب تو دین اسلام شایع اور مشہور ہوگیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم
ہوگئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اوسکے انکار مین
اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے امت کی اجماعی کامون مین سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچون نمازونکا
یا رمضان کے روزون کا یا جنابت سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کے حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح
حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بھی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے
نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اسپر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین مشہور
نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پھوپھی اور بھتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی
کو چھٹا حصہ ملنا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہے کہ ابوبکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اُس
سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابوہریرۃ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اوپر اور اسپر جو مین لایا جب ایسا کرین گے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور
مالون کو مگر حق کے بدلے پہر حساب اونکا اللہ پر ہی اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اسبات کی کوئی معبود
برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو اور انس کی روایت مین ہے
کہ منہ کرین نماز مین ہمارے قبلہ کی طرف اور کہاوین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری کیسی نماز پڑہین اسلیے کہ اگر
حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابوبکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے
قیاس کیون کرتے اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اسپر عمل کرنا دوسرے
نماز یا زکوۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسری باغیون سے لڑنے کی اجازت چوتھی امام کو اجتہاد
درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر جان
اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون کے لیے ہے اور اُن کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین
جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہی کہ مجھکو رسول جانین
اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین اور اسکے ساتھہ یہ بہی ضرور ہی کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہین اون سب کو مانین پہر نووی نے کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہی زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنے جو بالکل شریعت
اور دین کا منکر ہو (جیسے ہمارے اس زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنے طبعی کہتے ہین) تو اس مین
پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہی کہ توبہ اُسکی قبول ہی بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے
کہ اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اُسکو قتل کرنا چاہیے پہر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اسکو نجات ہوگی
ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ مقبول ہی پہر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے
تو قبول ہی اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرون کو بہی گمراہی کی طرف بلاتا
ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي
مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین پہر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنے
مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اُسکا اللہ پر ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَ

بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى
اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھی حکم ہوا لوگون سی لڑنیکا یہان تک کہ
وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور ایمان لاوین مجھپر (کہ مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون)
اور اُسپر جسکو مین لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کی تمام احکام پر جسکو مین لایا) جب وہ ایسا کرین تو انہون نے
بچا لیا اپنی جانون اور مالون کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے **ف** نووی نے کہا اس حدیث
مین بیان ہی اوس بات کا جو دوسری روایتون مین اختصار کیا گیا صرف لا اله الا الله کہنے سے یعنی اس حدیث سی صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتین جنمین صرف لا اله الا الله کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل ہین جان اور مال بچنے
کے لیے جیسی لا اله الا الله کا اقرار ضرور ہے ویسی ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت
کا ماننا جنکا ثبوت تواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہی اور اسکا بیان بتفصیل اوپر گذر چکا اور اس حدیث سی معلوم
ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھی اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہین کہ اہل
کلام کے دلائل کو دریافت کری اور خدا کو ان دلیلون سی پہچانے یہی قول ہی محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگون
کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا پہچاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہی
اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سی بھی دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف
یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنیکی شرط نہین کی **عَنْ** جَابِرٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ترجمہ جابر اور ابوہریرہ رضہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھی حکم
ہوا لوگون سی لڑنیکا یہان تک کہ وہ لا اله الا الله کہین پھر جب انہون نے لا اله الا الله کہا تو بچا لیا مجھ سی اپنی جانون اور
مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ
بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگون کو تیرا کچھ زور اونپر نہین (یہ آیت اسوقت کی ہی جب جہاد فرض نہوا
تھا) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ
النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ
فَاِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضہ سی روایت

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہان تک کہ گواہی دین اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور بیشک محمد اوسکے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو پہر جب کرین تو بچا لیا انہون نے مجہہ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے **ف** سراج الوہاج مین ہے کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل مین رہتے ہین اور کوئی حکم شرعی بجا نہین لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑہتے ہین وہ کافر ہین یا مسلمان اور آیا مسلمانون کو اُن سے جہاد کرنا چاہیے یا نہین تو جواب دیا انہون نے ارشاد السائل مین کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اسکے پاس کچھہ نہو سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر اوسکا جان اور مال حلال ہے اس لیے کہ صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافرون کے قریب جو مسلمان رہتے ہون اونپر واجب ہے کہ اون کافرون کو اسلام کے احکام بتلاوین اور اُنکے بجا لانیکے لیے اون کو دعوت کرین اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر اونکو سمجہا دین اگر وہ مان لین اور ارکان اسلام ادا کرنے لگین تو خیر اور جو انکار کرین اور نہ مانین تو مسلمانون کو جہاد کرنا چاہیے اون پر اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاوین اُنکا خون اور مال حلال ہے اور اُن کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگون کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہول کے بیان کر دیا ہے ان باتونکو جو کافرون کے ساتہہ کرنے سے متعلق ہین اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب مین بہت ہین ہر شخص کو معلوم ہین بلکہ خاص اسی امر کے لیے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بہیجا اور کتابین اتارین اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیفائدہ طول ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اون لوگون نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلا شک اور بلا شبہہ اور جو احکام دار الحرب کے ہین وہی احکام اون کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانون نے کہ کافرون کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا ضرور ہے یا نہین لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہین اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی مطلق ہین اون مین کوئی قید نہین انتہے **عَنْ** اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ **ترجمہ** ابو مالک سے روایت ہے اُس نے سنا اپنے باپ سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزونکا جنکو لوگ پوجتے ہین سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا جہاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ) تو حرام ہو گیا مال اسکا اور خون اسکا اور حساب اسکا اللہ

ر ۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اوس نے سنا اپنے باپ سے اسنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو ایک جانے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری باب الدَّلِيلِ عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ وَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ وَالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ باب بیان مین اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے جب تک حالت نزع نہو یعنی جان کنی شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مرجاویگا شرک پر وہ جہنمی ہے کوئی وسیلہ اوسکو کام نہ آویگا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ترجمہ سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین ہین ابن مدینی نے کہا مین نے اون سے زیادہ علم مین کوئی تابعی نہین پایا فقیہ ہین امام ہین) روایت کرتے ہین اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہین ف اسحدیث کو بخاری اور مسلم دونون نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے اسکا راوی کوئی نہین سواے اون کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہین کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصون سے روایت کرنیوالے کم سے کم دو چاہیین (نووی) ف انہونے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پرورش کرنیوالے) مرنے لگے ف یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا
یقین ہوگیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہوگئی کیونکہ نزع اور سکرات کیوقت توبہ قبول نہیں فرمایا اللہ جل جلالہ
نے ولَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں
کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکوں سے آپکے خلاف انکو سمجھایا آخر ابوطالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم
ہوا کہ نزع کیحالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعضی متکلمین نے یہاں یہ معنی کیے ہیں کہ نزع کیحالت ابوطالب پر طاری
ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے ف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابوجہل
(عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا میرے
تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ ہے میں اللہ کے پاس اسکا گواہ رہوں گا تمہارے لیے (یعنی خدائے عزوجل سے قیامت کے
روز عرض کرونگا کہ ابوطالب موحد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا
اقرار کیا تھا) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے اے ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چاہتے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات اون سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے) (ادھر ابوجہل اور عبداللہ
بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں ف
تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث
میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا
ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے ف اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کرونگا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہ ہو ف نووی نے کہا اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلاوے درست ہے اور اس جگہ قسم سے
تاکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابوطالب کو خوش کرنیکے لیے آپنے فرمایا اور انکی وفات
مکے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف
انچاس برس کی تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال
ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسی سبب سے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں ف
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو یہ درست نہیں

کہ دعا کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں پھر اللہ تعالی نے ابوطالب کی
شان میں یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اِنَّکَ لَا تَهۡدِی مَنۡ اَحۡبَبۡتَ اخیر تک یعنے تم راہ پر نہیں لا
سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے ف نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر
کہ یہ آیت ابوطالب کے باب میں اتری ہے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے ف اور وہ جانتا ہے ان لوگوں
کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے عَنِ الزُّهۡرِیِّ بِهٰذَا الۡاِسۡنَادِ مِثۡلَهٗ غَیۡرَ اَنَّ حَدِیۡثَ صَالِحٍ انۡتَهٰی
عِنۡدَ قَوۡلِهٖ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ فِیۡهِ وَلَمۡ یَذۡکُرِ الۡاٰیَتَیۡنِ وَقَالَ فِیۡ حَدِیۡثِهٖ وَیَعُوۡدَانِ بِتِلۡکَ الۡمَقَالَةِ
وَفِیۡ حَدِیۡثِ مَعۡمَرٍ مَکَانَ هٰذِهِ الۡمَقَالَةِ الۡکَلِمَةُ فَلَمۡ یَزَالَا بِهٖ ترجمہ دوسری روایت بھی اسیطرح
ہے مگر چند لفظوں کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ
لِعَمِّهٖ عِنۡدَ الۡمَوۡتِ قُلۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشۡهَدُ لَکَ بِهَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فَاَبٰی قَالَ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ اِنَّکَ
لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ الۡاٰیَةَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے
مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو میں اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے انکار کیا
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت اخیر تک عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشۡهَدُ لَکَ بِهَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ قَالَ
لَوۡلَاۤ اَنۡ تُعَیِّرَنِیۡ قُرَیۡشٌ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا حَمَلَهٗ عَلٰی ذٰلِکَ الۡجَزَعُ لَاَقۡرَرۡتُ بِهَا عَیۡنَکَ
فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّکَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ترجمہ ابوہریرہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دونگا
تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے کہا اگر قریش مجھے عیب نہ دیتے وہ کہیں گے ابوطالب ڈر گیا
یا دہشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہکر یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا
اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے وہ کہیں گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا
کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من
احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء باب الدَّلِیۡلِ عَلٰی اَنَّ مَنۡ مَّاتَ عَلَی التَّوۡحِیۡدِ دَخَلَ الۡجَنَّةَ
قَطۡعًا باب بیان میں اس بات کے کہ جو کوئی توحید کے اوپر مریگا (یعنے مشرک نہوگا اور خدا کو ایک جانتا ہوگا اور کسی کو
اسکے ساتھ شریک نہ کرتا ہوگا) تو جنت میں جاویگا ف ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پاوے اپنی

اور گناہون پر پر ہمیشہ وہ جہنم مین نہین رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف مین یہ
اعتقاد ہی کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال مین جنت مین جاویگا پھر اگر گناہون سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتے ہی
مجنون ہو گیا ہو یا اوس نے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہون سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نکیا ہو یا خدا کیطرف سے اوس کو
توفیق ہوئی ہو گناہون سے بچنے کی وہ تو جنت مین جاویگا اور جہنم مین بالکل نجاویگا اور یہ جو آیت مین ہے کہ تم مین سے کوئی
نہین مگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا فرمایا ورود سے مراد مرور ہی یعنے گذرنا اوپر سے اور یہ گذرنا تو سب کے لیے ہی کیونکہ صراط یعنی
پل جہنم کی اوپر ہے ایسے ہی اللہ ہمسکو جہنم سے اور سب آفتون سے بچاوے اور اگر اوس نے گناہ کبیرہ کیے ہون گے اور بغیر توبہ
کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اوسکا قصور معاف کر دیوے اور اسکو جنت مین لیجاوے اور اگر چاہے تو تھوڑے
دنون اسکو قصور کے لائق عذاب دیکر پھر جنت مین لیجاوے پر وہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسی ہی
گناہ کرے ہمیشہ جہنم مین نرہیگا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور جنت مین نجاویگا اگرچہ کیسی ہی نیکیان
کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلے مین اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہین اس اعتقاد کی اور
نصوص متواتر ہین اس باب مین جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی
حدیثین وارد ہون اگرچہ ظاہر مین کچھ اس قاعدے کے خلاف ہون پر انکو حمل کرنا چاہیے اسی قاعدے پر تاکہ نصوص
شرعیہ مین تناقض اور مخالفت نہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثون کی تاویل بیان کرینگے جن سے اور حدیثون کی
تاویل بھی معلوم ہو جاویگی انتہے عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ
وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص مر جاوے اور اسکو یقین ہو اس بات کا کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت
مین جاویگا ف نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہی لوگون نے اوس شخص کے باب مین جو شہادتین کا
قائل ہو یعنے توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہ ایک گمراہ فرقہ ہی وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ
کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور خوارج کہتے ہین کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ
کہتے ہین کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور نہ اسکو مومن کہین گے نہ کافر بلکہ فاسق کہین گے اور اشاعرہ
کے نزدیک جو اہل سنت ہین وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوی اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہوگا ایک نہ
ایک دن وہ جنت مین جاویگا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجیہ جو دلیل لاتے ہین اس حدیث سے اون کا
جواب یہ ہی کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہان نکلتا ہے اس حدیث مین تو یہ ہے کہ موحد جنت مین جاویگا پھر ہو سکتا

سبب ہو اوسکے گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے قدر عذاب پاکر جنت میں جا پڑے بعد اوسکے دلیل
اس مذہب کی یہ ہے کہ بہت سے آیات اور احادیث سے گنہگاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایکدوسرے کے
مطابق کرنا لازم ہے اور یہ جو فرمایا اس حدیث میں کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کے مذہب کا جو کہتے ہیں صرف
شہادتین کو زبان سے کہہ لینے والا جنت میں جاویگا گو دل سے اوسپر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں جو اوپر گذری یہ
مروی ہے جسنے اسکو مانا ہو اور یہ موید ہے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو
کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا
اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضرور ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں البتہ جب زبان میں کوئی
آفت ہو جیسے گونگا ہو یا عذر ہو یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور یہ حدیث حجت
نہیں اوس شخص کی جسنے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے جسنے
کہا لا الہ الا اللہ اور جسنے گواہی دی لا الہ الا اللہ اور معاذ کی روایت میں ہے جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں
جاویگا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملیگا اور اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت میں جاویگا اور ایک روایت
میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر
اللہ حرام کردیگا اسکو جہنم پر اور ایسا ہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت میں عبادہ کی حدیث میں
اتنا زیادہ ہے کہ اوسکے اعمال جیسے ہوں اور ابی ہریرہ کی روایت میں ہے کہ جو اللہ سے ملے اور اسکو شک نہو شہادتین
میں تو جنت میں جاویگا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو ایک جماعت
سلف سے ان میں سعید بن المسیب بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اوسوقت کی ہیں جب فرائض اور اوامر اور نواہی
نہ تھی اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب اونکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور
اون کے حقوق اور فرائض سبکو ادا کرے اور یہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے
ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہوکر اسکا اقرار کرے پھر مر جاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت
اوسوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبے پر لیجاویں تو تاویل مشکل نہیں جیسے محققین علما
نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ تمام اہلسنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ
مذہب ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں
جاویگا پھر اگر اوسنے گناہوں سے توبہ کرلی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو جنت میں جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت سے اور

پر جبر کرینگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اوسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اوسپر جبر کرینگے اور اوسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لاوے اور نفس الامر مین اور آخرت کے احکام مین وہ مسلمان نہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام مین مسلمان ہین واللہ اعلم (نووی)۔

عَنْ عُثْمَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً ترجمہ حضرت عثمان سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے

بَابٌ مِّنْهُ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوَاةِ قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَاَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے ایک سفر مین (جنگ تبوک مین) تو لوگون کے توشے تمام ہو گئے اور آپنے قصد کیا لوگون کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا **ف** حدیث مین حمائلہم ہے حامی حطی سے یا جمائلہم جیم سے دونون منقول ہین صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونون کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جمائلہم جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلہم حاے حطی سے شیخ ابو عمرو نے کہا دونون صحیح ہین تو جب حاے حطی سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنے وہ اونٹ جسپر لادا جاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے ہے تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہین **ف** حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگون کے سب توشے کو پہر دعا کیجیے اللہ سے اوسپر (تاکہ برکت ہو ہمین اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیہون تہی وہ اپنی گیہون لیکر آیا اور جسکے پاس کہجور تہی وہ کہجور لیکر آیا اور جسکے پاس گہٹلی تہی وہ گہٹلی لیکر آیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافرون کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھہ ملکر کہانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کہاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے، **ف** مین نے کہا گہٹلی کو کیا کرتے تہے انہون نے کہا اوسکو چوستے تہے پہر اوسپر پانی پی لیتے تہے راوی نے کہا آپنے دعا کی اون سب توشون پر تو لوگون نے اپنے اپنے توشے کے برتنون کو بہر لیا **ف** تو توشے مین آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزایش ہو گئی کہ یا تو

نوم ہوئے قریب تہا کہ سب برتن بہر جوب بہر گئے اور اطمینان حاصل ہوا یہ ایک معجزہ تہا آپ کے معجزوں میں سے **ت**
اسوقت آپ نے فرمایا گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کوئی برحق معبود نہیں سوا خدا کے (وہی سچا خدا ہے اور سب جہوٹے خدا ہیں) اور میں اسکا بہیجا ہوا ہوں جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اسکو شک نہو تو وہ جنت میں جاویگا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَوْ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ شَكَّ الْاَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْعَلُوْا قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَسِيْرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ **ترجمہ** ابوہریرہ یا ابوسعید سے روایت ہے (یہ شک ہے اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) **ف** دارقطنی نے اس حدیث کے اسناد میں طعن کیا کہ اس میں اختلاف ہے اعمش سے کبہی روایت عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کہتا ہے اور کبہی عن ابی صالح عن ابی سعید اور کبہی عن ابی صالح عن جابر پر یہ طعن حدیث کی صحت میں کچھ قدح نہیں کرتا اس لیے کہ اعمش کو شک صحابی کے نام میں ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں علاوہ اسکے جب کوئی راوی نام لیکر یوں کہے حدیث بیان کی مجہسے فلانے یا فلانے نے اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت برابر درست ہے اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ میں لکہا اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ میں ہے تو صحابہ میں بطریق اولی ہوگا اس لیے کہ صحابہ سب عادل ہیں پہر راوی کی تعیین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا **ت** جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک ایک مقام کا نام ہے شام میں) تو لوگوں کو سخت بہوک لگی انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ ہمکو اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالیں **ف** یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ادب کی جگہہ پر سوال

کرنیکا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین مدد دیتی ہین کاٹنا درست نہین جب تک امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) ف آپ نے فرمایا اچھا کاٹو اتنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر ایسا کیجئے گا تو سواریان کم ہو جاوینگی ف اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہو اور اوسکے حکم کو منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) ف لیکن سب لوگون کو بلا بھیجیے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر آوین پھر خدا سے دعا کیجیے توشے مین برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی رستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری عطا فرما دے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر ایک دستر منگایا اوسکو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگوایا کوئی مٹھی بھر جوار لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا کوئی ٹکڑ روٹی یہانتک کہ سب ملکر تھوڑا سا دستر پر اکٹھا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنے اپنے برتنون مین توشہ بھر لو تو سبھون نے اپنے برتن بھر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچھوڑا جسکو نہ بھرا ہو پھر سب نے کہانا شروع کیا اور سیر ہو گئے اسپر بھی کچھ بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہو گا عن عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین اور بیشک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوئے جو اوس نے مریم مین ڈالدی (یعنی حکم کر دیا کُن کے ساتھ پھر وہ ہو گئے بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا اگرچہ سب روحون کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجاویگا

اوسکو اللہ جنت مین آٹھہ دروازون مین سی جسمین سے چاہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد مین جو جامع ہے تمام ضروری باتون کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتون کا اختصار کے ساتھہ بعضے لوگ ہمارے زمانے مین یہ شبہہ کرتے ہین کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوے حالانکہ فطرت کے قاعدے سے اور اصول حکمت سی یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش مین نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تہا نہ مان پہر جب خدا نے بغیر مان اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہین کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار مین ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کرات متفرق اور پریشان ہو سکتی ہین اور انکے اجزا پہر دوبارہ ملکر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہین اسیوجہ سی ابی قور اور دیوجانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تہے یہ لکہا ہے کہ اوائل ترکیب مین ہین زمین سے اعلی اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تہے آخر زمانہ دراز کے بعد مین قوت گہٹتی گہٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے جوئیں گہونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہین ہوتے پہر جس خدا نے زمین مین یہ استعداد رکہی ہے کہ آدمی سب طرح کے جانور اوسمین سے پیدا کر دیوے اوسکی نزدیک خود انسان مین سے ایک دوسرا انسان پیدا کر دینا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفی کا دم بہرتے ہین اور حکیمون اور فیلسوفون کے لغویات کو بہی تسلیم کر لیتے ہین اور قرآن و حدیث کی سچی قرین قیاس باتون مین شک کرتے ہین خود حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش مین اسقدر اختلاف رکہتے ہین کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجہتا ہے **عن** عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ اللہ اسکو جنت مین لے جاویگا چاہے جیسے اسکے اعمال ہون (یعنے اگرچہ گناہ اوسنے کیے ہون یہ مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا دوی) اور یہ اسمین نہین ہے کہ جنت کی آٹھہ دروازون مین سی جا ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِي مَهْلًا لِمَ تَبْكِي فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰہِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَيْهِ النَّارَ ترجمہ صنابحی سے روایت ہے ف صنابحی نسبت ہے صنابح کیطرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ مراد کی اور نام انکا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہین جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پھر وفات ہوگئی آپ کی اور یہ راہ مین تھے جحفہ مین آپ کی وفات کے پانچ یا چھہ دن بعد یہ مدینے مین آگئے اور ابو بکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور رد ہیئین کین تقریب مین ہے کہ عبد الملک کی خلافت مین انہون نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث مین اشتغال نہین ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہین ف مین عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے مین رونے لگا انہون نے کہا مہلت دو مجھکو (یعنے بات کرنے دے مجھکو) کیون روتا ہے قسم خدا کی اگر مین گواہ بنایا جاؤن گا تو گواہی دونگا تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرون گا تیری اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو فائدہ دونگا تجھکو پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث مین نے نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمین تمہاری بھلائی تھی مگر مین نے اسکو بیان کر دیا تم سے ف قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے چھپایا ان حدیثون کو جن کے بیان کرنے مین انکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہین جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور جسمین کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کے حدود مین سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہین کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تھا لوگون مین فساد پھیلنے کا اس وجہ سے کہ انکی عقل قاصر تھی اوس کے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثین جو منافقون کے بیان مین تھین اور قیامت کی علامات مین اور کسی قوم کی بری اوصاف مین یا انکی مذمت اور لعنت مین (نووی) ف البتہ ایک حدیث مین نے بیان نہین کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہون کس لیے کہ میری جان جانیکو ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہین تو حرام کردیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم مین یا جہنم کے اوس طبقے کو جسمین کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوینگے) عن معاذ بن جبل قال كنت ردف النبي صلى الله عليه وسلم ليس بيني وبينه إلا مؤخرة الرحل فقال يا معاذ بن جبل قلت لبيك رسول الله

وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

قال

ترجمہ معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا سواری پر پھر اور آپکے بیچ مین کچہ نہ تھا مگر لکڑی پچھلی پالان کی آپنے فرمایا ای معاذ مین نے عرض کیا حاضر ہون آپ کی خدمت مین اور فرمان بردار ہون آپکا یا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر تب اوسکے فرمایا ای معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون اور فرمان بردار ہون خدمت مین یا رسول اللہ پھر چلے تھوڑی دیر بعد مجکو فرمایا اے معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون اور فرمانبردار ہون خدمتمین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسیکو پوجین اور اوسکے ساتھہ کسیکو شریک نکرین پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا ای معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہون آپکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندون کا حق اللہ پر کیا ہے **ف** صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہین ہر موجود کو جو پایا جاوے یا جسکا پایا جانا آیندہ ضرور ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہین یعنے وہ ضرور پائین جاوینگی اور ہون گی اور سچ بات کو بہی حق کہتے ہین یعنے وہ پائی گئے ہے اور اسکا وجود ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بہی کہتے ہین جسمین اختیار نہو جیسے فرائض اللہ کے جنکا کرنا لازم ہے یا کسی کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق مین سے تو جب یون کہین اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے یہ ہین جو بندے پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یون کہین بندون کا حق اللہ پر تو وہان حق سے مراد اوس کا تحقق ہے یعنے وہ ضرور پایا جاوے گا یہ نہین کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام واجب اور لازم نہین اور نہ کوئی اوسپر کسیکام کو واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے نکرے پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہین اوس نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت مین ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکون کو بہی دوزخ مین ڈالدے کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچہ بہی کہہ سکے **ت** جب بندے یہ کام کرین (یعنے اوسی کی عبادت کرین کسی کو

اوسکے ساتھہ شریک نکرین مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اونکو عذاب نہ
کرے **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ
لَهُ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ
مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا **ترجمہ**
معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سوار تھا گدہے پر جسکا نام عفیر تھا **ف** بضم
عین مہملہ اور فتح فا موحدہ یہی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر نسخون مین اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا
ہے وہ متروک ہے نووی نے کہا یہ وہ گدہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تھا بعضون نے کہا وہ مرگیا
حجۃ الوداع مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث مین جو مذکور ہوئی
وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث مین پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور
پہلی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ میرے اور آپکے بیچ مین صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی **ت** آپ نے
فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندونپر کیا ہے اور بندون کا حق اللہ پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور اوسکے ساتھہ کسیکو شریک نکرین
اور بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب نہ دیوے مین نے کہا یا رسول اللہ مین خوش
کردون لوگون کو یہ سنا کر آپ نے فرمایا مت سنا انکو ایسا نہو وہ اسی پر بھروسا کر بیٹھین **ف** پھر اور نیک
کام کرنا اور گناہون سے بچنا چھوڑ دین اگرچہ توحید نجات دینے کو کافی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے
لیے اور جنت مین عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کامون سے بچنا ضرور ہے **عَنْ** مُعَاذِ
بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ
قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يُعْبَدَ اللّٰهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ قَالَ أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ
عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ **ترجمہ** معاذ بن جبل سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اونہون نے کہا اللہ
اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک کیا جاوے اوسکے ساتھہ کوئی **ف**
اور بعضے نسخون مین شیئا ہے منصوب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اسکے ساتھہ شریک نہ کرے کسی کو **ت**

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اللہ پر جب وے ایسا کریں میں نے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا
ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ انکو عذاب نکرے (یعنے ہمیشہ کا عذاب جیسے کافروں کو ہوگا) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ
دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ
نَحْوَ حَدِيثِهِمْ ترجمہ معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جواب دیا آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا اَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَزِعْنَا
فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا
لِلْاَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهِ هَلْ اَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ
بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَاْنُكَ قَالَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ
عَلَيْنَا فَخَشِينَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ
كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ اذْهَبْ
بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ
فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ
هَاتَيْنِ نَعْلَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي
فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْهَشْتُ بُكَاءً وَرَكِبَنِي
عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيتُ
عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِاَبِي اَنْتَ
وَاُمِّي اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ
بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّي اَخْشٰى اَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلتھم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم بیٹھے تھے گرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے اور آدمیوں میں یا تنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے اور تشریف لے گئے باہر) پھر دیر لگائی آپنے ہمارے پاس پھر آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپکو نہ ستاوین اکیلا پاکر ہم گھبرا گئے اور اوٹھہ کھڑے ہوئے سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں نکلا آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے اور بنی نجار کے باغ پر پہنچا (بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا) اوس کے چاروں طرف پھرا دروازہ کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے اندر تشریف لے گئے ہون) دروازہ ملا ہی نہیں (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ میں یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئیں سے **ف** تو خارجہ صفت ہے کنوے کی اور بعضوں نے کہا کہ خارجہ ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوے سے یعنی وہ نالی پانی کی خارجہ کے کنوئین سے آتی تھی **ت** مین گھسا اوسمین سمٹ کر جیسے لومڑی گھستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپنے فرمایا ابوہریرہ مین نے کہا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگون میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپنے دیر لگائی آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپ کو نہ ستاوین ہم سے جدا دیکھکر ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے مین گھبرا کر اوٹھا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اسی طرح سمٹ کر گھس آیا جیسی لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہین میرے پیچھے آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ اور عنایت کین مجھکو اپنی جوتیاں (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات کو سچ سمجھین) اور فرمایا یہ دونون جوتیاں میری لیکر جا اور جو کوئی تجھسے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہیں سوا خدا کے دل سے یقین کر کہتا ہو اس بات پر تو خوش کر اوسکو یہ سنا کر کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا مین جوتیاں لیکر چلا) تو سب سے پہلے مین ملا عمر سے انہون نے پوچھا یہ جوتیاں کیسی ہین اے ابا ہریرہ مین نے کہا یہ جوتیاں ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجھکو دیکر بھیجا ہے کہ مین جس سے ملون اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوشخبری دون اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر نے ایک ہاتھ میرے چھاتیون کے بیچ میں مارا مین سرین کے بل گرا **ف** حضرت عمر کا یہ قصد نہ تھا کہ ابوہریرہ کو گراوین یا ایذا دین بلکہ انکو باز رکھنا مقصود تھا اسکام سے اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ کہنے سے باز رہین قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام مین سوا امت کو خوش کرنیکے اور کوئی بری بات نتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کردینا خلاف مصلحت کی جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تہا دین مین اور بجالانا تمام احکام الٰہی علی الخصوص جہاد وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اوسوقت نہایت ضرور تہا اور اگر یہ خوش خبری سبکو پہونچ جاتی تو احتمال تہا کہ بہت لوگ تن آسانی کرنے اور اسی بہروسا کرکے سست ہوجاتے اور اسیوجہ سے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتہہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے انکی رای کو ٹہیک سمجہا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکہے (نودی) **ف** پہر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے ابا ہریرہ مین لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تہا رونے پر میرے ساتہہ ہی عمر بھی پیچہے آ پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجہکو اے ابوہریرہ مینے کہا مین عمر سے ملا اور جو پیام آپ نے مجہے دیکر بہیجا تہا پہونچایا انہون نے میرے چہاتیون کے بیچ مین مارا ایسا کہ مین سرین کے بل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا تونے ایسا کیون کیا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پر ماں باپ میرے آپنے بہیجا تہا ابوہریرہ کو اپنی جوتیان دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکہکر تو خوش خبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجیے صدقہ ہون آپ پر ماں باپ میرے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹہین گے اونکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچہا اون کو عمل کرنے دے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدون پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹہنا لوگون کو سمجہانے اور دین کی باتین بتانے کے لیے دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ کے اندر چلے گیے اور حضرت نے بہی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے تہیار سے فائدہ اٹہانا اور دوسرے کا کہانا کہا لینا اور اوسکی جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گہر لے جانا اور اسکے مثل اور باتین جو اوسکو ناگوار نہ ہون لیکن روپیہ لینا درست نہیں بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ بہت لینا درست نہیں جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت مین ہے کہ یقین ہو اوسکی رضامندی کا اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہیں تیسرے امام کو نشانی دیکر کسی کو بہیجنا چوتہے بعضی دین کی باتین چہپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد پانچوین تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی رائے قبول کرنا جب وہ ٹہیک ہے چہٹے یہ قول درست ہونا فدا ہون آپ پر ماں باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ کہا ہے مگر وہ صحیح نہیں عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ
قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ
عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ
تَاَثُّمًا **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھے
سواری پر آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہون آپکی خدمت میں اور فرمانبردار ہون آپکا یا رسول اللہ پھر آپنے
فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ فرمانبردار ہون آپکا آپنے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی سوا
خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین تو اللہ حرام کرے گا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا
یا رسول اللہ میں اسکی خبر کر دون لوگون کو وہ خوش ہو جاوین آپنے فرمایا تب تو وہ تکیہ کر لین گے اسپر پھر معاذ نے یہ حدیث
بیان کر دی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے **ف** کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جاوے منع ہے
معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف
ہو جاویگی اسلیے انہوں نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم
کے نہ تھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہور کرنے سے تھی نہ خاص لوگون سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ
کو کیون بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اس
ڈر سے کہ کہین جاہل اور بے خبر آدمی اسکو سنکر دھوکا نکھاوین اور تکیہ کر بیٹھے اور خود آپنے یہ حدیث اون لوگون کو
بتلائی جنکے دھوکے مین پڑنیکا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بھی اوسی راہ
پر چلے اونہون نے بھی خاص آدمیون کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہ کی روایت مین جو یہ منقول ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رائے تھی جسکے بعد رائے بدل گئی
اور حضرت عمر کی رائے کو بہتر سمجھ کر رد کر دیا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدونکو درست ہے پر آپکو اور مجتہدون
پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدون کے
وہ خطا پر قائم رہتے ہین اور جس شخص نے دین کی باتون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد جائز نہین کہا
وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اترا ہو پھر حضرت عمر رضہ کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اترا ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی تفصیل ہے جو مشہور ہے لیکن دنیاوی امور میں تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ جب دین میں اجتہاد اوروں کو درست ہے تو آپ کو درست ہونا کیا سخن اور بعضوں نے کہا جائز نہیں کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضوں نے کہا لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز کہا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپ نے کیا بھی یا نہیں اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا اس مسئلہ میں پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہیں محققین کا یہ قول ہے کہ خطا آپ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے اور یہ مقام اسکی تفصیل کا نہیں ہے **عَن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ اَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي مَنْزِلِي فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَاَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهُ اِلَى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوْا وَدُّوْا اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوْا اَنَّهُ اَصَابَهُ شَيْءٌ فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا اِنَّهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِي هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِي اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے ۔ **ف** نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں ایک تو ... یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انس ہیں اور محمود اور عتبان دوسری یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی انس بڑے ہیں محمود سے سن اور علم اور رتبے میں **ف** محمود نے کہا میں مدینہ میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھ کو پہونچی تم سے (تو بیان کرو اسکو) عتبان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بھیجا میں چاہتا ہوں

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جا سے پر تو مین اس جا ئے کو مصلّی بنا لون (یعنے ہمیشہ وہین
نماز پڑہا کرون اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکہہ مین فتور ہو جانے سی مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار تہا) تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسکو خدا نے چاہا اپنے اصحاب مین سے ساتہہ لائے آپ اندر آئے
اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کر رہے تہے (منافقون کا ذکر چہڑ گیا تو اُن کا حال بیان کرنے
لگے اور انکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر اونہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دخشم
کو کہا یا مالک بن دخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) ف صحابہ نے نفاق مین اول درجہ کا اس شخص کو
قرار دیا حالانکہ یہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو
مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لا الہ الا اللہ کہتا محض خدا کے واسطے ف اور چاہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بد دعا کرین وہ مر جاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے
تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنے
مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ
نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپنے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے
لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نہ جاویگا یا اوسکو انگار نہ کہا ویگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو
بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہہ لے اوس نے لکہہ لیا عَنْ اَنَسٍ حَدَّثَنِیْ
عِتْبَانُ بْنُ مَالِکٍ اَنَّہٗ عَمِیَ فَاَرْسَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِیْ
مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُہٗ وَتَغَیَّبَ رَجُلٌ مِّنْہُمْ یُقَالُ لَہٗ مَالِکُ
بْنُ الدُّخَیْشِمِ ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ ترجمہ انس سے روایت ہے حدیث بیان
کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہو گئے تہے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان
پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کر دیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کی لوگ آئے پر ایک شخص
غائب تہا جسکو مالک بن دخشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری ف نووی نے
کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہہ اوپر گذرین ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتہہ تبرک کرنا درست
ہے دوسرے یہ کہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور ان سے ملنا بہتر ہے تیسرے
مفضول کو فاضل سے کچہہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہی نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو پانچوین جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو امامت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو چھٹی حاکم
اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اوس سے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتوین حدیث کا لکھنا درست ہے
کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اسکو لکھہ لینا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت
بھی ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکھنے پر بہروسا کرے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت
اوس کے لیے ہے جو یاد نکر سکے اور بعضون نے کہا ممانعت اسوقت تھی جب حدیث کے ملجانے کا ڈر تھا قرآن کے
ساتھہ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین مین اختلاف تھا حدیث کی کتابت مین لیکن بعد
اجماع ہو گیا ہے کتابت کے درست ہونے پر آٹھوین امام یا عالم کو اپنے لوگ پاس لیجانا درست ہے ملاقات
کے لیے جاوے انتہی باختصار **باب** الدلیل علی ان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم رسولا فھو مؤمن وان ارتکب المعاصی الکبائر **باب** بیان مین اس
کے کہ جو شخص راضی ہو اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے
اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عن** العباس بن عبد المطلب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ
علیہ وسلم رسولا **ترجمہ** عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ چکھا اوس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ف** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی
جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے رستون
پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پھر جسمین یہ صفات ہونگے بیشک ایمان کی حلاوت
اوسکے دل مین معلوم ہوگی اور اسکا مزہ وہ چکھیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح
ہو گیا اور اوس سے دلکو اطمینان ہو گا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزون سے تو یہ دلیل ہے اوسکے کمال معرفت
اور نفاذ بصیرت کی اور اسکے ساتھہ اوسکا دل بھی خوش ہوگا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ
اوسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل مین ایمان بیٹھہ جاتا ہے تو تمام عبادتین اور طاعتین اوسپر
آسان ہو جاتی ہین اور لذت دیتی ہین تحفۃ الاخیار مین ہے خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی
قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت مین اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام پر راضی ہونے

کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ پہٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی
ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکہے اور جسکو یہ بات حاصل نہین اوسکو ایمان
کے مزے سے خبر نہین انتہے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف
اشارہ کیا جو عام مومنون اور مسلمانون کو حاصل نہین پہر دنیا مین انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کچہ نہین ہے تمام
عبادتین اور طاعتین جو کرتے ہین تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالکے کرتے ہین اور دین کے احکام بجالانا اون
کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہین جیسے بہار کے پہار پہر چڑہنا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو پر
پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے قہر درویش برجان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت
اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشون کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتونکا مزہ بہت
آگے چلکر کتنے دنون کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کامونکا
عادی ہو جاویگا تو اوسکو ان کامون مین ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلی کثرت
ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو چند روز تک کیسے ناگوار گذرتے ہین پہر اون مین ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چہوڑنا دشوار
گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہین پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد چہٹ نہین
سکتی پہر ایمان جو روحانی لذت ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کس قدر ہوگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہو سکتا
ہے اوسکو وہی جانے جسنے اوسکا مزہ چکہا ہو۔ آدمی جب دنیا مین مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات
اور حرکات اور تغیرات مین غور کرتا رہتا ہے تو اوسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اس
باب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت مین غلطی کرتا ہے تو ہر
مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اوسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے آخیر مین ایک ایسا
تشتت اور اضطراب اوسکی دلکو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے مین گرفتار ہین اونکو دم بہر
چین نہین اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی مین وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص
کا یہ حال ہو تو سمجہ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے تو رٹتے کیطرح کہتا ہے
پر دل مین اوسکے نور ایمان بالکل نہین اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہین جسنے خداوند کریم کو اپنا
مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتین برلانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا رب اور اچہے
کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنیوالا تمام ایذاؤن اور تکلیفون سے بچانے والا سمجہا اور

دل سے اوسپر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اوسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو تو اپنے مالک کے ارادون پر اور اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب اور مقصد ہے پھر اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیسا خفقان کیسا۔ کارساز ما بفکر کار ما۔ فکر ما در کار ما آزار ما

باب بیان عَدَدِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِیْلَةِ الْحَیَاءِ وَكَوْنِهٖ مِنَ الْاِیْمَانِ

باب بیان مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنیٰ ہے اور شرم اور حیا کی فضیلت اور اوسکا داخل ہونا ایمان مین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یُخْبِرُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین ساٹھہ پر کئی شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخین کہین یا ساٹھہ پر کئی شاخین اور بخاری نے بغیر شک کے ساٹھہ پر کئی روایت کین اور ابوداؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت مین ترمذی کے چونسٹھہ دروازے ایمان کے منقول ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ صحیح کونسی روایت ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھہ پر کئی شاخین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اوسکی معنون مین بھی علمار کا اختلاف ہے کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسی نے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر پر کئی خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور اوپر ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان شاخون کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتین اوسی کی ہین جو تصدیق رکھتے ہین

تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہین نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو
بتلایا کہ افضل ان سب خصلتون مین توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہین ہو سکتی
گویا یہ جڑ ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانون کو ضرر پہونچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ
سے ہٹا دینا اور ان دونون کے بیچ مین بہت سی خصلتین ہین جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور بعضون
نے اسمین کوشش کی ہے مگر اونپر یقین نہین ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تہین
اور انکا نہ پہچاننا ایمان مین کچہ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق
ہو چکی ہین البتہ اجمالا یقین کرنا کہ ایمان کے فضائل اسقدر ہین ضرور ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
حافظ ابن حبان نے کہا ہے مین نے اس حدیث مین ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور طاعات کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی
سے بہت زیادہ ہین پھر مین نے حدیثون کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان مین
شمار کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ ستر پر کئی سے کم ہوئی ہین آخر مین رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور اوسکو غور سے
پڑہا اور جس عبادتون کو اللہ نے ایمان مین داخل کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوتی ہین پھر مین نے
قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتین مکرر ملین اونکو نکال ڈالا تو اللہ اور اوسکے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتین
ملا کر ستر پر کئی ہوئین نہ زیادہ نہ کم جب مین نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتین ہین اور ابن حبان نے ان سب
عبادتون کو اپنی کتاب شعب الایمان مین بیان کیا ہے اور اس فن مین سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے
ابو عبد اللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت
بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہین اور اس سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اس سے بڑہ کر
اور نہین ہین (انتہے کلام النووی) السراج الوہاج مین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے
ہین کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر مین نے قزوینی کی کتاب کا خلاصہ کیا ہے اور اسکا نام الروض
الخصیب رکہا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ
اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ
شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی
یا ساٹھ پر کئی شاخین ہین افضل اون سب مین لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنی اون سب مین راہ مین سے موذی
چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی ف اور ایک روایت مین ہے کہ حیا ایمان مین سے ہے اور دوسری

روایت مین ہے کہ حیا سے نہین ہوتی مگر بہلائی ا۔ ایک روایت مین ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور
استحیا دونون حیاۃ سے نکلے ہین اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہی تو جس شخص کا احساس لطیف ہی اور حیاۃ قوی ہے اوسکی
حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رہ نے کہا حیا نعمتون کا دیکہنا اور اپنی قصورون پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور
اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہیں اخلاق مین فضائل نفس تین رکہے ہین عفت
اور شجاعت اور عدالت پہر حیا عفت کا ایک شعبہ ہی ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ مین کہا کہ حیا رک جانا ہے
نفس کا بری باتین کرنے سی اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہی پہر اسکو
ایمان مین داخل کیا اس لیے کہ کبہی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سی حاصل
ہوتے ہین اور کبہی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی
طرف تو وہ ایمان مین ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہون سے باز رکہتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا
بالکل خیر ہے اور نہین ہوتی اوس سے مگر خیر تو اسمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سی انسان حق بات کہنی
سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبہی حیا کی وجہ سی اوس کے حقوق تلف ہو
جاتی ہین تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ حیا نہین ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضون نے مجازا کہا
ہے لیکن حقیقۃ حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سی روکتی ہے اور اچہی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے
کسی حقدار کے حق مین قصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) **عن** سالم عن
ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یعظ اخاہ فی الحیاء فقال الحیاء من الایمان
ترجمہ سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کررہا
تہا اپنے بہائی کو حیا کے باب مین **ف** یعنی منع کررہا تہا حیا سے اور کہتا تہا حیا بری بات ہی **تب** آپ نے
فرمایا (جانے دی یعنی مت منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان مین داخل ہی دوسری روایت مین ہے مر برجل
من الانصار یعظ اخاہ یعنی آپ گذرے ایک انصاری پر جو نصیحت کررہا تہا اپنے بہائی کو **عن** عمران
بن حصین یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الحیاء لا یاتی الا بخیر فقال
بشیر بن کعب انہ مکتوب فی الحکمۃ ان منہ وقارا ومنہ سکینۃ فقال عمران
احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتحدثنی عن صحفک **ترجمہ** عمران بن حصین
حدیث بیان کررہی تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہین ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے **ف** وقار کہتے ہین سوچ سمجھ کر ایک کام کرنیکو اور اس کے خلاف چھچھور اپن ہے کہ جلدی سے جو خیال مین آوے کرنے لگی اور اسکا انجام نہ سوچے جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بہی وہی وقار کو کہتے ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکے خلاف مین ہے اضطراب و عجلت **ف** عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھسے بیان کرتا ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے **ف** یعنی حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پہر بہی ان سے ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین ہین حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے پہر پیغمبر کا قول جب ملجاوے تو اب حکیمون کی بات ڈہونڈہنا بیکار ہے **عن** اَبِی قَتَادَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ فِی رَھْطٍ وَّ فِیْنَا بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ یَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ قَالَ اَوْ قَالَ اَلْحَیَاءُ کُلُّہٗ خَیْرٌ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ اِنَّا لَنَجِدُ فِی بَعْضِ الْکُتُبِ اَوِ الْحِکْمَۃِ اَنَّ مِنْہُ سَکِیْنَۃً وَّ وَقَارًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَمِنْہُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰی احْمَرَّتَا عَیْنَاہُ وَقَالَ اَلَا اَرَانِی اُحَدِّثُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِیْہِ قَالَ فَاَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِیْثَ قَالَ فَاَعَادَ بُشَیْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُوْلُ اِنَّہٗ مِنَّا یَا اَبَا نُجَیْدٍ اِنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کے پاس ایک رہط مین تہے ہمارے لوگون مین سے (رہط کہتے ہین دس سے کم مردون کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (ابن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب البصری) بہی تہے عمران نے ایک دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا خیر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا ضعف نفس ہے **ف** یعنی بودا پن اور ڈرپوک پنا بزدلی جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اسمین کم ہوتا ہے اور اسکو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اوسکو عربی مین عجز اور خور اور مہانت بہی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سے انسان مین ذلت اور لئامت پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کرسکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بہی نہین کرتا اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین اور درحقیقت یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے یہ بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے دیوجانس حکیم جو یونان میں تھا اوسنے یہی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے
اور اوسکو ترک کرنا چاہیے مراد اوسکی حیا سے یہی صفت رذیلہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے
وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ف** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا انکی آنکھیں لال ہوگئیں اور انہوں نے کہا میں
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** اگرچہ حدیث
میں جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ
میں سے ہے جسکا بیان ابھی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور ادہر بھی
ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ حکیموں نے اس حیا کو برا نہیں کہا ہے بلکہ ضعف نفس
کو جو درحقیقت حیا میں داخل نہیں ہے اور دونوں قولوں میں کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہیں ہے پر چونکہ بشیر نے
حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بھی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسموں پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے
یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کی خلاف میں ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث
کے مقابلے میں بیان کیا اسلیے عمران غصے ہوئے السراج الوہاج میں ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کی صلحا نے
ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے میں کسی اور کا
قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہیں ہو سکتا پھر اسکی بات بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف میں محض بے
وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہیں سب کے اقوال میں
سے کچھ لینے کے قابل ہیں اور کچھ چھوڑنیکے قابل بقول خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ اور مجھے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے
جو ایمان لاوے اللہ پر اور اسکے رسول پر اور قیامت پر کہ اسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر اور کسی کی امت میں سے بات ماننے یا سننے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب
رسالت مآب کی بات پر جنکی شان میں یہ آیت اوتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى **ف** ابو قتادہ
نے کہا عمران نے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے (اور
انہوں نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے اے ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم میں سے
ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمیں کوئی عیب نہیں (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں ہے جیسے تم نے خیال
کیا) **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ **ترجمہ**

دوسری روایت بھی عمران سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب
جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِی
فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِی حَدِیْثِ اَبِی اُسَامَۃَ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ **ترجمہ** سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں
ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اسکو نہ پوچھوں کسی سے آپ کے بعد آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پھر جما
رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم میں
سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنے جن لوگوں نے کہا
پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر جم رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پھر جمے رہے بغیر
ڈگے نہیں توحید سے اور شرک میں نہ پھنسے اور لازم کرلی اونہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے
اسی حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام و من بعدہم کے اور یہی معنی ہیں اس حدیث
کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول میں فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر ساری قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اترے اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے
کہا آپ جلدی بوڑھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑھا کردیا اوستاذ
ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے میں کہا ہے استقامت وہ درجہ ہے کہ جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں
اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال
نہ ہو اوسکی کوشش بے اکارت ہے اور اسکی سعی بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو
بڑے بڑے ہی لوگ کرسکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص اور
صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز
سب نیکیاں نکرسکوگے واسطی نے کہا استقامت وہ خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکی نہونے
سے سب نیکیاں بری ہوجاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبداللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت
کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اس حدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھے کس
چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور
اکثر فتنے اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکما میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو مین کرے اور دیکھتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتین نکل رہی ہین وہ مناسب ہین یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ خلاف مصلحت کے کوئی بات زبان سے نہ نکالے **باب** بَیَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَیُّ اُمُوْرِہٖ اَفْضَلُ اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سے کام اسلام کے افضل ہین **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلا دے (بھوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کرے ہر شخص سے خواہ تو اوسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث مین بیان ہوئی کہ ہر مسلمان سے سلام علیک کرے خواہ اوسے پہچانتا ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگون نے اختیار کی ہے کہ اوسی شخص کو سلام کرتے ہین جس کو پہچانتے ہون اچھی نہین **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا وہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہین (یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے) **عن** جَابِرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہین **عن** اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ **ترجمہ** ابو موسی اشعری سے روایت ہے مین نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہین **عن** بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ **ترجمہ** ابو بردہ برید بن عبد اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین یون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبھی اوسکو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہین یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام مین سلام اور اطعام

فقال

یعنے کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپ نے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے
رکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اوسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتہہ سی دوسرے
مسلمان بچے رہین تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جس مین یہ صفت
نہ ہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کہانا کہلانا اور سخاوت کرنا اور
مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ
زبان سی ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت نکرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو یک
دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکہنے کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکہنا اور
اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا
چوتھی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوسے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص
کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کی واسطے اللہ تعالی کی چہٹی ارشاد
ہے تواضع اور انکسار کیطرف جو شعار ہے اسلام کا **باب** بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ
بیان اون خصلتون کا جن سی ایمان کا مزہ ملتا ہے **عَنْ** أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ
مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ
أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ **ترجمہ** انس سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سی ایمان کی مٹہاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اُس کے
رسول سی دوسرے سب لوگون سی زیادہ محبت رکہی دوسری یہ دوستی رکہے کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے
(یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کفر کو پہر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اُسکو نجات
دی اوسے ایسا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام
کی اصلون مین سی علما نے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنی یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اُٹہانے مین خدا اور
رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی
کو مقدم رکہے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اُسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

کا مزہ چکھا اوس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھ اور اسلام کے
دین کے ساتھ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان کی محبت
اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جسکا ایمان اور یقین زوردار ہی اور اوسکے
دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہو اور ایمان اوسکے گوشت اور خون میں اتر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس
نے ایمان کی مٹھاس پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے خدا کی محبت کا اور بعضوں نے کہا خدا کی محبت
یہ ہی کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی سے تو جو خدا کو پسند ہو وہ ہی اوسکو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند
وہ ہی اوسکو ناپسند ہو اور اس باب میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ
ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو اون چیزوں کیطرف ہوتا ہی جو بالطبع انسان کو مرغوب
ہیں جیسے خوبصورتی خوش آوازی کھانے کا ذائقہ اور کبھی اون چیزوں کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے
جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے اوسپر احسان کیا ہو یا مصیبت
سے بچایا ہو اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور
باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ میں موجود تھے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہی کہ
سب مسلمانوں کی گردن پر ہے اونکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پھر خداوند کریم کا احسان تو
سب سے زیادہ ہے کیونکہ اوسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت
ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ
اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہی باقی سب کی بالعرض یعنی خدا کی محبت
کے ذیل میں اور جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شی سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہی یحبونہم
کحب اللہ یہ صفت ہی مشرکین کی اور مومنوں کی یہ صفت ہی والذین آمنوا اشد حبا للہ (نووی سے زیادہ) عن
انسٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثٌ من کن فیہ وجد طعم الایمان من کان
یحب المرء لا یحبہ الا للہ ومن کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن کان ان
یلقی فی النار احب الیہ من ان یرجع فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ ۔ ترجمہ انس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جسمیں ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکھے کسی سے پھر نہ رکھے
ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے

اور سب لوگوں یا چیزوں سے زیادہ اور جو انگار میں ڈالا جانا پسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نکرے جب خدا نے
اوسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو پہلے کافر یا مشرک تہے پھر خدا نے انکو اسلام سے مشرف فرمایا تو
انکا اسلام انکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہوں کہ انگار میں گرنا قبول کریں پر کفر قبول نکریں عن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنحو حدیثہم غیر انہ قال من ان یرجع
یہودیا او نصرانیا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اوس میں یہ ہے کہ انگار میں گرنا اوسکو پسند ہو
پر یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہو **باب** وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من
الاہل والولد والوالد والناس اجمعین واطلاق عدم الایمان علی من لم یحبہ ہذہ المحبۃ
ترجمہ باب اس بات کے بیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا بی بی اور اولاد اور ماں باپ
اور سب لوگوں سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہیں عن انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد وفی حدیث عبد الوارث الرجل حتی اکون احب
الیہ من اہلہ ومالہ والناس اجمعین **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے زیادہ نہو
ف خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے
تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزوں پر مقدم رکھے
ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہو جاویں تو قبول کرے پر خدا اور اوسکے رسول کی نافرمانی ہرگز
اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جسپر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی
ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو اوستاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار
کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤں سے ہوتی ہے
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتوں کو اپنی محبت میں جمع کر دیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوس پر زیادہ ہے اوسکے باپ
اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر
ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپکی سنت کی مدد
کرنا اور آپکی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہو جاوے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے
۔۔۔ ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سب سے زیادہ دل میں
نہو اور جس کو یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہیں ہے (نووی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَ
النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن
نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو **بَابُ** الدَّلِيْلِ
عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ ایمان کی خصلت یہ
ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے (یعنے بھلائی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ
مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے
مومن نہیں ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علما نے کہا
مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا ورنہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ
اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے
نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور
محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی
مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے اُس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا
کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہو البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا
ہو اوس پر بہت دشوار ہے خدا بچاوے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی
بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اسمیں کچھ ضرر نہو تو اوسے خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی
اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ اَوْ قَالَ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ میں میری جان
ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے ہمسائے یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

باب بَيَانِ تَحْرِيْمِ اِيْذَاءِ الْجَارِ ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوس کے مکر و فساد سے محفوظ نہیں ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھکو صدمہ نہ پہونچے اوس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت میں نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اسکو جنت میں جانا جنت کھلتے ہی نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جاوے گا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلون کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا بلکہ چند روز عذاب دیا جاوے گا۔ یا معاف کیا جاویگا پھر جنت میں جاویگا۔ بہرحال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اوسکو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **باب** اَلْحَثِّ عَلَى اِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّيْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مِنَ الْاِيْمَانِ ہمسائے اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور یہ باتیں ایمان میں داخل ہونا **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے پھر جب ہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولیٰ ہے کیونکہ مباح باتیں لیجاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ یعنی جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے طیار ہے (اوسکے لکھنے کو) اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلے میں کہ انسان کے سب کلام کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جنمیں عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا ہوگا
اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے
سے کو مباح ہون حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہو جاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہو کہ انسان کو
بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اوسکو یہ امر متحقق ہو کہ اوس بات سے کچھ نقصان نہین تو اوس بات کو کہے اور
اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام
آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام
یہ ہے کہ چھوڑ دے اوس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لاتغضب یعنی
غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص
چاہتا ہے اور استاذ ابو القاسم قشیری رح نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہے مردون کی جیسے بولنا موقع
پر نہایت عمدہ خصلت ہے اور مین نے سنا ابو علی دقاق سے وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہان
موقع ہو حق بات بیان کرنیکا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن ارباب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے
وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور اسمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے
اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن
ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجھے گا وہ
بے فائدہ بات کم کریگا اور ذو النون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنیوالا وہ شخص ہے
جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر
داری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے
اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے
اوسکو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسایے کے ساتھ سلوک
کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجھکو وصیت کرتے تھے ہمسایہ
کے ساتھ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجھا جبرئیل اوسکو ترکہ بھی دلادینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا
طریقہ ہے اور خصلت ہے پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہے اور
دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پہر وہ دیوین تمکو کچہ بطور مہمانی کے تو قبول کر لو اوسکو اور جو نہ دیوین تو لے لو اون سے مہمانی کا حق اور اکثر فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ جائزہ ضیافت کا ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے بہی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی وجب نہین کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ کو ایک ساتھہ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتہہ سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری اور خاطر داری واجب تہی پہر اختلاف کیا ہے علما نے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہے یا صرف جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونون پر واجب ہے اور مالک اور سحنون نے کہا کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر کو ٹہرنے کی جگہ ملجاتی ہے سرا وغیرہ مین اور کہانے پینے کی چیزین بہی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نہ ستاوے اپنے ہمسایے کو اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اچہی بات کہے یا چپ رہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ حَصِیْنٍ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِهٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہے کہ احسان کرے اپنے ہمسایے کے ساتہہ **عَنْ** اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِهٖ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابو شریح خزاعی (خویلد بن عمرو یا عبد الرحمن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نیکی کرے اپنے ہمسایہ کے ساتہہ اور جو شخص

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتھ اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن
پر وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ رہے **باب** بیانِ کونِ النّھی عن
المنکرِ من الایمانِ وانّ الایمانَ یزید وینقص بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان
گھٹتا بڑھتا ہے **عن** طارقِ بنِ شھابٍ قال اوّل من بدأ بالخطبةِ یومَ العیدِ قبلَ الصّلوۃِ
مروانُ فقام الیہِ رجلٌ فقال الصّلوۃُ قبلَ الخطبةِ فقال قد تُرِکَ ما ھنالک قال ابو سعیدٍ
اَمّا ھٰذا فقد قضٰی ما علیہِ سمعتُ رسولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم یقول من رأی منکم
منکرًا فلیُغیّرہُ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ فان لم یستطع فبقلبہٖ وذٰلک اضعفُ
الایمانِ **ترجمہ** طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز
سے پہلے وہ مروان تھا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفائے بنی امیہ میں سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا
اختلاف ہے اس باب میں بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑھا ہے اور بعضوں
نے کہا حضرت عمرؓ نے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چل دیتے تھے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نہ کرتے
اور بعضوں نے کہا اسمیں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز مل جاوے اور جو لوگ دیر میں آویں ان کو
بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضہ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبداللہ بن زبیر نے کیا
(پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھی عید کی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں
کے فقہا کا اور بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا
گیا بنی امیہ کے خلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا اور یہی روایتیں
ابو سعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک
سنت ثابت ہو چکی تھی برخلاف اسکے جو مروان نے کیا تھا اور یہی ابو سعید نے کہنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو اسکو مٹاوے اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت
کے خلاف ہوگا اور اسپر عمل نہ ہوا ہوگا زمانہ سابق میں اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے
ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی) **ف** اور سوت
ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑھنا چاہیے خطبے سے پہلے مروان نے کہا یہ بات سو موقوف کر دی گئی **ف** اس مقام

پہر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابوسعید خدری نے خود کیون نہین منع کیا اس بُرے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اوٹہا اور اُس نے کہا اوسکا جواب یہ ہی کہ شاید ابوسعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہونگے تو اس شخص نے اعتراض کیا پہر ابوسعید آگئے ہون گے اور احتمال ہے کہ ابوسعید پہلے سے موجود ہون لیکن انہون نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا کسی اور کے لیے یا فتنے کا تو ساقط ہوگیا اون سے انکار جو واجب تہا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنی نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت مین بلکہ مستحب ہی اور احتمال ہے کہ ابوسعید نے انکار کا قصد کیا ہو استنے مین اس شخص نے جلدی سے کہدیا پہر ابوسعید نے اوسکی تایید کی اور دوسری روایت مین جسکو بخاری اور مسلم دونون نے نکالا باب صلوۃ العید مین یہ ہے کہ ابوسعید نے خود مروان کا ہاتہ کہینچا جب اوسکو منبر پر جاتے دیکہا اور مروان اور ابوسعید ساتہ آئے تہے پہر مروان نے ابوسعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہی کہ یہ موقع دوبار ہوا ہو

ف ابوسعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص تم مین سے کسی مُنکَر (یعنے خلاف شرع کام) کو دیکہے تو اُسکو مٹا دیوے اپنے ہاتہ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اتنی بہی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمین اُسکو برا جانے اور اُس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ ہے ایمان کا اگر یہ بہی نہ ہو اور دلمین بہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہوگیا اور کفر جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو مٹاوے اور بگاڑ دے ہاتہ یا زبان سے یہ امر وجوب کے لیے ہی باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت مین داخل ہے جو خود دین ہے اور نہین خلاف کیا اسمین کسی نے سوا چند رافضیون کے اور اُن کے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے بہی کہا کہ اون کے خلاف کا اس مسئلہ مین اعتبار نکرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانون کا اتفاق ہو چکا تہا اسکے وجوب پر رافضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہی نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہی اور یہ جو فرمایا اللہ تعالی نے لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ یعنی اے ایمان والو تم اپنے تئین سنبہالو تمہین دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچہ نقصان نہوگا جب تم ہدایت پاؤگے یہ ہمارے مذہب کے خلاف مین نہین کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہین کہ جب تم سب احکام کو جو تم پہ واجب ہین بجا لاؤگے تو دوسرون کی تقصیر سے تمکو ضرر نہوگا جیسے دوسری جگہہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک کا بوجہہ دوسرا نہ اوٹہاوے گا پہر جب کسی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اوس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اُسی پر رہیگا جس نے بُرا کام کیا ۔ یہ بہی جاننا چاہیے کہ اچہی بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہی اگر بعضون نے کر دیا تو سب کے

دوسرے سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہونگے اور بعض مقاموں مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے
اُس مقام مین کوئی نہو سوا اُسکے یا وسی کے حکم سے وہ کام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام
کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے ۔ علما نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہوگا جب
بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم
کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے بُرے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نمانے منوانا اس کا فرض نہین ہے جیسے
اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہنچا دینا ۔ علما نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ
شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ
خود تقصیروار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پہر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی
ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کر سکتا ہے امام الحرمین نے کہا
دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب زمانے مین عام ادنے ادنے مسلمان خود
حاکمونکو بُری باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُنپر نہ
بگڑتے پہر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اُنکو سمجھا دیتے کہ تمہارا
یہ عہدہ نہین ہے ۔ یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلے کو جانتا ہو اگر وہ بات
مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا
ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ اُنکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب
علماء کا ہے پہر علماء کو بھی اُس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اوسمین کسی فریق کو دوسرے
فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک
ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہو سکتا اور جو معین بہی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطاے اجتہادی کے پر اگر
نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجہا دے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا
چاہیے حتی المقدور جب کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ
ابو الحسن ماوردی البصری شافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکہا ہے کہ علماء کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ
اگر بادشاہ کسی کو محتسب بناوے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا
نہین لیکن صحیح یہ ہے کہ محتسب نہین لا سکتا (اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور سن بعدہم کا اختلاف رہا تو محتسب پر کوئی انکار کرے
محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اسیطرح علما نے کہا ہی کہ مفتی اور قاضی کو نہین پہونچتا کہ اپنے مخالف پر
اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بہت ضایع ہوگیا مدت دراز سے اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر
مدار تھا دین کا اور جب برایان بہت پہیلین گی تو عذاب الٰہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے
نہ روکین گے تو خدا تعالی سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالی نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ
الآیۃ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے پہونچیگا اونکو ایک فتنہ یا دکہہ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا
طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکھے یعنے امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اوسحالت مین جب وہ موقوف ہوگیا ہے اور اپنی نیت
خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوس سے خوف نکرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بہروسا کرے اللہ پر اوسکو بسہی ہے اور الی
اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم اُنکو اپنی راہ بتلا وین گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ
وہ چہوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور اُنکی آزمایش نہ ہوگی اور ان سے پہلے جو لوگ گذر گئے اونکو بہی ہم نے
آزمایا تو البتہ اللہ تعالی جانیگا ان لوگونکو جو سچے ہین اور اُن لوگونکو جو جہوٹے ہین اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اُتنا ہی زیادہ ملتا ہے
جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت اور سستی کی وجہ سے بہی ترک نہ کرنا چاہیے اور
اپنی سرخروئی اور رتبہ بڑہانیکے لیے بہی نہین اسلیے کہ دوستی اور محبت سے تو اُسکا حق اسپر ہوگیا اور وہ حق یہ ہے کہ اُسکو نصیحت کرے
اور آخرت کی بہلائی بتلا دے اور مضر اور مہلک باتون سے بچا دے اور دوست اور عزیز آدمی کا وہی ہے جو اوسکی
آخرت کی بہلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت
کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسیوجہ سے اور پیغمبر
جو مومنون کے دوست سمجھے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اون کے آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ
تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور
اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اُسکو چاہیے کہ نرمی
کرے تاکہ لوگ جلدی اوسپر عمل کرین امام شافعی رح نے فرمایا جس شخص نے اپنے بہائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوسنے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جسنے کہلم کہلا نصیحت کی اوسنے اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس باب مین ایک
کام وہ ہی جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکہتے ہین عیب دار چیز بیچتے ہوئے پہر اوسکو منع نہین کرتے
اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سی اور یہ ایک بڑی خطا ہی اور علما نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو
جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہی اوس پر واجب ہی کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کر دے
لیکن طریقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو ہاتہہ سی بگاڑے اگر یہ نہو سکے تو زبان سے
اگر یہ نہو سکے تو دل سی دل سی بگاڑنے کا مطلب یہی کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہو سکتا مگر
کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار اسیقدر ہی اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے سب سے کم درجہ ایمان کا یہی یعنی یہ ایک ادنی ثمرہ ہے ایمان
کا کہ دل سی بری کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہی بری کام کے بگاڑنے
مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہی کہ جس طرح سی ہو سکی بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون
انکو ہاتہہ سی توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہا دیوے یا دوسرے سے بہوا دی اور زبردستی سی چہین لی چیز جو چہین
کر خود اوسکی مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جس سی
شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہی کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسی مستحب ہی یہ بات کہ بگاڑنیوالا خود صالح اور صاحب فضیلت
ہو اور جو شخص انتہا درجہ پر گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو اوس پر سختی بہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی
سی فائدہ ہوگا اور خوف نہو دوسرے مفسدی کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتہہ سی بگاڑنے مین اور کوئی خرابی مفسدہ
پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہی اور صرف زبان سی نصیحت کرے اور ڈرا دے
خدا کے عذاب سی اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سی کہنے مین بہی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سی اوسکو برا سمجہکر اور
چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہی حدیث سی اگر خدا نے چاہا اور جو اوسکو کوئی مددگار ملی تو اوس سے مدد لیوی پر ہتہیار نہ
اوٹہاوی اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اوسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا
صرف دل سی اوسکو برا سمجہے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہی محققین علما کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ ہر حال مین زبان سی
کہہ دیوے پہر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا رعیت
مین سی ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتہیار نہ
اوٹہاوی اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر بادشاہ بہی ظالم برسر فساد ہو اور شریعت کی مخالفت سی
باز نہ آوی اور سمجہانے سی نہ سمجہی تو سب مسلمان جو صاحب الرای ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سی اوتار دین اگرچہ

اسمین ہتہیار اوٹہانیکی ضرورت پڑی اور خون ریزی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب
ہے اور محمول ہے اس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی فساد کا ڈر نہو جو اس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف
کرنیوالے کو تجسس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہیں بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اسکو بگاڑے یہ کلام ہے امام الحرمین کا
اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو بحث کرنا نہیں چاہیے اون گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں پہر اگر گمان
غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اسمین دو قسمیں ہیں ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد
وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کے ساتھہ تنہائی مین زنا کرنا چاہتا
ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فورًا محتسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اوس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی
طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو انکو بہی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اسمین تجسس اور
کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کردے اور گھر کے اندر + نہ گھسے اور
ماوردی نے احکام سلطانیہ کے آخر مین ایک عمدہ باب احتساب کے باب مین لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کے قاعدون پر اور ہم نے اس مقام مین اوسکے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مفید ہے
اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ
اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ ترجمہ ابوسعید سے
دوسری روایت بھی ایسی ہے ف السراج الوہاج مین ہے کہ مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر
قول الجمیل مین ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملایمت کے ساتھہ ہو اور سختی اور شدت
بادشاہوں کو زیبا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ بحث کرو ان سے اچھی طور سے وضو اور
نماز مین امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلا کسی کو دیکھے وہ پاؤن اچھی طرح نہیں دہوتا تو یہ حدیث سنادے خرابی ہے کونچون
کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑہتا تو یہ حدیث سنادے پہر نماز پڑہ کیونکہ تو نے نہیں پڑہی اور لباس اور کلام
وغیرہ مین اسیطرح سے اللہ تعالی نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم مین ہونا چاہیں کچھ لوگ جو بلادیں نیکی کیطرف حکم کریں اچھی بات
کا اور منع کریں بری بات سے اور وہی لوگ ہیں چھٹکارا پانے والے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِی اُمَّۃٍ قَبْلِی اِلَّا کَانَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِیَدِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِلِسَانِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِقَلْبِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ بِہٖ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ فَاَنْکَرَہٗ عَلَیَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَنَزَلَ بِقَنَاۃَ فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَعُوْدُہٗ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَاَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ہٰذَا الْحَدِیْثِ فَحَدَّثَنِیْہِ کَمَا حَدَّثْتُہٗ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذٰلِکَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھ سے آگے اللہ تعالی نے ایسا نہین بھیجا جس کے حواری نہون اسکی امت مین سے ف حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہون یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہون خلافت کے پیغمبر کے بعد ف اور اصحاب جو اسکی طریقہ پر چلتے ہین اور اوس کے حکم کی پیروی کرتے ہین پھر اون لوگون کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہین جو زبان سے کہتے ہین اور کرتے نہین اور کرتے ہین اُن کامون کو جنکا حکم نہین پھر جو کوئی ان نالائقون سے لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو بُرا کہے انکی باتون کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی اُن سے لڑے دل سے (انکو بُرا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہین (یعنی اگر دل سے بھی برا نجانے تو اُس مین ذرہ برابر بھی ایمان نہین) ابو رافع (جنہون نے روایت کیا اس حدیث کو ابن مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا مین نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے بیان کی اُنہون نے نہ مانا اور انکار کیا مجھپر اتفاق سے عبد اللہ بن مسعود آئے اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیون مین سے) ف نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین اور اکثر نسخون مین یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالون نے بفنائہ روایت کیا ہے فا موحدہ سے اور فنا کہتے ہین اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابو عوانہ اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفنائہ ظاہر اً تصحیف ف مین اترے تو عبد اللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گیے عبد اللہ بن مسعود کی عیادت کو مین اون کے ساتھ گیا جب ہم بیٹھے تو مین نے عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہون نے اسیطرح بیان کیا جیسے مین نے ابن عمر سے بیان کیا

کیا تھا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے **ف** یعنی صالح بن کیسان نے کہا
کہ یہ حدیث ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود
کا ذکر نہیں اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح باختصار ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث
کو نقل کیا ہے ابو علی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کی کلام
سے نہیں ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہیں کہ صبر کرو ایسے وقت میں یہانتک کہ مجھ سے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور
شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اسکی اسناد میں حارث بن فضیل انصاری ہے
ابو عبد اللہ مدنی یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اسکا ذکر ضعفا
کی کتابوں میں نہیں پایا علاوہ اسکے حارث متفرد نہیں ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اوسکی دوسرے نے جیسے صالح
بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے انہیں
سے ایک روایت ہے ابو واقد لیثی کی ابن مسعود سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی
ہے کہ صبر کرو تم یہانتک کہ ملو مجھسے تو یہ اوس موقع پر ہے جہاں قتل اور خونریزی اور فتنوں کا ڈر ہو اور اس حدیث میں
جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرنیکا ہاتھ سے اور زبان سے وہ اوس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اوٹھ کھڑے ہونے
کا ڈر نہ ہو علاوہ اسکے اس حدیث میں اگلی امتوں کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے تمام ہوا کلام ابو عمرو کا
اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح اس حدیث میں بہت عجیب ہے (انتہی ما قال النووی) السراج الوہاج میں ہے
کہ اگرچہ اس حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت میں بھی ہوگا
اس قول سے فمن جاہدہم یعنی جو کوئی اون سے جہاد کرے ترکی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے آپنے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی اخیر حدیث تک
نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں چار تابعی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور
عبد الرحمن اور ایسا ہی ایک اسناد پہلے گذر چکا ہے اور میں نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادوں
میں اون میں بعضے اسناد ایسے بھی ہیں جنمیں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار تابعی ایک دوسرے
سے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا کَانَ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا
وَکَانَ لَہٗ حَوَارِیُّوْنَ یَھْتَدُوْنَ بِھَدْیِہٖ وَیَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِہٖ مِثْلَ حَدِیْثِ صَالِحٍ وَلَمْ یَذْکُرْ
قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَہٗ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جسکے حواری نہون وہ چلتے ہین اوسکی راہ پر اور عمل کرتے ہین اُسکی سنت پر پہر بیان
کیا روایت کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر ہمین ابن مسعود کے آنیکا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

باب تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ
ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ
نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ
الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِیْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ ترجمہ ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھہ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی
جانب مدینہ سے اوسمین بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا وہان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ ایمان ادہر
ہے اور کڑا پن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اپنے اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جدہر سے
شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین **ف** غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور
اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے
مستقبل قرار دیا ہے جسکا مونہ پورب کیطرف ہے اور پیٹ اوسکی پچہان کیطرف اول حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کرکے
اُنکی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اُنکی مذمت کی یعنی
قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تہے اسواسطے کہ وے اسلام کے بہت مخالف ہے شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج
ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اُس پر رکہدیتا ہے
تاکہ کافرون کا سجدہ اوسیکو ہو (تحفۃ الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اُسکی سر کے دونون کونے
ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بہیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے
کہا اوسکے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے
جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تہا کیونکہ اُسوقت پورب
کی جانب جو ملک واقع تہے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تہا اور
نرا کفر ہی کفر تہا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بہی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بہی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہوگا
اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی
تہے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانہ مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور سٹا دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہوتا لاکہون مسلمانون کا اون کے ہاتہہ سے تاریخ مین مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تہا جسکی مثل اسلام مین بہت کم ہوا ہے پہر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنون کی خبر دوسری حدیثون مین بہی حضرت نے دی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہین ایمان بہی یمن کا ہے اور فقہ بہی یمن کی اور حکمت بہی یمن کی **ف** نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پہیرا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکے سے ہوا پہر مدینہ سے ابو عبید معرب کے امام نے اس باب مین چند قول بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تہامہ مین ہے اور تہامہ ملک یمن مین داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونون ہین اس لیے کہ یہ حدیث آپنے تبوک مین فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہین تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے سمت کیطرف اور مراد آپکی مکہ اور مدینہ سے تہی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اسوقت مکہ اور مدینہ دونون یمن کے سمت مین تہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ مین واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ یمن کیجانب واقع ہے تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہین اسلیے کہ انصار اصل مین یمن کے رہنے والے تہے پہر ایمان نسبت دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تہے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگون نے اور یہی قول اچہا ہے سب سے شیخ ابو عمرو نے کہا اگر ابو عبید اور جو اوس کے تابع ہوے حدیث کے الفاظ کو دیکہتے اور اوسمین تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چہوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہین اسلیے کہ ایک روایت مین ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ خطاب ہے انصار کیطرف تو ضرور یمن والون سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہونگے اسیطرح پر اس روایت مین جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہین آئے تہے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکی عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ نرم دل ہین پہر اوس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بہی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگون کیطرف جو یمن سے آئے تہے نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکہنے سے کوئی مانع نہین ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچہی طرح اوس پر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہین اوس شخص کیطرف اور یمن والون کا ایسا ہی حال تہا اوس وقت ایمان مین اور اون لوگون کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے یمن والون مین سے اور آپ کی وفات کے بعد بہی بعض یمن والے ایمان مین ایسے ہی کامل گذرے ہین جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہما اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تہے اور ایمان قوی تہا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کر ہے کہ وہ کامل تہی ایمان مین اور اسکے یہ غرض نہین ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہین ہین اس صورت
مین اس حدیث مین اسا اس حدیث مین کہ ایمان حجاز مین ہے منافاۃ نہ ہوگی پہر مراد اس حدیث مین یمن والون سے وہی لوگ
والے ہین جو اسوقت مین موجود تہے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہین نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ
کا شکر کرتے ہین کہ اوسنے ہمکو سیدہی راہ بتلائی انتہی اور سراج الوہاج مین ہے کہ لفظ سے نہ نکلنا کچہ یمن والون سے خاص
نہین بلکہ یہ حکم ہر حدیث مین چل سکتا ہے جسمین کسی ملک والون کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتیں
جو یمن والون کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت مین آئی ہین اون روایتون سے اب تک لوگ اوس ملک والون
کی فضیلت نکالتے ہین اس لیے کہ اصل کی تاثیر فروع مین ضرور ہوتی ہے پہر تجربے سے بہی یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن مین رہا ہے ہر زمانہ مین ویسا اور کسی ملک مین نہین رہا جیسے اس کی طرف آئندہ
اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے
تو کوئی وجہ نہین کہ حدیث کو خاص کرین اون لوگون سے جو موجود تہے اوس زمانے مین اور اسکی رحمت اس سے زیادہ
وسیع ہے انتہی - یہ جو فرمایا فقہ بہی یمن کے ہے تو فقہ سے مراد یہان دین کی سمجہ اور بوجہہ ہے پہر اصطلاح شرع مین اہل اصول
نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتہہ پہر فرمایا کہ حکمت بہی یمن کی ہے
حکمت کے باب مین کئی قول ہین لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اُس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور
اُسکی وجہ سے بصیرت کہل جاتی ہے اور نفس درست ہوجاتا ہے اور حق معلوم ہوجاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے
اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمین یہ سب باتین موجود ہون ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ نصیحت
کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کیطرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہے اور حکم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث
مین ان الشعر لحکمۃ یعنے بعضے شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور سراج الوہاج مین ہے کہ حکمت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہین جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
کی تفسیر یونہی کی ہے اسیطرح اس آیہ کی اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی توصاف حدیث کے معنون
مین بہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جسپر حدیث کی کتابین مشتمل ہین اور یہ جو فرمایا کہ بعضے شعر حکمت ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ بعضے شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچہی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح
وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہین وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اوس کے قریب ہین اور ایک دلیل اس
بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اُسکے ساتہہ وصف کر کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیون

یمن سے اور اس مین شہادت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سی یمن اور اہل یمن پر کہ اون مین ایمان ہے اور حکمت
ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہی کہ اس سے بڑہ کر دوسری فضیلت نہین اور کئی ایک آیتین اور حدیثین اون
کی شان مین اور اونکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین اونکو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف مین بیان کیا ہی
اور مین نے اونکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکہا ہے اون مین سی
حظیرۃ القدس ہے اور ریاض المرتاض اور مین نے اہل یمن مین سی چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والی تہے
کتاب اتحاف النبلاء اور التاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سی
ہمکو اہل یمن سی توسل ہے انتہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ
ابوہریرہ سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ یَمَانٍ
وَّالْحِكْمَةُ یَمَانِیَةٌ ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے
پاس یمن والے اونکے قلب ضعیف ہین اور فواد نرم ہین ف فواد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور
بعضون نے کہا فواد مغائر ہے قلب کے اور عین ہے قلب کی اور بعضون نے کہا فواد باطن قلب ہی اور بعضون نے کہا پردہ ہی
قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اوسمین خوف ہی خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم
ہے سختی اور قسوت سی جیسے اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک ف
فقہ یمنی ہے اور حکمت بہی یمنی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ
وَالسَّكِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی
مشرق کیطرف ہی اور بڑائی مارنا اور گہمنڈ کرنا گہوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلّاتے ہین ف
حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اس کے معنون مین اختلاف ہی ابوعمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فدّاد کی بہ تشدید
دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کہیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکن
انکار کیا ہے اسکا اوروں نے اور کہا فدادین فدید سے ہی جسکے معنے ہی چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو
اونٹون اور گہوڑون اور کہیتون مین چلّایا کرتے ہین اور حد درجہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابوعبیدہ نے کہا
فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دوسو سی لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاخیار مین ہے کہ جانورون

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والی بیشتر مسکین ہوتے
ہیں اسیواسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا **ت** اور وبروالے ہیں **ف** وہ کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کے
اور یہ اونٹ والوں پاس ہونگے نہ گھوڑے والوں پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ
دونوں ہوں **ت** اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے **عن** ابی هریرة ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال الایمان یمان والکفر قبل المشرق والسكينة فی اهل
الغنم والفخر والرياء فی الفدادین اهل الخیل والوبر **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کیطرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں
میں ہے اور گھمنڈ اور دکھلانا شور کرنیوالوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں **عن** ابی هریرة
قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الفخر والخیلاء فی الفدادین اهل الوبر
والسكينة فی اهل الغنم **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گھمنڈ شور کرنیوالوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکینی بکری والوں
میں ہے **عن** الزهری بهذا الاسناد مثله وزاد الایمان یمان والحکمة یمانیة **ترجمہ**
زہری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بھی یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے ۔
عن ابی هریرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول جاء اهل الیمن هم ارق
افئدة واضعف قلوبا الایمان یمان والحکمة یمانیة والسكينة فی اهل الغنم والفخر
والخیلاء فی الفدادین اهل الوبر قبل مطلع الشمس **ترجمہ** اوپر گذر چکا **عن** ابی هریرة
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاکم اهل الیمن هم الین قلوبا وارق
افئدة الایمان یمان والحکمة یمانیة راس الکفر قبل المشرق **عن** الاعمش
بهذا الاسناد ولم یذکر راس الکفر قبل المشرق **عن** الاعمش بهذا الاسناد مثل حدیث
جریر وزاد والفخر والخیلاء فی اصحاب الابل والسكينة والوقار فی اصحاب الشاء
ترجمہ ان سب حدیثوں کا اوپر گذرا اخیر کی روایت میں یوں ہے کہ گھمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والوں میں ہے اور
سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے **عن** جابر بن عبد الله یقول قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم غلظ القلوب والجفاء فی المشرق والایمان فی اهل الحجاز **ترجمہ**

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی سختی اور کہر اپن پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں **ف** مدینے سے مشرق کیطرف مضر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جسمیں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں سراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں مذمت ہے مشرق کی اور تعریف ہے حجاز کے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانے کی پہر اللہ تعالی نے اپنا فضل کیا ہندوستان پر اور اوسمیں اسلام اور مسلمانوں کو پہیلایا اور بہت سے ہند کے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جسکو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے ہیں اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتاب اور سنت پر اور وہ جو بعضے بدعتی ہند کے رہنے والے اس حدیث سے یہ بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی جو نجد سے نکلکر حجاز میں آئے تھے اور انہوں نے توحید کو پہیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ اونکا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام اون ممالک کو شامل ہے جو پورب کی جانب ہے مدینہ منورہ سے خواہ عراق ہو یا ہند ہو یا سند اور شیخ محمد بن عبدالوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے پہر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہو گئے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے ایک شخص کے باب میں آپ نے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تھا کہ نجات پائی اوس نے اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا انتہی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے قرن شیطان کا نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علما موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالی اسکے شر سے تمام مسلمانوں کو بچا دے آمین یا رب العالمین

باب بَیَانِ اَنَّہٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَاَنَّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِحُصُوْلِھَا جنت میں وہی جاوینگے جو مومن ہیں اور مومنوں سے محبت رکہنا ایمان میں داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا

اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاؤگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان دار نہ ہوگے جب تک آپس مین
ایک دوسرے سے محبت نہ رکھوگے اور مین بتلاؤن تمکو وہ چیز جب تم اوسکو کرو تو آپس مین محبت ہوجاوے رائج کرو سلام
کو آپس مین **ف** ایمان دار نہ ہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکھوگے ایکدوسرے سے اور سلام
کے رائج کرنے سے یہ معنی ہین کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اُس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت
کا اور کنجی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کے دلون مین جمتی ہے اور انکی علامت
ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو تمیز دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور اُسمین ریاضت ہے نفس کے
اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے
کہا تین باتین ہین جس نے اُنکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنی نفس سے دوسرے سلام کرنا
سبکو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعا روایت کیا اور سلام مین
ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اُس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو مٹنے والا ہے
نیکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے نہ کسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو
ذکر النووی تحفۃ الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت
پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے اسواسطے محبت حاصل
ہوتی ہے کہ دعای خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو اپنا
دوست جانتا ہے تو آپ بھی اُس سے محبت کرتا ہے ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور
سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہو سکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی
کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے
سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پر کمر باندھتے ہین محبت اور خیر خواہی کی چیز اون الٹون کے نزدیک عداوت کا سبب
ہوگئی انتہی مترجم کہتا ہے مینے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا وہ وہ لوگ ہین جو نہایت کے
جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بھی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر وطنی لوگون سے کوئی ہندی زبان مین
کہے خدا آپکو سلامت رکھے جو بعینہ سلام علیک کی معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہ ہے کہ اون کو
سلام علیک کے معنے بتلا دیے جاوین اور یہ سمجھا دیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

بادشاہ تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ شعار ہے اسلام کا پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تمکو کون پوچھتا ہے اگر اس برے خیال کو ترک نکروگے
تو اسلام سے خارج ہو جاؤ اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے عَنِ الْاَعْمَشِ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعٰوِيَةَ وَوَكِيْعٍ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور
مین یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ بہشت مین نہ جاؤگے
جب تک ایمان نہ لاؤگے اخیر تک **باب** بَيَانِ اَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ دین خیر خواہی کو کہتے ہین اور سچائے
اور خلوص کو عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ
قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ ترجمہ تمیم داری سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہمنے کہا کس کی خیر خواہی آپنے فرمایا اللہ کی اور اوس کی
کتاب کی اور اوسکے رسول کی اور حاکمون کی مسلمانون کی اور سب مسلمانون کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم
الشان ہے اور اسی پر مدار ہے اسلام کا اور وہ جو بعضون نے کہا ہے کہ یہ اون چار حدیثون مین سے ایک حدیث ہے
جو جامع ہین اسلام کی تمام باتون کو تو یہ صحیح نہین بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار ہے اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد
مین سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری مین کوئی روایت نہین اور نہ مسلم مین کوئی اور روایت ہے اوس کے سوا
اس روایت کے امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہے جسکی مثل دوسرا لفظ زبان عرب مین نہایت
کم ہے اور معنی اوس کے یہ ہین کہ اکٹھا کرنا سب بھلائیون کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے
عربی زبان مین جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیونکو بعضون نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَہٗ
سے یعنی سیا فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا
ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہین اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضون نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ
الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مین نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف باتکو جس مین کھوٹا پن نہ ہو اوس شہد کے
ساتھ جو موم اور جرک سے صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علما نے اوس باب مین ایک تفسیر
کلام کہا ہے اور مین سب کو ملاکر مختصر طور پر بیان کرتا ہون اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اوس پر ایمان لاوے اوس کے
ساتھ کسی کو شریک نکرے اور اوسکی صفات مین بیدینی اختیار نکرے جتنی صفات کمال اور جلال کے ہین وہ سب اوس

لیے ثابت کرے اور اسکو پاک سمجھے تمام عیبون اور نقصانات سے اوسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اور اوسکی نافرمانی سے بچتا رہے
اُسکے لیے دوستی رکھے اور اُسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
کرے اُس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اُس سے جہاد کرے اوسکی احسان کا اقرار کرے اور اسکا شکر گذار رہے
یعنے خدا کی ۱۲
تمام کامون مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کی طرف اور ترغیب دیوے انکی سب لوگون کو یا جن پر
اوسے قدرت ہے خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نفع حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالی کو کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے ہر ناصح
کی نصح سے خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوس نے اوتارا ہے کسی مخلوق
کا کلام اوسکی مثل نہین ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دل مین رکھے اور اوسکی تلاوت
کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے
جو لوگ اُسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب
دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار ہو اوسکے علوم اور مثالونکو سمجھے اُسکی نصیحتون
پر غور کرے اوس کے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آیتین محکم ہین اون پر عمل کرے (یعنی حلال
حرام کی آیتین اور احکام کی آیتین) اور جو آیتین متشابہ ہین (یعنی اعتقاد کی آیتین) اونکو تسلیم کرے (یعنی
ان کے ظاہری معنی پر یقین کرکے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرے)
اوس کے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوسکے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے —
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین رکھے اور جتنی باتین
آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد
کرے گو آپ وفات پا چکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ
کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی
توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلاوے آپ کی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو مشہور
کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پھیلاوے آپکی شریعت
کے مضامین مین غور کرے اوس طرف لوگون کو بلاوے اوسکے سیکھنے اور سکھانے مین کوشش اور نرمی کرے اوسکی
عظمت اور بزرگی کرے اوسکے پڑھتے وقت ادب سے پڑھے لغو باتین نہ کرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نہ کرے جو لوگ
شریعت کا علم رکھتے ہون یعنی قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپکے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو شخص آپ کی شریعت مین بدعت نکالے اوس سے علیحدہ
رہے (یعنی اوس کا شریک نہ ہو اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اوس سے جدا رہے مسلمان
حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات مین اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور انکو حکم کرے حق بات کا اور
یاد دلاوے اور نصیحت کرے نرمی اور ملائمت سے اور جب بات سے وہ غافل ہون انکو بتا دے اور مسلمانون کے کسی حق کی ان
کو خبر نہو تو اوس سے جتا دے اور ان سے بغاوت اور سرکشی نکرے اور لوگون کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کرے
خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہے کہ اون کے پیچھے نماز پڑہے اون کے ساتھ کافرون سے جہاد کرے
زکوۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹھاوے جب وہ کچھ ظلم کرین یا بدخلقی کرین اور جھوٹی خوشامد سے انکو مغرور نکرے
اور انکے واسطے دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت مین ہے کہ مسلمانون کے امامون سے خلفا وغیرہ مراد ہون
جو مسلمانون کے کامون کا انتظام کرتے ہین حکومت والون مین سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسکو نقل کیا
پھر کہا کبھی مراد لی جاتی ہے امامون سے دین کے علما اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکی ان باتون کو مانیں
جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہون لیکن عام مسلمانون کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ انکو بتلاوے
وہ بات جسمین اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور انکو ایذا نہ دیوے اور سکہلا دے انکو وہ بات دین کی جو
وہ نہین جانتے اور مدد کرے انکی زبان سے اور ہاتہہ سے اور انکے عیبون کو چھپاوے اور ان کے ضرر کو دور کرے
اور انکی منفعت کے لیے کوشش کرے اور انکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نرمی اور ملائمت اور
شفقت سے اور ان مین جو بزرگ بوڑہا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اوسپر شفقت کرے اور انکو نصیحت
بند کرتا رہے اور ان سے فریب نکرے نہ اون سے حسد کرے اور ان کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور برا
جانے اون کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور انکی مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتین ہم نے
نصیحت کی بیان کین ان سب کی انکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگاوے اور سلف صالحین
مین بعضے ایسے بزرگ تہے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اسکا جو بیان کیا گیا
نصیحت کی تفسیر مین ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہین
اور دین کا اطلاق اعمال پر بہی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کرینگے تو کافی
ہے باقی لوگون کے اوپر مواخذہ نہ رہیگا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت قبول کیجاویگی اور اسکی حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

سیبت کا خوف ہو تو مختار ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دے **عَنْ** تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ تمیم داری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ تمیم داری سے تیسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ
قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ
ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے
پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی پر **ف** خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں بڑے رکن ہیں دین کے بعد
شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سننے اور ماننے پر اور روزہ
اسمیں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اوسمیں آگئے **عَنْ** جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ بَایَعْتُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیرخواہی کے لیے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فَلَقَّنَنِیْ فِیْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر سے روایت
ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماوینگے اوسکو سنونگا
اور بجالاؤنگا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا تھا اور کہہ جہانتک مجھے قدرت ہے (یہ آپکی کمال شفقت تھی اپنی اُمت
پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہانتک مجھسے ہو سکے) اور
بیعت کی اس بات پر کہ خیرخواہ رہونگا ہر مسلمان کا **ف** پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار
اپنے غلام کو بھیجا گھوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گھوڑا چکا لایا اوسکا مالک بھی ساتھ آیا دام لینے کو جریر
نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوسنے کہا میں نے
تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہوں دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانسو درم کو بیچ
اسیطرح سو سو درم بڑہاتے گئے اور مالک راضی تھا کم پر یہانتک کہ آٹھ سو درم تک لگائے اور خریدا آٹھ سو درم
کو لوگوں نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہر مسلمان کی خیر
خواہی پر تو گھوڑے کا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیرخواہی کی نہ تھی کہ میں اسکا مال کم کو خرید لوں اور
اوسے نقصان دوں روایت کیا اسکو طبرانی نے **بَابُ** بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِالْمَعَاصِیْ وَنَفْیِہٖ
عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِیَۃِ عَلٰی اِرَادَۃِ نَفْیِ کَمَالِہٖ ترجمہ ایمان کا گھٹ جانا گناہوں سے اور ایمان جدا

ہوجاتا اوس شخص سے جو گناہ کر رہا ہے یعنی کمال ایمان کا نہیں رہتا گناہ کرتے وقت **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ یُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ثُمَّ یَقُوْلُ وَكَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا اگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چوراتے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے ابن شہاب نے کہا مجھسے عبد الملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے تھے ابوہریرہ سے پھر کہتے تھے کہ ابوہریرہ انہیں اتنا اور ملا دیتے تھے۔ نہ لوٹتا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی کسی حقیر چیز کی نہو) جسطرف لوگوں کی نظر اوٹھی لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا محققین علما نے اس حدیث کے معنے یوں بیان کیے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اوسکا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا محاورہ بہت ہے کہ ایک شئے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اوس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دیوے مال نہیں مگر اونٹ عیش نہیں مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابوذر وغیرہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا اله الا الله کہا وہ جنت میں جاویگا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ چوری نکرینگے نہ زنا کرینگے نہ اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے پورا کرے اپنی بیعت کو اُس کا تو ثواب اللہ پر ہے اور جس سے کوئی خطا ان خطاؤں میں سے ہو جاوے پھر اوسکو دنیا ہی میں سزا ملجاوے تو یہی اوسکا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونوں حدیثیں مع اپنی نظائر کے اور اللہ تعالی کے اس قول کے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ تعالی نہیں بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشدیگا جسکے چاہے اور اجماع اہل حق کے اس بات پر کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہوں مومن ہیں مگر ایمان انکا ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہوجاوے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا کے اختیار ہے

چاہے انکو بخش دیوے اور جنت مین لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے لاجرم
کہتے ہین ہم اس حدیث کی تاویل پر اور جو حدیث اسکے مشابہ آئی ہے یہہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہین ہے
استعمال سے اور جب دو حدیثین ایسی وارد ہون کہ بظاہر اون مین اختلاف ہو تو انکی تاویل کرنا ضرور ہوا اور جمع کرنا
واجب ہوا اور بعضے علمانے اس حدیث کے معنے یون بیان کیے ہین کہ جو شخص زنا کرے اسکو حلال جانکر یا چوری کرے اسکو
حلال جانکر تو وہ مومن نہین کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علما کفر ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا
مومن نہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہین رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اوسے کہین اور مستحق ہوا سے
بُرے لقب کا جیسے زانی یا چور یا لوٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اوسکے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے
اور اس باب مین ایک حدیث مرفوع بہی آئی ہے اور مہلب نے کہا اسکی بصیرت اللہ کی عبادت مین جاتی رہتی
ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثین اسکی مثل آئی ہین اونپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئین
ہین اوسپے پر وان کرنا چاہیے اور اسکے معنے مین زیادہ غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمین اوس کے معنے معلوم نہین
اور کہا انہون نے چلاؤ ان حدیثون کو اوسیطرح جیسے اگلے لوگون نے چلایا اونکو اور بعضون نے اس حدیث کے
معنے مین اور اقوال بیان کیے ہین جو ظاہر نہین ہین بلکہ بعضے غلط ہین اس لیے مین نے انکو نقل نہین کیا اور
یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہین اور صحیح وہی معنے ہے جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اپنی
صحیح مین اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہین کہ وہ مومن کامل نہین ہوتا اور اوسمین ایمان کا نور نہین رہتا
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَاقْتَصَّ
الْحَدِيْثَ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِكْرَ النُّهْبَةِ **ترجمہ** یہہ روایت ہے ابی ہریرہ سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری اس
مین یہہ نہین کہ لوٹ عمدہ یعنی بہاری ہو اور دوسری روایت مین ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہین ہے۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ **ترجمہ** اس
روایت مین بہی لوٹ کا ذکر ہے پر عمدہ اور بہاری کا لفظ نہین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ

لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ
أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ ترجمہ اس روایت مین یہ نہین کہ لوگ اپنی انکہین اٹہادین اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی
روایت مین ہے مومن اپنی انکہین اٹہاوین جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہین ہو اور اتنا
زیادہ ہے کہ نہ چورا وی کوئی تم مین سے غنیمت کے مال مین اور جسوقت چورا وی تو وہ مومن نہین تو بچو تم بچو تم
اس چوری سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي
وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ
مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا
کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہین ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور شرابی جب
شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکے ف نووی نے کہا اجماع کیا علما نے
کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہین ایک تو یہ گناہ سے جدا ہوجاوی
دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پہر کبہی نہ کرونگا پہر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور دوبارہ کیا
اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سے پہر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہو
اہل حق کا اور معتزلہ نے دونون مسئلون مین خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علما نے یہ کہا ہو کہ اس
حدیث مین اشارہ ہو تمام گناہون کیطرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے تو زنا اشارہ ہو ان تمام گناہون کیطرف جو
خواہش نفسانی سے ہوتے ہین اور چوری اُن تمام گناہون کیطرف جو دنیا کے طمع سے ہوتے ہین اور حرام کی حرص سے
اور شراب اون تمام گناہون کیطرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہین اور اوسکے حقوق سے غافل کرتے ہین اور لوٹ ان
تمام گناہون کیطرف جسمین اللہ کے بندون پر ظلم ہوتا ہے اور اُنکی بے عزتی ہوتی ہے اور دنیا اکہٹا کی جاتی
ہے ناجائز طریقون سے

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ منافق کی خصلتون کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا
وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ
وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَإِنْ
كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین جسمین ہونگی وہ تو نرا منافق ہے اور جسمین ایک خصلت ہوگی ان
چارون مین سے تو اسمین ایک بات نفاق کی خو رہیگا یہانتک کہ اسکو چھوڑ دیوے ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹھ
بولے دوسرے جب اقرار کرے تو اوس کے خلاف کرے تیسرے جب وعدہ کرے تو پورا نکرے چوتھے جب جھگڑا کرے
تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے **ف** اور بعضی روایتون مین یہ ہے جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے
تو خیانت کرے نووی نے کہا اس حدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین اس مسلمان مین
پائی جاتین ہین جو یقین کہتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین کہے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چارون کام کر ہو تو وہ کافر نہین نہ منافق ہے
جو ہمیشہ جہنم مین رہیگا کس لیے کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے بھائیون مین یہ چارون خصلتیں
موجود تھین تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جس شخص مین یہ خصلتین ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے ان خصائل مین اور اخلاق مین کیونکہ
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص مین یہ خصلتین ہونگی اوسکا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اسکا نفاق اونہی لوگون کے حق مین اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حقمین یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام مین اسکا ظاہر باطن کے خلاف مین
نہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہین ہے کہ ان خصلتون کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو
کافر ہوتا ہے جسکی سزا ہمیشہ جہنم مین رہنا ہے اور جو فرمایا کہ وہ نرا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتون کے سبب سے بعضے علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب مین ہے جس سے ایسی خصلتیں
وقوع مین آئی ہون لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتین ہو جاوین وہ اسمین داخل نہین ہے اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے مین اور امام ابو عیسی ترمذی نے علما سے اسکے یہ معنی نقل کیے ہین کہ مراد حدیث مین عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین تھے اور انہون نے جھوٹھ موٹھ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت مین خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا دین
کی مدد کا پھر خلاف وعدگی کی اور لڑائی جھگڑے مین ناحق کی پیروی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطا
بن ابی رباح کا اور رجوع کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلا اسکے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور انہون نے روایت کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی عیاض نے کہا

ہمارے بہت سے امام اسی قول کی طرف گئے ہین اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا
ہے مسلمان کو کہ وہ ان خصلتون کی عادت نڈالے ورنہ خوف ہے کہ حقیقۃً منافق ہوجاویگا اور حکایت کی خطابی نے
کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب مین اور حضرت کا قاعدہ تہا کہ آپ صاف یون نفرماتے فلان
منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپنے فرمایا کیا حال ہے لوگون کا ایسا کرتے ہین مترجم کہتا ہے اسد جل
جلالہ نے مجہے الہام کیا کہ حدیث مین کوئی اشکال نہین ہے اور نہ اسمین تاویل کی ضرورت ہے بیشک جس شخص مین
یہ چار ون باتین جمع ہونگی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کہتے وقت جہوٹہ بولے عہد کر کے توڑ ڈالے لڑتے وقت
ناحق چلے امانت مین خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہوگا کس لیے کہ دین کی باتون مین بہی وہ جہوٹ کرے گا زبان
سے اقرار کریگا پر دلمین خلاف ہوگا دین کے احکام مین بہی خیانت کریگا اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہوگیا ہے
یہ نہین کہ کبہی کبہی اوس سے یہ باتین سرزد ہون اور وہ اونپر شرمندہ ہو اس صورت مین اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ و
غیرہ یہ سب قضایا کلیہ ہونگے نہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جسکا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہین ہوسکتا تحفۃ الاخیار
مین ہے کہ منافق دو قسم ہین ایک یہ کہ دلمین کفر ہو صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرے حضرت کیوقت مین جو
منافق تہے اسیطرح کے تہے دوسرے یہ کہ دلمین کفر نہین بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و
فجور مین گرفتار سو اس حدیث مین دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تہا کہ آدمی ان بدکامون
سے بچتا پہر جب ان کامون مین گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اوس مین کچہ ظاہر نہوا اسوجہ سے اوسکو منافق فرمایا
انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ
اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کرے تو جہوٹ جب وعدہ کرے تو خلاف
جب امانت لیوے تو خیانت کرے اوسمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلٰثَةٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا
عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ
وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ترجمہ اس روایت مین یہ ہے کہ منافق کی نشانیان تین ہین اگرچہ روزہ رکہے اور نماز پڑہے
اور اپنے تئین مسلمان کہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ
یَحْیَی بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَذَکَرَ فِیْهِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ترجمہ وہی جو اوپر

گذرا **باب** بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم يا كافر **ترجمہ** جس نے اپنے بہائی مسلمان کو کافر کہا اوسکے ایمان کا بیان **عن** ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا اكفر الرجل اخاه فقد باء بها احدهما **ترجمہ** عبد الله بن عمر سے روایت ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنی بہائی کو کافر کہا تو وہ بات دونون مین سے کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر ہی حقیقت مین جسکو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہین تو اسوقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکی رکہے ہر ایک کو بے دلیل الیقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب مین گرفتار ہو مان یون کہنا مضایقہ نہین کہ فلان شخص کافرون کے سے کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہون اور اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اُسکو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اُسکی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدی مین خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے مین ملحد نقیر ظاہر ہوتے ہین کہ شریعت محمدی پر ہنستے ہین بیشک وہ کافر ہین انتہے **مترجم** کہتا ہے ہماری زمانے مین ایک نیا فرقہ مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جنکو نیچری کہتے ہین وہ گو عقل کے تابع اپنے تئین کہتے ہین پر عقل سلیم سے بہرہ نہین رکہتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتون کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہین نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہین وہ بلاشبہ کافر ہین اور کافر بہی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر مین شبہ کرے تو مین ڈرتا ہون کہین وہ خود بہی کافر نہ ہو جاوے - امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بہی بعض علمانے مشکلات مین سے خیال کیا ہی اس لیے کہ اُس کے ظاہری معنی مراد نہین کیونکہ اہل حق کا مذہب ہی کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہین ہوتا پس اسیطرح اپنی بہائی مسلمان کو کافر کہنے سے بہی کافر نہوگا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نکرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتون سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو اسبات کو درست جانے اس صورت مین کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہی دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اُس کا گناہ اور عیب کہنے والی پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہی اون خوارج پر جو مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہی اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بہی اور اہل بدعت کیطرح کافر نہین ہین یہی مذہب صحیح اور مختار ہی چوتھی تاویل یہ ہی کہ مراد پلٹنے سے یہ ہی کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرتا ہے ڈر ہے کہ گناہون کی نحوست اوسکو کفر تک پہنچا دے اور مؤید ہی اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ اسفرائنی

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پہر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آویگا اسپر اور ایک روایت مین ہی جب اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سے ایک پر کفر واجب ہوگیا یا تخچوین تاویل یہ ہی کہ مراد یہ ہی سے اوسکی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اوسنے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اسنے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اسکی ایک مسلمان ہی انتہے ما قال النووی عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَيْهِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سے ایک پر اگر وہ شخص جسکو اسنے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسپر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ ترجمہ ابوذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص اپنے تئین بیٹا کہے کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہی (یعنے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلادے جان بوجہکر) تو وہ کافر ہوگیا ف نووی نے کہا اسکی تاویل دو طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے جو مقابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوسنے فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتونکو وہ کفر کرتی ہین یعنی ناشکری کرتی ہین خاوند کی انتہے ف اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہی اور بنالیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین ف اوسکی نہین ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ دوسری کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنی ہماری راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنی میری وضع اور چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سے یہ غرض ہے کہ سزا اس قصور کی جہنم ہے پہر اگر خدا چاہے تو معاف کردیوے اور توبہ سے بہی معاف ہوسکتا ہے (نووی) ف اور جو شخص کسیکو کافر کہکر ملاوے یا خدا دشمن کہکر پہر وہ (جسکو اس نام سے پکارا) ایسا نہو (یعنے کافر نہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر باب بیان

حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم ترجمہ جو شخص اپنے باپ سے پہر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے
کو باپ بناوے جان بوجہکر اوسکے ایمان کا حال **عن** ابی ھریرۃ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا ترغبوا عن اٰبائکم فمن رغب عن ابیہ فھو کفر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپوں سے (یعنے اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت
بناؤ جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہوگیا (اسکے معنے اوپر گذر چکے) **عن** ابی عثمان قال لما
ادعی زیاد لقیت ابا بکرۃ فقلت لہ ما ھذا الذی صنعتم انی سمعت سعد بن ابی وقاص
یقول سمع اذنای من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول من ادعی ابا فی الاسلام
غیر ابیہ یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام فقال ابو بکرۃ وانا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا **ف** اصل مین زیاد
بیٹا تہا عبید ثقفی کا اور یاروں مین سے تہا حضرت علی کے پہر معاویہ نے اسکو اپنے باپ ابوسفیان کا نطفہ قرار دیا
اور زیاد نے قبول کرلیا اور معاویہ کا بہائی بن بیٹہا **ف** تو مین ابوبکرہ سے ملا (زیاد اُن کا مادری بہائی
تہا) اور مین نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بہائی نے) مین نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا وہ کہتے تہے میرے
کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تہے جس نے اسلام مین آکر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو
باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت
حرام ہوگی اوسپر اوسوقت جب اچہے لوگ جنت مین داخل ہونگے پہر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کردے
(نووی) **ف** ابوبکرہ نے کہا مین نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پہر ابوبکرہ نے اس گناہ
کی وجہ سے زیاد سے ملنا چہوڑ دیا اور قسم کہائی کہ زیاد سے کبہی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ لوگون نے
اس باب مین بڑی ڈہیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسرون کی اولاد مین بن بیٹہے ہین اور وہ جانتے ہین کہ
ہم اونکی اولاد مین نہین اور بادشاہون اور امیرون اور نوابون مین حرام کی نسل بہت پہیلی ہے اور باوجود اسکے وہ
اپنے تئین نسبت دیتے ہین باپون کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہین اپنی ماؤن کی اور باپ کی اولاد نہین ہین اور بعضون
نے اپنے تئین سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہین ہین اور وہ جانتے ہین اس بات کو لیکن دنیا
کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہین اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی مین امیر اور مفلس پڑ جاتے ہین
امیر تو اپنی شان بڑہانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہین ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو سیٹ دیا ہے اور گمراہ کردیا ہے خدا نیک راہ کی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَّ اَبِی بَکْرَۃَ
کِلَاھُمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی
غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابوبکرہ دونون سے روایت
ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ دوسرے
کو بناوے یعنی اس کے نطفے سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **بَابُ** بَیَانِ
قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ قَالَ زُبَیْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ یَرْوِیْہِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ قَوْلُ زُبَیْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کرچکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال جانکر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو اُنکی مثل ہین اہل بدعت اور مشرک اور مقلد
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین مترجم کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
ہین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑکر اپنے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلط ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِہٖ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھسے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنے آخری حج میں وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ آپنے لوگوں کو رخصت کیا اس
حج میں اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپکی وفات ہوئی) چپ کرو لوگوں کو (تاکہ وہ سنیں
اس ضروری بات کو) پھر فرمایا میرے بعد (یعنے میرے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر نہ بن جانا ایک دوسرے
کی گردنیں مار کر **ف** یعنے اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پھوٹ کرو
گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول
ہیں ایک یہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں ناحق وہ تو بلاشبہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کے حق کی تیسرے
یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاویں گے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ
کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش
ہیں یعنے ہتیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ مت کافر
کہنا ایک دوسرے کو پھر گردنیں مارو کفر کے بہانے سے اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی
عیاض نے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ أَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع
میں ویحکم یا ویلکم **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے
ہیں سیبویہ نے کہا ویل اسکے لیے کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے اور ان سے
کہ ویح زجر ہے اس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب
مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اُس شخص کے لیے کہتے
ہیں جو آفت میں پڑ جاوے اور اُس کے سزاوار نہو اور ویل اوس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے
اور ویل سے نہیں (نووی) **ف** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنیں مارنے لگو ایک دوسرے کی **عَنِ**
ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ **ترجمہ** ابن عمر
سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** إِطْلَاقُ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَةُ عَلَی الْمَیِّتِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتین لوگون مین موجود مین اور وہ کفر مین ایک طعنہ کرنا نسب مین **ف** یعنی کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہین ہے یا اون کا خاندان برا ہے یا لونڈی کے جنے ہین یہ سب کافرون کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت مین اپنے حسب نسب پر بڑا فخر کرتے تہے اور دوسرون کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تہے مسلمانون کو ہرگز یہ بات سزاوار نہین اسلیے کہ سب بنی آدم ہین اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت مین بہی ہر شخص کو اسکے عمل کام آوینگے ذات اور نسب کچہ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث مین صاف مصرح ہے **ت** دوسری چلا کر رونا میت پر (اسکے اوصاف بیان کرکے جسکو نوحہ کہتے ہین) **ف** نووی نے کہا ان دونون کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافرون کے فعل ہین اور جاہلیت کی عادات ہین یا وہ موذی ہوتے ہین طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کامون کو وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب مین طعن کرنیکی اور ہر ایک کے باب مین مشہور حدیثین آئی ہین

بَابُ تَسْمِیَةِ الْعَبْدِ الْاٰبِقِ كَافِرًا غلام اپنے مولی کے پاس سے بہاگ جاوے اوسکو کافر کہنا **عَنْ** مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ یُّرْوٰی عَنِّیْ هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ **ترجمہ** منصور بن عبد الرحمن (اشل غدانی بصری ثقہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے) سُنا شعبی سے انہون نے سنا جریر سے وہ کہتے تہے جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بہاگ جاوے وہ کافر ہوگیا (یہان کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق ادا نکیا) جبتک لوٹ کر نہ آوے اون کے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے (پر مین نے یہان موقوفاً بیان کی جریر کا قول) لیکن مجہکو برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجہسے روایت کی جاوے اس جگہ بصری مین **ف** یہ منصور نے خاص خاص لوگون سے کہدیا اور مرفوعاً روایت کرنا انہون نے اس لیے برا جانا کہ بصرے مین اُس زمانے مین خوارج کا زور تہا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہین خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑین اور اپنے خوارج کا مذہب اور

اثنتان

تقلید

رواہ عن رسول اللہ

اوسکا بطلان بیان کر چکے ہین (نووی) عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ ترجمہ جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو غلام بھاگ جاوے اوس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور
مالک کو اختیار دیا جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ ترجمہ جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
غلام بھاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض
نے انکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بھاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی توبہ
قبول نہین اور شیخ ابوعمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول
نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح
نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب
گھر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النصر مین مین نے دیکھا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے
کہ مغصوب گھر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے
علما نے اسمین اختلاف کیا بعضون نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے **باب** بَیَانِ کُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِالنَّوْءِ کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تارون کی گردش سے عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُہَنِیِّ
قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ فِیْ اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ
مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ہَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا اللّٰہُ
وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا
وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ ترجمہ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی صبح کی ہمارے ساتھ حدیبیہ مین (حدیبیہ ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے)
اور رات کو پانی پڑ چکا تہا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو
تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالی
نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا

اللہ کی فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجھپر اور کافر ہوا تارون سے اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سے وہ کافر
ہوا میرے ساتھہ اور ایمان لایا تارون پر **ف** نووی نے کہا اختلاف کیا علما نے اوس شخص کے باب مین
جو کہے پانی پڑا تارون کی حرکت سے بعضون نے کہا وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سے نکل گیا اور یہ اوس
صورت مین ہے جب کہنے والا تارون کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسے جاہلیت کے لوگون کا
اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اوسکے کفر مین کچھ شک نہین اور یہی قول کیطرف جمہور علما گئے
ہین اون مین سے ہین امام شافعی رح اور یہی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگون نے کہا ہے اگر کوئی کہے کہ تارون
کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہے اور اوسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے
اور تارہ اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہین
نہین اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافرون کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضون
نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اوسی صورت مین ہے
جب کہنے والا تارے کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت مین ہے کہ صبح
کی بعضون نے شکر پر اور بعضون نے کفر پر اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے کوئی نعمت اپنے بندون کو نہین
دی پر بعضے ان مین کے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت مین ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہین اوتاری
پر بعضے کافر ہوئے اوسکے ساتھہ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث مین آیا ہے اس
مین بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہے اوسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہون نے کہا نوء تارے کو
نہین کہتے بلکہ نوء کے معنے ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تارے ایسے ہین جنکا نکلنا تمام سال مین معین
اور معروف ہے اور وہی اٹھائیس منازل ہین قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان مین
سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق مین نکلتا ہے تو جاہلیت
کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اوس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے
کہا کہ اوس تارے کیطرف جو نکلتا مشرق سے ابو عبید نے کہا نوء سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوء خود
تارے کو کہتے ہین زجاج نے کہا جو تارے مغرب کیطرف ڈوبتے ہین انکو نوء کہتے ہین اور جو مشرق کیطرف نکلتے ہین انکو
بارح کہتے ہین انتہے ما قال النووی **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰى مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ

مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے مین نے کوئی نعمت نہیں دی
اپنے بندون کو مگر ایک فرقے نے ان مین سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے **ف** یعنی تارون کے پھرنے
کو اس نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا مین ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجھ لوگ موجود مین جو ہر شخص کی بھلائی
برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہین اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص انسان
اور آدمیون کے لیئے مفید اور مضر سمجھتے ہین اسمین شک نہین کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسمون کو
بیکار پیدا نہین کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزارون فائدون کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے
نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم کے ہے جیسے انگار یا
پانی کی تاثیر انگار اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیئے کچھ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہین
رکھتے نہ جان کہ بعضون کو نفع پہونچاوین اور بعضون کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب
قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہین پونچا سکتی حالانکہ
بنا بر ہیات جدیدہ کے زمین اور اور سیارون مین کوئی امتیاز نہین ہے۔ اصل یہ ہی کہ زمانہ سابق مین
جب آلات اور دوربینین ایسی نہ تہین تو لوگون نے صرف آنکھون سے کام لیا تہا اور جہانتک اونکی آنکھون
نے کام کیا وہ یہ تہا کہ انہون نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بہی ایک
ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام
نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور انکی دورات ہمیشہ مختلف منازل مین زمین کے گرد پائی
گئے اس لیئے یا عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بہی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہین
اونہون نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکے اسباب پوشیدہ تہے ان سیارون کیطرف منسوب
کیا پہر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہانتک بڑہا کہ صابئین اور کلدانی اور مصری لوگون نے چاند اور سورج اور اور
سیارون کی پرستش شروع کر دی اور شرک مین گرفتار ہوگئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا مین
پہیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جہوٹے ہین بعد اوس کے جب ہیات کی
زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینین ایجاد ہوئین تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اوکھڑ گئی کیونکہ
سوا ان سیارون کے اور کئی سیارے نظام شمسی مین معلوم ہوئے جیسے سیرز اور پالس اور جونو اور وسٹا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیارون کیطرح ایک سیارہ قرار پایا اور چاند زمین کے
تابع قرار پایا پھر سارا کارخانہ جو ہزارون برس سے منجمین نے قائم کیا تھا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہو گیا او محال ہی کہ
مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیون پر ہوتی ہو اور سیریز اور پالس اور یورانس وغیرہ کی
نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بھی اون کیطرح سیارے ہین پھر محال ہی کہ زمین جسپر ہم سب بستے ہین اور وہ بھی ایک سیارہ
ہے اسکی تاثیر ہم پر نہو اور ان سیارون کی باوصف اسقدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور
کے ڈھول سہاونے زمین بیچاری گھر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہین اوسکو کھودتے ہین کوٹتے
ہین مارتے ہین اوسپر چلتے ہین پاؤن سے روندتے ہین پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھکر مقدس اور پاکیزہ
خیال کیے جاتے ہین حالانکہ ان سیارون پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ بعضے ان مین سے
زمین سے بھی میلے اور کچیلے اور غار اور پہاڑ دار ہین خود چاند مین دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے
کہ ہزارہا صدہا میل کی اونچی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسی مہیب اور تاریک ہونگی اور دوسرے چاند کا وہ حسن ہے
کہ معشوقون کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہین یہی حال ہی انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر
کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اسکا پیرو ہو جاتا ہے خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہین اور
چمکتے اور روشن ہین خدائی مار ان لوگون کی عقل پر جو پتھرون اور دریاؤن اور پہاڑون اور درختون اور جانورون
کو پوجتے ہین اور انکو اپنا معبود و مالک اور متصرف خیال کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بیجان پتلہ مٹی یا تانبے
یا چاندی یا سونے کا بنا کر اوسکو پوجتے ہین خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑھا کرتے ہین أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ
اور بعضے جو انکی نسبت ذرا عاقل ہین وہ آدمیون اور جنون کو پوجتے ہین اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائدار
ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہین آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کرکے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کی جانتے
ہین حالانکہ وہی آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسیبات مین اور آدمیون سے ممتاز نہ تھے کھاتے وہ تھے پیتے وہ تھے
ہگتے موتتے وہ تھے جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرنیوالے ہین پھر انکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح
خدا کی ایک مخلوق ہین اور اصل یہہ ہے کہ ان لوگون نے اب تک سچے خدا کو نہین پہچانا اور نہ اوسکی عظمت اور بڑائی اور
تقدس پر غور نہین کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے انکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ
مین ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اوسکی مخلوقات مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اسکی ایک
ادنی مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہی وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اسکا قطر نوا لاکھہ میل ہے اسی طرح زحل مین سو
قریب چہ سو درجے کے بڑا ہے اوسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچہ زمین سے بڑے کچہ چہوٹے کچہ
زمین کے برابر ہین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہی وہ بھی اس قدر بڑا ہی کہ اوسکا قطر
دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورینس کو چہ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب
سے بہت دور ہین عنایت ہوئی ہین پہر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہی کہ وہ
اکیلا ہماری زمین سی تیرہ لاکھہ حصے بڑا ہے اور زمین سی نو کروڑ پچیس لاکھہ میل بُعد رکھتا ہی اگر آفتاب
کی قدر کو برابر ایک کھڑے کی سمجہو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سی توپ چہوڑی
جاوے تو زمین تک اُسکا گولہ اونیس برس مین بھی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیارے اس آفتاب کی گرد پہرتے ہین
اور اُس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کی گولے
سے پہر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے مین طی کرتی ہے اسی طرح اور تارے بہی اپنی اپنی مدار پر بڑے
سرعت اور تیزی سی گہوم رہے ہین پہر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کسکے گرد
گہوم رہا ہے اسکے سوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تارے ہین جنکی عظمت پر
خیال کرنے سی خدا کا خوف دلمین آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ لنبی حساب
کی گئی تھی اور یہ دمدار تارے ایسے تیز رو ہین کہ انکی تیز روی خیال سی باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین
اور چکر کھاتے ہین پہر اپنے کجرو رستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۴۵۴ع مین ایک دمدار
تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تہا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہوگیا تہا اور چاند کو نظر سے چہپا دیا تہا
وہ دمدار جو ۱۷۷۰ع مین نمودار ہوا تہا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر
کیا تہا اگر وہ دمدار ہماری اس زمین سے رگڑ کہا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین مع تمام سمندرون اور
پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتھر کی ایک ٹہیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن
وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہوکر نکل گیا اگر ان چاندون مین سے کوئی آپ
نہایت تیز رو ہین کسیکو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب
مخلوقات پر ہی اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیارون
اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہر اسلیے کہ یہ جو ستارے صدہا ہزارہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب
کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان مین سے سیارے عنایت ہوئے ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات
کو آسمان کیطرف دیکھکر غور کرو کہ جتنے ستارے دوربین سے نظر آتے ہین وہ آٹھہ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک ہم
آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے
جلو مین سیارون کو رکھتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند
کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ مین اور دم دم ان ستارون
اور سیارون اور لاکھون کروڑون آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور
اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کہانے نہین دیتا
پہر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجہ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کرسکتا
ستر لاکہہ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بہی زیادہ دور ہے پہر کون جستجو کرکے
اللہ کی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کرسکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلالت
اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اوسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی
کا دعوی کرتا ہے یا جہاڑ یا پہاڑ یا دریا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا دلی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے
ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دلکو متوجہ نہین کرتا اور اُسکو چہوڑکر اور ون سے مدد چاہتا ہے اور اوروں
سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا
كَافِرِیْنَ یُنَزِّلُ اللّٰهُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِیْ حَدِیْثِ الْمُرَادِیِّ بِكَوْكَبِ
كَذَا وَكَذَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت
نہین اوتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اُسکا انکار کرنے لگا اللہ پانی برساتا ہے لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (نکلا
یا ڈوبا اوس کی وجہ سے پانی برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مُطِرَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ
مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَّمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوْا هٰذِهٖ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا
وَكَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰی بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ

وینزل

رسول اللہ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہی پانی پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تو آپنے فرمایا صبح کی لوگون نے بعضون
نے شکر کیا اور بعضون نے کفر پر تو جنہون نے شکر کی انہون نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہی اور جنہون نے کفر کیا انہون
نے کہا فلانی فلانی نچھتر سچ ہوئی پہر یہ آیت اوتری فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ اخیر تک **ف** یعنی مین قسم کہاتا
ہون تارون کے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہانتک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بہی لیتے
ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہین کہ یہ سب آیتین نور کے باب مین اوتریں کیونکہ تفسیر اسکا انکار
کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ نور کے باب مین اوتری اور باقی اور باب مین اور ابن
عباس سے ایک روایت مین صرف یہی آیت مذکور ہی اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق
کا شکر یا اپنا حصہ بہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو روزی کی تارون کیطرف **بَابُ**
الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ حُبَّ الْاَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهٖ وَبُغْضُهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ
النِّفَاقِ انصار سے اور حضرت علی رضی سے محبت رکہنا ایمان مین داخل ہے اور اُن سے بغض رکہنا نفاق کی نشانی ہے
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ
حُبُّ الْاَنْصَارِ ترجمہ انس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہی کہ انصار سے دشمنی
رکہے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکہے **ف** کیونکہ انصار وہ لوگ ہین جنہون نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو مدینے مین بلوایا پہر ہر طرح سے آپکی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار
ہی ہین تو اُن سے محبت رکہنا ہر مسلمان کا فرض ہے عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ
حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ اٰيَةُ النِّفَاقِ ترجمہ انس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا انصار سے محبت رکہنا ایمان کی نشانی ہے اور اُن سے دشمنی رکہنا نفاق کی نشانی ہے عَنْ
عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِي
الْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ
اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهٗ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ ترجمہ عدی
بن ثابت سے روایت ہی مین نے براء بن عازب سے سُنا وہ حدیث بیان کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آپ فرماتے تہے انصار کے باب مین کہ انکا دوست مومن ہی اور اُن کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت
کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا مین نے عدی سے

پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی انہوں نے کہا براء نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ روایت ابو سعید سے ہے عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ ترجمہ زر بن حبیش (اسدی کوفی جو ایک سو بیس یا تین یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے کہا حضرت علی نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پھر اوس میں سے گھانس اوگائی) اور جان بنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھیگا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھیگا مجھ سے مگر منافق **ف** حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپکے داماد تھے اور بچپن سے ایمان لائے تھے اور آپ اُن سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جانبازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو اون سے محبت رکھنا ضرور ہے

باب بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ وَبَیَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْکُفْرِ عَلٰی غَیْرِ الْکُفْرِ بِاللّٰهِ کَکُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوْقِ

ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَّمَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْکُنَّ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَاَتَیْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْکُثُ اللَّیَالِیَ مَا تُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جہنم میں عورتیں ہیں ایک عقلمند عورت

بولی یا رسول اللہ کیا سبب عورتین کیون زیادہ ہین جہنم مین آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور خاوند کی ناشکری کرتی ہین تمہین عقل اور دین مین کم اور عقلمند کو بیعقل کرنے والی تم سے زیادہ کسیکو نہ دیکھا وہ عورت بولی ہمارے عقل اور دین مین کیا کمی ہے آپنے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے مین) نماز نہین پڑھتی (حیض کیوجہ سے) اور رمضان مین روزہ نہین رکھتی (حیض کے دنون مین) ف نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کامون کی اور استغفار بہت کرنیکی دوسرے یہ کہ نیکیون سے گناہ مٹ جاتے ہین جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اوسی گناہ مین ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہین کیونکہ آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اوسکو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہین لغت مین دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع مین اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہین ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اوسکا حال اور اوسکا خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہو اسلیے علماء نے کہا ہے کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہین یہانتک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہو کہ وہ کفر پر مرا ہے یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھہ تو حرام نہین ہے خود حدیث مین لعنت آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑاوے گودنا گودوے یا گدا وے سود کھانیوالے پر کھلانیوالے پر تصویر بنانے والون پر ظالمین پر فاسقون پر کافرون پر جو زمین کی نشانی مٹا دے اوسپر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسیکو مالک بنادے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنادے جو اسلام مین بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگون پر پانچوین یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے چھٹی یہ کہ ایمان مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے ساتوین یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اچھی دعا یا کو اور اون کو ڈرانا گناہون سے اور رغبت دلانا عبادتون کی درست ہے آٹھوین یہ کہ شاگرد کو استاد سے اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اوسکی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے نوین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور نہین امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ جو عورتون کی عقل کی کمی اونکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اوس آیت

کیطرف أَنْ تَضِلَّ إِحْدٰىهُمَا اخیر تک یعنی اگر ایک عورت بہول جاوے تو دوسری اسکو یاد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتون
مین ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہی لوگون نے عقل مین بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا علوم
ضروریہ کو اور بعضون نے کہا عقل ایک قوت ہی جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کی حقائق مین اور عقل کی حقیقت اور
اوسکے اقسام مین بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اوسکے بیان کرنے کی اس مقام پر نہین ہے پہر اختلاف
کیا ہی لوگون نے عقل کی جگہہ مین متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہہ دل ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہہ
دماغ ہے مترجم کہتا ہی کہ حال کے حکیمون نے بہت دلائل سے یہ بات ثابت کی ہی کہ عقل اور تمام قوی مدرکہ کا
ظرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابون کیطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا
یہ ہی کہ بوجہ مختلف تجارب اور واقعات کی جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہی
برے اور بہلے صحیح اور فاسد مین پہر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتون کے دین کی کمی
حیض کے دنون مین نماز نہ پڑہنی اور روزہ نہ رکہنے سے بیان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجہا ہے حالانکہ یہ مشکل
نہین کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہین اور جب یہ
ثابت ہوا تو جس کے عبادات زیادہ ہین اوسکا ایمان اور دین بہی زیادہ ہی اور جس کی عبادات کم ہین اوسکا دین
اور ایمان بہی کم ہے پہر نقصان دین کا کبہی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی
نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبہی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے گنہگار نہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ
ترک کرے کسی عذر سے اور کبہی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکی ساتہہ جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے اگر
کوئی کہے کہ حائضہ جب معذور ہی تو چاہیے کہ حیض کی حالت مین اُسکو نماز کا ثواب ہو اگرچہ اوسکو قضا نہین کرتے
جیسے مریض یا مسافر کو نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مین ادا کرتے تہے ثواب ہوتا ہے تو جواب اُسکا یہ ہی
کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہی کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا
کرتے تہے اور اُن کے اہل ہین برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نیت بہی یہی ہے ہی کہ حیض کی حالت مین نماز ترک
کریگی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت مین حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تہا
اور بعض وقت نہین ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملیگا اپنی مرض یا سفر مین جب وہ اون کو ادا نکرے
انتہی ما قال النووی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ

ابو سعید خدری اور ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسا ابن عمر سے

باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ

جو شخص نماز ترک کرے اسکے کفر کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَہٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَبِیْ کُرَیْبٍ یَا وَیْلِیْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَہُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَعَصَیْتُ فَلِیَ النَّارُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اب اسکو جنت ملیگی اور مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی مقصود احادیث کے ذکر کرنے سے یہی کہ بعضے افعال کی ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے پر ابلیس نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں وہ کافر تھا اور بعضوں نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکَ الصَّلٰوةِ ترجمہ جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوةِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندے اور شرک و کفر کے بیچ میں کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک سا ہے اور کبھی شرک خاص کیجاتی ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہو گا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اسکی فرضیت کا انکار کر کے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور مدت کا اسلام سے دور نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اسکو فرض جانکر تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا اور اسے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اسکو قتل کریں گے حد جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علی سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو

اور اسطرف گئی ہین عبد اللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ السراج الوہاج مین ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علماء حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جداگانہ کتاب ہی اس باب مین جسمین انہون نے مخالفون کی سب دلیلون کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے سیل الجرار مین اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصدًا نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا اور مسلمانون کے حاکم پر واجب ہی اُس کو قتل کرنا اور اُس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑہ پھر اگر اوس نے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فورًا اور کوئی ضرورت نہین کہ مہلت دی جاوی اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرتی ہے اوسکو قتل کرین گے اور مین نے اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل مین انتہے نووی نے کہا ابو حنیفہ اور ایک جماعت اہل کوفہ مین سی یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑہے اور جو شخص کفر کا قائل ہوا ہے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہی اور جس نے کہا کہ اُسکو قتل کرین گے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہین حلال ہی مسلمان کا خون مگر ایک بات سی تین باتون مین سے اور اُنمین نماز کا ترک نہین ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لاتے ہین اس آیت سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ نہین بخشیگا مشرک کو اور بخشدیگا اوس کے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سی کہ جس نے لآ الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص مر جاوی لآ الہ الا اللہ پر یقین رکہکر وہ جنت مین جاویگا اور اُسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی دلیل یہ آیت ہی فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَہُمْ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین تو اون کو چہوڑ دو یعنے جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہی کہ مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لآ الہ الا اللہ کہین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے اپنا خون اور مال — اور اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سی مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث محمول ہے اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجہی یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

بَاب

بَیَانُ کَوْنِ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بڑہکر ہے

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا کون سا کام افضل ہے یعنے سب سے بڑہ کر آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پہر پوچہا گیا اسکے بعد کیا ہی آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پہر پوچہا گیا اُس کے بعد کیا ہی آپ نے فرمایا حج مبرور **ف** نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا جو حج قبول ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالص ہو پہر قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے پوچہا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر **ف** اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا اطلاق ایمان پر بہی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے تقییر کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اون اعمال کو ایمان نہ کہین (السراج الوہاج) **ف** اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو **ف** عجیب ہے کہ . ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اوس کے پاس کچہ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو بردے ایسے ملسکتے ہون پر اعلی بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے السراج الوہاج **ف** مین نے کہا اگر مین یہ نہ کرسکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی السراج الوہاج مین ہے کہ بعضے نسخون مین بجاے صانع کے ضائع ہے یعنی گلانے والا اور بعضے نسخون مین ضائع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے جس صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ہاتہ سے محنت اور مزدوری کرتا ہو جیسے بڑہئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی بسر نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا ثواب ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنی جو عیالدار ہو اور مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائع ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنی نہین بنتی کیونکہ صائغ سونے چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پہر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے پہر یہ کہا کہ
صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سے اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اسکا اخرق سے اور اخرق اوسکو
کہتے ہین جسکو کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار مین بہی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پہر یہ
کہا ہے کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہے تو معلوم
نہین کہ سراج الوہاج مین تیسیر الفظ صایغ صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سے نقل کیا ہے اور شاید
سہو ہو واللہ اعلم **ف** یا مزدوری کر اوس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی
کا محتاج ہو) مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین خود ناتوان ہون یعنی کام نکرسکون یا کوئی سبب کرسکون آپنے فرمایا تو کسی سے برائی نکر
یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر **ف** جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسیطرح برائی نکرنے
سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا مین آرام ملتا ہے اور آخرت مین ثواب ملیگا **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَتُعِیْنُ الصَّانِعَ اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ **ترجمہ**
ابوذر سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ
قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمَا تَرَکْتُ اَسْتَزِیْدُہٗ اِلَّا اِرْعَاءً عَلَیْہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت
ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑہکر ہے ثواب مین)
آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پہر کون سا آپنے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے (یعنی انکو خوش اور
راضی رکہنا اور اون کے ساتہہ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتہہ بہی سلوک کرنا) مین نے کہا پہر کون سا
آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پہر مین نے زیادہ پوچہنا چہوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپ
پر بار نگذرے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَقْرَبُ اِلَی
الْجَنَّۃِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِھَا قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ وَمَاذَا
یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے کہا اے نبی اللہ کے
کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پہ (یعنے اول وقت)
مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپنے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے مین نے کہا اور اے نبی اللہ کے آپنے
فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین **عَنْ** اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَاحِبُ ھٰذِہِ الدَّارِ

وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهٗ لَزَادَنِيْ ترجمہ ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر
والے نے اور اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام
بہت پسند ہے اللہ تعالی کو آپنے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا نیکی کرنا مان باپ
سے مین نے کہا پہر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین بیان کیا آپنے انہی کامون کو اور جو مین زیادہ
پوچھتا تو آپ اور زیادہ تبلاتے عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ
وَمَا سَمَّاهُ لَنَا ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبد اللہ
بن مسعود کے گھر کیطرف اور اُن کا نام نہ لیا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کامون مین بڑہ کر یا سب سے بڑہکر کام نماز پڑہنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی
کرنا ہے مان باپ سے ف نووی نے کہا اس مقام پہ ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتون مین سب
سے افضل ایمان کو قرار دیا پہر جہاد کو پہر حج کو اور بعض مین ایمان اور جہاد کو اور بعض مین نماز کو پہر ماں باپ سے سلوک
کرنے کو پہر جہاد کو اور بعض مین کہانا کہلانیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض مین اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانون
کو بچانے کو اور بعض مین قرآن سیکہنے اور سکہانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثون مین مذکور ہے تو اختلاف
کیا ہے علما نے کہ کیونکر جمع ہو گا ان اختلافون کا حلیمی نے قفال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے
ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہین یہ بات سب سے بہتر ہے
اور یہ مراد نہین ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہین کیا اوس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے
جہاد نہین کیا اُسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ محذوف
ہو تو ترجمہ یہ ہو گا کہ افضل کامون مین سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت مین کوئی اشکال نہین جیسے کہتے ہین
فلان شخص اونمین کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اُن کے عاقلون یا افضلون مین سے ہے
اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم مین کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگون کے لیے اور

معلوم ہے یہ بات کہ گہر والون کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگون سے بہتر نہین ہوسکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہین سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیوالے اوسکی ہمسایے ہوتے ہین حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اسکے ہمسایون سے بہی زیادہ اوسکی پرواہ نرکہتا ہو یہ کلام ہے قفال کا اس صورت مین ایمان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال ایک ہونگے فضیلت مین پر بعضی خاص صورتون مین یا خاص شخصون مین ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکہیگا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتون مین ہے اوس سے کسی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت مین مقصود نہین بلکہ محض ترتیب فی الذکر کے لیے ہے جیسے ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہین بیان کی ہین ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہون نے کہا کہ جواب مین اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تہا اون کے لیے یا جسکو انہون نے حاصل نہین کیا تہا یا پہچانا نہ تہا دوسرے یہ کہ آپنے مقدم کیا جہاد کو حج پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تہی اوس زمانے مین بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب مین ترتیب کو مقتضی نہین اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پہر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہی ہے کہ جہاد کو آپنے مقدم کیا اس لیے کہ مراد آپکی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافرون کا ہجوم ہو جاوے اوس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد مین فائدہ ہے تمام مسلمانون کا اور حج تو دوسرے وقت مین بہی ادا ہو سکتا ہے انتہی ما قال النووی ملخصًا

بَاب بَیَانِ کَوْنِ الشِّرْکِ اَقْبَحَ الذُّنُوْبِ بَیَانِ اَعْظَمِہَا بَعْدَہٗ شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور پہر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوس کا بیان عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ قَالَ قُلْتُ لَہٗ اِنَّ ذٰلِکَ لَعَظِیْمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ مَخَافَۃَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنا دے حالانکہ تجہے اللہ نے پیدا کیا (پہر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چہوڑ کر دوسرے کو مالک بنا دے یہ کتنا بڑا اندہیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) مین نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اوسکے بعد کون سا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتہ روٹی کہا دیگا **ف** یعنے تو مفلس ہو اور تجہے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کہانیکی تکلیف ہو پہر تو یہ خیال کرے کہ

اولاد کو کہانے سے کہلاؤنگا انکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے پر اور سب گناہوں سے بڑھکر ہے کس لیے کہ یہ گناہ کیا ہے مجموعہ ہے گناہوں کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا ہے اسکا رزق بھی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتھی بخیلی پانچوین بے رحمی چھٹی کمینہ پن اور بہتیری بری اور بیہودگی خدا بچاوے ایسے خیالوں سے **ف** مین نے کہا پھر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہرچند زنا کرنا مطلقاً کسی عورت کے ساتھہ ہو بڑا گناہ ہے پر ہمسایہ کی بی بی کے ساتھہ بڑا اور بہی بڑا گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے بال بچوں کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پہر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتھہ زنا کرنا کتنی بڑی بیحیائی اور خیانت ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے اوس نے کہا پہر کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کہاویگی تیرے ساتھہ اوس نے کہا پہر کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پہر اللہ تعالی نے قرآن مین اسکے موافق اوتارا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھہ کسی دوسرے خدا کو اور نہین قتل کرتے اوس جان کو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا

بَابُ الْكَبَائِرِ وَاَكْبَرِهَا باب بیان مین اون گناہون کے جو کبیرہ ہین پہر اون مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عَنْ** اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ **ترجمہ** ابو بکرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپنے فرمایا کیا نہ بتلاؤن مین تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباس

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابو اسحق نے اور
قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے
کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی
ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلیں ہیں امام
غزالی نے البسیط میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے
معنا میں سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی
چھوٹی ہو نہایت بری ہے بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑھکر ہے اور اسیوجہ
سے بعضی گناہ ایسے ہیں جو معاف ہوجاتے ہیں نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث
صحیحہ میں وارد ہے اور بعضے ایسے ہیں جو معاف نہیں ہوتے پھر اول قسم کے گناہ صغائر ہیں اور دوسرے قسم کے
کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے
ضبط میں بڑا اختلاف ابن عباس رض سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غصے یا لعنت یا
عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا
کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسیط
میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اُس سے ڈرتا نہیں نہ شرمندہ
ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہیں ابن الصلاح
نے کہا کبیرہ کہتے ہیں بڑے گناہ کو اور اُسکی کئی نشانیاں ہیں ایک یہ اوس میں حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا
شراب خواری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسرے یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکی کرنے
والے کو فاسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زمین کی نشانیاں
مٹاوے۔ امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اُس گناہ کی برائی میں
غور کر اگر اوس کی برائی اون گناہوں کی برائی سے جنکو حدیث میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ
کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا
کسی پیغمبر کو یا کعبے میں نجاست لگائی یا قرآن کو اٹھا کر نجس جگہہ میں پھینک دیا تو اوس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا
حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکدامن عورت کو پکڑا زنا کرنے

کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا دینے کے لیے تو کچھ شک نہین کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کہا جانے سے بڑہ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بتلا دیوے اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستاوینگے اور عورتون کو بیعزت کرینگے تو اسکی برائی میدان جنگ مین بہاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جہوٹ باندہے جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کہجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے اور شرع نے تصریح کردی کہ جہوٹی گواہی اور یتیم کا مال کہا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پہر اگر ان دونون کامون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بہی وہ کبیرہ ہین تا کہ ان گناہون کی جرأت جاوے اور لوگ باز آوین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی نشہ نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بہی کبیرہ ہے کیونکہ جہوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پہر جب جہوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جسکے ساتہہ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پہر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بہی کبیرہ ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعض گناہون کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بہی ہین اور صغیرہ بہی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہے کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ ایسا ہی ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چہپایا۔ علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتہہ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار (یعنے بار بار کرنا) کے ساتہہ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اوس گناہ کو کرے جس سے اوسکی بے پروائی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو پہونچ جاوین ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرے اور اوس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پہر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین اگر بار بار توبہ با ندامت ہو کیا حدیث مین ہے کہ جس نے استغفار کیا اوس نے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے ÷

ف شرک کرنا اللہ کے ساتہہ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرا نافرمانی کرنا ماں باپ کی

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت
چھوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابن
عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ باتفاق
علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور واجب نہین البتہ جہاد بغیر مان باپ کی اجازت
کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے
جانے سے اور اس سے اُنکو بہت رنج ہوتا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا
اور کسی صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے
والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اسپر شرع کے روسے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضون
نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق
ہے اور مشتبہ کامون مین بھی اون کی اطاعت بعضی علما نے وجب کی ہے اور ہمارے علما نے جو طلب علم یا
تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر مان باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہے جو ہم نے
بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی
اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون
اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہے اسلیے بے مان باپ کی اجازت
کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل وعیال کے تو اُس
مین اجازت اونکی ضرور نہین پر جہانتک ہو سکے اگر اون کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی
کماوے تو بہتر ہے **ت** تیسری جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہر چند والدین
کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہو سکتی اس صورت مین تاویل
کرنا ہوگی کہ مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھکر کرے یا
من کا لفظ محذوف ہو یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ
جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم
تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے
لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے انتہی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تھے آپ بیٹھ گئے اور بار

بار بار فرمانے لگے (تا کہ لوگ خوب آگاہ ہو جاویں اور ان کاموں سے باز رہیں) ہم نے اپنے دل مین کہا کاش آپ
چپ ہو رہیں (تا کہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہون کا خیال کرکے کہ لوگ اُنکو کیا کرتے ہین) عن
انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکبائر قال الشرک باللہ وعقوق الوالدین و
قتل النفس وقول الزور ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں
کے باب مین وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھہ اور نافرمانی کرنا مان باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور
جھوٹ بولنا عن انس بن مالک قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر
او سئل عن الکبائر فقال الشرک باللہ وقتل النفس وعقوق الوالدین وقال الا
انبئکم باکبر الکبائر قال قول الزور او شہادۃ الزور قال شعبۃ واکبر
ظنی انہ قال شہادۃ الزور ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان
کیا کبیرہ گناہون کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہون کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھہ اور ناحق خون
کرنا اور نافرمانی مان باپ کی اور آپ نے فرمایا مین تمکو بتلاؤن سب کبائر مین بڑا کبیرہ وہ جھوٹھہ بولنا
ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا ف امام نووی نے
جو فائدہ اوپر لفصل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے جھوٹی گواہی کو شرک
سے کیونکر بڑہایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تھا کیونکہ خوف ہوگا
لوگون کے پڑجانے کا اس گناہ مین اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہین کیونکہ شرک
سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور ایک بہید یہ بہی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی
گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندون پر ویسے ہی
شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پہر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکہا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے سے
بہی باک نہ کریگا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہین جنکے دل مین اللہ کی
عظمت مطلق نہین ہوتی تب تو اُسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہین اور جھوٹی قسم کہاتے ہین دو
پیسے کی طمع مین ایمان کہوتے ہین پس ایسے شخص شرک کرنے مین یا شرک کی بات کہنے مین کب رکینگے
اگر انکو ایک ذرا سی بہی طمع دیجاوے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قیل یا رسول اللہ وما ہن قال الشرک باللہ

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا رسول اللہ کون سے گناہ ہیں آپ نے فرمایا خدا کے ساتھہ شرک کرنا اور جادو **ف** نووی نے کہا یہ دلیل ہے اوس ہمارے مذہب کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور جلانا اور سیکہنا اور سکہانا سب حرام ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ جادو کا سیکہنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادوگر کی شناخت ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیا اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگون کے نزدیک حدیث محمول ہے جادو کی جلانے پر **ف** اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کہانا اور یتیم کا مال کہا جانا اور لڑائی دن کافرون کے سامنے سے بہاگنا اور خاوند والی ایمان دار پاک دامن عورتون کو جو بدکاری سے واقف نہین عیب لگانا **ف** یعنی اونپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے کہا اس حدیث مین سات گناہ مذکور ہین اور ایک روایت مین تین اور ایک روایت مین چار اس لیے کہ یہ بڑے سخت گناہ ہین اور اکثر واقع ہوتے ہین خاصکر جاہلیت کے زمانے مین یہ گناہ بہت واقع ہوتے تہے اور اسکے بعد کی حدیث مین ایک اور گناہ مذکور ہے اپنی مان باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث مین چغل خوری اور پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابون مین جہوٹی قسم کہانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا بہی آیا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان مین منحصر نہین ہین بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہین ابن عباس سے منقول ہے ان سے کسی نے پوچہا کبیرہ گناہ سات ہین انہون نے کہا سات سے ستر تک ہین بلکہ سات سو تک اور تحقیق کبیرہ کی گذر چکی **حدیث** عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون مین سے ہے گالی دینا اپنے مان باپ کو لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی مان باپ کو آپ نے فرمایا ہان دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو پہر وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی مان کو وہ گالی دیتا ہے اسکی مان کو **ف** تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے مان باپ کو گالی کہلانیکا تو گویا اوس نے

باب منہ

ان

خود گالی دی اپنی ماں باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اوس کے ہاتھ مین ہے کسی کو گالی دینا پھر آپ
گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ
کام اسکی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بدکام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اس شخص کے
ہاتھ جو اوسکی شراب بناتا ہے یا ہتھیار بیچنا اوس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب**
تحریم الکبر وبیانہ کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اسکا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ
ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَنَعْلُہٗ حَسَنَۃً قَالَ
اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نجاویگا وہ شخص جس کے دل مین رتی برابر بھی غرور
اور گھمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اسکا کپڑا اچھا ہو اوسکا جوتا اچھا ہو (اور ون سے
تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو **ف** یعنی اللہ جل جلالہ
سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو
عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسقدر حلال ہین وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر شرع کے روسے حلال بلکہ
بہتر ہین اور یہ چیزین کبر اور غرور مین داخل نہین اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسرون سے بہتر کپڑا پہننا
چاہتا ہے یا جوتا پہننا تو یہ برا نہین بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ
سب صفات ہین اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہین پس انکا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکہنا
کسی طرح برا نہین ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہین ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہین جو آگے بیان ہونگے
نووی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنون مین اختلاف کیا ہے بعضون
نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اسکے
تمام نام بہتر ہین اور تمام صفات جمال اور کمال اسمین موجود ہین ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل
یعنی بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا
اور بعضون نے کہا اوسکے افعال جمیل ہین کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندون پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا
ہے تہوڑی ایسے آسان کامون کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث مین خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنی کی حدیث مین بہی یہ اسم موجود ہے لیکن اسکی اسناد مین
گفتگو ہے اور مختار یہ ہی کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعض علما نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ
اللہ جل جلالہ کے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع
کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسما اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز
کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نقل سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دین
تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پہر اطلاق کے جائز ہونے کیلیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی
آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنے خبر واحد
کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اون کا درجہ اور رتبہ ہر
ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور
عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح
ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہ ہے کہ کوئی حکم نکیا جاوے جب تک شرع وارد نہو نہ حلت نہ حرمت
نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت
ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا
اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالی پر اون اسما اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے
اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہون
تو بعضون نے اون کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت
یا حدیث متواتر یا اجماع نہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوس کے اطلاق میں اختلاف ہے
قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ما قال النووی سراج الوہاج مین ہے
کہ اللہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقف صحیح ہے یعنے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے
ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے
معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسما و الصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے
ف غرور اور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنے اپنی بات کی پچ سے یا نفسانیت سے
ایک بات جو اچھی ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجھے ف اور اپنے

اصل اشیا مین اباحت ہے

اللہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقیف ہے

نیکین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت
ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہو جاتے ہین اور اُس سے دشمن ہو جاتے ہین اس کم بخت صفت کی
وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بہی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو
شخص گھمنڈ کرتا ہے اور جو دوسری لوگ اوسکی فکر مین رہتے ہین اور کسی موقع پر اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہین
کہ اُسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طا مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون
کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابوداؤد نے بھی اُسکو اسی طرح
نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اسکا بہی یہی ہے عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ
حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ
کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاوے گا وہ شخص جسکے
دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف
ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا
بہی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ
کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو اُن کے دلون مین رائی کے دانے کے برابر بہی غرور نہوگا اس لیے
کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا بہشتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھٹک تہی اون مین اور یہ دونون تاویلین
بعید ہین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بابت سے بچانے کے لیے
اور ان دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور
محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اُسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر
اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ
پہلی بار مین جنت نہ جاویگا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدَّلِيلِ عَلَى اَنَّ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ
جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت مین جاویگا اور جو شرک کی حالت مین مرے وہ جہنم مین جاویگا ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَكِيعٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت مین ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم مین جاویگا عبد اللہ بن مسعود نے کہا مین کہتا ہون جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت مین جاوے گا ف ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخون مین اور صحیح بخاری مین اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخون مین اس کے برعکس ہے یعنے پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونون جملے مرفوعًا جابر سے ثابت ہین پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہون نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و حدیث سے انہون نے خود نکالا مگر اسمین یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے خود دوسری روایت مین دونون جملون کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہوگا اس لیے انہون نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو باتین کون سی ہین جو واجب کرتی ہین جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نکرتا ہو تو وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص مر جاوے اور وہ اسکے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم مین جاویگا ف نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانون کا لیکن مشرک کا جہنم مین جانا وہ عموما ہے وہ جہنم مین جاویگا اور ہمیشہ اسمین ہمیشہ رہیگا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافرون کا بھی حکم ہے ان مین کوئی فرق نہین یعنی

زہرہ قلت

قال

وہ سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام
کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاوے اوسکے کفر کا کسی امر کے
انکار سے اور جو شرک سے موحد ہوا اوسکا جنت میں جانا بھی یقینی ہے پھر اگر اوس نے کبیرہ گناہ پر اصرار
نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی دہلہ میں جنت میں جاویگا اور جو کبیرہ پہ اصرار ہوا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر
ہی چاہے اوسے معاف کرے اور سیدہا جنت میں لیجاوے اور چاہے چند روز عذاب کر کے پھر جنت
میں لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ
لَقِيَهٗ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جاوے
گا اور جو اُس سے ملے اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جاوے گا عَنْ أَبِي ذَرٍّ يُحَدِّثُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ
مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ
زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ ترجمہ ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے
اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت میں سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہوگا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اگرچہ
وہ زنا کرے یا چوری کرے اُنہوں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب پر
کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چند روز کے بعد وہاں سے نکلکر پھر جنت
میں جاویگا اور اوپر اسکا بیان مفصل گذر چکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا
حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اُس گناہ میں مبتلا ہو جو حق اللہ ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں
نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکلکر آخر کو جنت میں ضرور جاویگا عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ
سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ أَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ
أَبِي ذَرٍّ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوے پھر میں آیا تو آپ سو رہے تھے پھر میں آیا

تو آپ جاگتے تھے میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جو بندہ لا اله الا الله کہے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر (یعنے اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت میں جاویگا میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار ایسا ہی فرمایا چوتھی بار میں آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے **ف** یعنی ابوذر کی ذلت ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی راے اور مرضی کے خلاف تہا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر اون کی بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے سے بھی کیا وہ جنت میں نہ جاویگا گویا اُن کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی وسکو جنت ملے گی **ف** پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے **ف** یعنی جو لفظ حضرت نے فرمایا تہا وسکو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہا محبت تھی ابوذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

بَابُ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ جب کافر لا اله الا الله کہے پھر قتل اوسکا حرام ہے

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِيْ فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَفَاَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهٗ قَدْ قَطَعَ يَدِيْ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ قَطَعَهَا اَفَاَقْتُلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ

ترجمہ مقداد بن اسود سے روایت ہے کہا یا رسول اللہ اگر میں ایک کافر سے بھڑوں وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے میں تابع ہو گیا اللہ کا کیا میں اوسکو قتل کروں جب وہ یہ کہہ چکا آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو میں نے کہا یا رسول اللہ اوس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اوسکو قتل کروں آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو اگرچہ تجھکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اُسکا سا ہوگا جبتک اوس نے یہ کلمہ نہیں کہا تہا **ف** ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہو جاوےگا یعنی مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہو جاویگا یعنی جیسے وہ تہا اسلام لانے سے پہلے یعنی

اسناد [illegible]

قال قال

کافر ہوجاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہو سکتا خصوصًا اُس صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اُس نے مسلمان کو زخمی بہی کیا ہو نووی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علما نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی یہ ہین جو امام شافعی اور ابن القصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لا آلہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تہا اوسکے قتل سے پہلے اور تو نے جب اُسکو قتل کیا تو تو اوس کی مثل ہو گیا یعنے تیری جان کی حرمت نرہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اسکا حال تہا اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہو گیا حق کی مخالفت مین اور گناہ کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک پہونچا تہا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا - پہر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے یعنے کسی کافر کو لا آلہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضون نے کہا اوسپر کچہ نہین نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تہا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اونپر واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجہکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید پڑہنے سے مسلمان نہین ہو سکتا ایسی حالت مین اور دیت کے واجب ہونے مین امام شافعی کے دو قول ہین پہر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فورًا واجب نہین اور دیت بہی اسواسطے نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہونگے عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا الْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَاَمَّا مَعْمَرٌ فَفِيْ حَدِيْثِهٖ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے لیے اور معمر کی روایت مین ہے کہ جب مین جہکون اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لا آلہ الا اللہ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ ترجمہ مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف تہے بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آئے تہے اور اُن سے عہد کر چکے تہے) اور بدر

کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا کہتے ہین اگر مین بھڑ دار
ایک کافر سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَهٰذَا حَدِيثُ
ابْنِ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ
مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ
فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَالَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا
شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّي اَسْلَمْتُ
يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاَنَا وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي اُسَامَةَ
قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَقَالَ
سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَاَنْتَ وَاَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ اَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ
فِتْنَةٌ ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ مین بھیجا (سریہ
کہتے ہین لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمین چار سو آدمی تک ہوتے ہین) ہم صبح کو لڑے حرکات سے جو جہینہ مین
سے ہے (حرکات بضم حا و فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر مین نے ایک شخص کو پایا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا
مین نے برچھہ سے اوسکو مار دیا بعد اوسکے میرے دل مین وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا)
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے
اُسے مار ڈالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے ہتیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اُسکا
دل چیر کر دیکھا تھا تا تجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہین (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے
کہان سے معلوم ہوا) پھر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کاش مین اسی دن مسلمان
ہوا ہوتا (تو اسلام لانیکے بعد ایسی گناہ مین مبتلا نہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف
ہو جاتے ہین) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی مین کسی مسلمان کو نہ مارونگا جب تک اُسکو ذو البطین
یعنے اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہین پیٹ کو اسامہ کو ذو البطین اس لیے
کہتے ہین کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو اُن سے جبتک کہ فساد نہ رہے
اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم تو لڑے (کافرون سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

لو اور تیرے ساتھی اسلیے لڑتے ہین کہ فساد ہو ف اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ انفال مین وَقَاتِلُوا
هُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ لڑو کافرون سے یہانتک کہ فساد نہ رہے یعنے اونکا
زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان مین خلل نڈال سکین) اور ہو جاوے دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس
آیت کے پڑھنے سے یہ تہا کہ مسلمان بہی اگر فساد کرین تو اون سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا
کہ یہ تو اور فساد بڑہانا ہے آپس مین لڑنا اور ہماری لڑائیان فساد مٹنے کے لیے تہین عن اُسَامَةَ
بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا
الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ
قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا
قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ
ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کیطرف بہیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ
مین سے پہر ہم صبح کو وہان پہونچے اور اون کو شکست دی مین نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر
ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گہیر لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اوس سے ہٹ گیا اور
مین نے بہالے سے اوسکو مارا یہانتک کہ وہ مر گیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہونچی (اور پہلی روایت مین ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پہر اسامہ
نے بہی ذکر کیا ہوگا اوس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو نے اسکو مار ڈالا لا الہ
الا اللہ کہنے کے بعد مین نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئین بچانے کے لیے کہا آپ نے فرمایا تو نے
اوسکو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد پہر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کاش مین
مسلمان نہوا ہوتا اوس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجہپر نہوتا) عن صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَ
أَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ إِلَى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ
فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِّنْ إِخْوَانِكَ حَتّٰى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا
جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهِ حَتّٰى

دار الحديث فلما دار الحديث اليه حسر البرنس عن راسه فقال
اُرِيدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ
الْمُسْلِمِينَ اِلٰى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَاِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِذَا شَاءَ
اَنْ يَقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَاِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ
قَالَ وَكُنَّا نُحَدَّثُ اَنَّهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ وَاَخْبَرَهُ حَتّٰى اَخْبَرَهُ خَبَرَ
الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ لِمَ قَتَلْتَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ
وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا وَاِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَقَتَلْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ
فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَجَعَلَ لَا يَزِيدُهُ عَلٰى اَنْ يَقُولَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ **ترجمہ** صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبد اللہ
بجلی نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبد اللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے
چند بھائیوں کو تا میں ان سے باتیں کروں عسعس نے لوگوں کو کہلا بھیجا وے اکٹھے ہوئے تو جندب
آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے
تھے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ جوہری نے کہا برنس
ایک لمبی ٹوپی تھی جسکو لوگ ابتداے اسلام میں پہنتے تھے) انہوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے
یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی ان کو بات کرنا ضرور پڑا) تو انہوں
نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے
حدیث تمہارے پیغمبر کی **ف** حدیث میں یوں ہے ولا ارید ان اخبرکم عن نبیکم جسکا لفظی ترجمہ یہ
ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہ تھا تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ مطلب نہیں نووی نے کہا
تمام نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور میں نے بھی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تھے اون میں
یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب میں ایسا ہی ہے پر نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے
حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے لا ارید الا ان

ن دبجهم

لح ن فقال

خبیر کم عن نبیکم اوس صورت مین تو مطلب صاف ہے یعنے میرا ارادہ کچھ تہا سوا اسکی کہ حدیث بیان
کرون تم سے تمہاری پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین الا کا لفظ نہین
ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ
اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود عسعس کو کہلا بہیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سی حدیث بیان
کرون گا پہر جب آئی تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح
سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ یہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنی مین
تمہاری پاس آیا اس ارادے سی کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو جاوے
گا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ - اور مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا
کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تمہاری پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ اپنی
طرف سی باتین کرنیکا پر مین اب اپنی ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری مین ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ
استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان
کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون
کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین)
تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جس مسلمان پر چاہتا اوس پر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے
اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگون نے ہم سی کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تہے پہر جب اونہون نے تلوار
اوس پر سیدہی کی تو اوس نے کہا لا الہ الا اللہ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری
لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپنے اُس سی حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک
کہ اس شخص کا بہی حال کہا یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے انکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا اسامہ
نے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون
کا پہر مین اوس پر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا ہان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا
جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپنے فرمایا تم

کیا جواب دو گے لآ الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے
اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لآ الہ الا اللہ کا جب
وہ آوے گا قیامت کے روز **باب** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اُٹھا وے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمپر ہتیار
اوٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانون
پر ہتیار اوٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ
جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ
حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے
پر نہین ہے انتہے **عَنْ** سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے
وہ ہم مین سے نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابو موسیٰ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھاوے
وہ ہم مین سے نہین ہے **باب** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانون کو فریب دیوے
وہ مسلمان نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ
مِنَّا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ہے اور جو شخص

ہم کو دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا ہاتھ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچھا اے اناج کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تہا اوس پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پہر تو نے اوس بہیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکہا کہ لوگ دیکہہ لیتے جو شخص فریب کرے دہوکا دیوے وہ مجہہ سے کچہ علاقہ نہین رکہتا

بَابُ تَحْرِیْمِ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ اَوْ شَقِّ الْجُیُوْبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ گال پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیۃ کی سی باتین کرنا حرام ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ شَقَّ الْجُیُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ هٰذَا حَدِیْثُ یَحْیٰی وَاَمَّا ابْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَیْرِ اَلِفٍ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون کو پہاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری روایت مین اَوْ کے بدلے وَ ہے ف یعنی یون ہے جو شخص گالون کو پیٹے اور گریبانون کو پہاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے (یعنی مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین اِنَّا لِلّٰهِ

وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضائقہ نہیں جاہلیت کی سے باتیں یہ ہیں کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے عَنِ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَشَقَّ وَدَعَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ امْرَاَۃٍ مِّنْ اَھْلِہٖ فَصَاحَتِ امْرَاَۃٌ مِّنْ اَھْلِہٖ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْھَا شَیْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِیْءَ مِنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرِیْءَ مِنَ الصَّالِقَۃِ وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ ترجمہ ابو بردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیمار ہوئے اونکو غش آگیا اون کا سر ایک عورت کی گود میں تہا اون کے گہر والون مین سے تو ایک عورت چلائی اون کے گہر والون مین سے ابو موسی کو طاقت نہوئی اوسکو منع کرنیکی جب ہوش آیا تو کہا مین بیزار ہون اوس سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین آپ بیزار ہوئے ہین چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت مین چلاکر رووے) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی مین بال منڈاوے) اور کپڑا پہاڑنیوالی سے **ف** نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالقہ منہ پیٹنےوالی کو کہتے ہین عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ وَاَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَا اُغْمِیَ عَلٰٓی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ تَصِیْحُ بِرَنَّۃٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَکَانَ یُحَدِّثُھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ عبد الرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیہوش ہوگئے تو انکی عورت ام عبد اللہ آئی چلارہی تہی رو رو کر پھر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بیزار ہون اوس شخص سے جو بال منڈاوے اور چلاکر رووے اور کپڑے پہاڑے (مصیبت مین کیونکہ یہ کافرون کی رسمین ہین) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَیْسَ مِنَّا وَلَمْ یَقُلْ بَرِیْءٌ ترجمہ ابو موسی سے دوسری روایت بھی ایسی آئی ہے اوسمین یون ہی

صلق

باب بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ چغلخوری سخت حرام ہے اور ہم مین سی نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے

عن حُذَيْفَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہونچی کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تہے چغل خور جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی بات دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کیلیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجہے ایسا کہتا تہا اور حالانکہ چغلی کچہ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس سے اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سی ہو یا اشارے اور کنائے سی سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو ناگوار ہو پہر اگر کسی شخص کو دیکہا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سی تو چغلی کی پہر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اوسکو چہ باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اسکی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اسکام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اوسکو تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک بُرا ہے (یعنی چغلی کہانیوالا) چوتہی یہ کہ اپنے بہائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نکرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نکرے اور اُسکو دریافت نہ کرے چہٹی یہ کہ خود چغلی خور نہ بنے یعنے اوس بات کو کسی اور سے نقل نکرے ورنہ خود اوسی گناہ مین پہنسیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تہا انتہے۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو منع نہین مثلا کوئی کسیکو قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکہتا ہو تو اوسکو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت مین واجب ہو یا مستحب لیکن مصنف حکم کہتا ہے اُس بات کو دیکہنا چاہیے اگر اوسکے فاش کرنے مین یا امام یا حاکم سے کہنے مین عام کی بہلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف اوس شخص کا ضرر ہے تو اسکا کہنا ضرور نہین ہے پہر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاویگا

تو اوس مین وہی دو تاویلین ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام سمجہہ دوسری یہ کہ مراد یہ ہے
کہ چغل خور اور اچہی جنتیون کے ساتہہ بہشت مین نہ جاویگا **عن** ھَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ کَانَ
رَجُلٌ یَنْقُلُ الْحَدِیْثَ اِلَی الْاَمِیْرِ قَالَ وَکُنَّا جُلُوْسًا فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ یَنْقُلُ الْحَدِیْثَ
اِلَی الْاَمِیْرِ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰی جَلَسَ اِلَیْنَا فَقَالَ حُذَیْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے
ایک شخص لوگون کی باتین حاکم سے بیان کیا کرتا ایکبار ہم مسجد مین بیٹہے تہے لوگون نے کہا یہ شخص حاکم
تک بات کو پہونچاتا ہے پہر آیا اور بیٹہا ہمارے پاس حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تہے جنت مین نہ جاویگا چغل خور **عن** ھَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا
مَعَ حُذَیْفَةَ فِی الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَیْنَا فَقِیْلَ لِحُذَیْفَةَ اِنَّ هٰذَا یَرْفَعُ
اِلَی السُّلْطَانِ اَشْیَاءَ فَقَالَ حُذَیْفَةُ اِرَادَةَ اَنْ یُّسْمِعَهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد مین
حذیفہ کے ساتہہ بیٹہے ہوے تہے اتنے مین ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آبیٹہا گیا لوگون نے حذیفہ سے
کہا یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے حذیفہ نے اسکو سنانیکی نیت سے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے سنا آپ فرماتے تہے جنت مین نہ جاوے گا چغل خور **باب** بَیَانِ غِلْظِ تَحْرِیْمِ اِسْبَالِ الْاِزَارِ
وَالْمَنِّ بِالْعَطِیَّةِ وَتَنْفِیْقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَیَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تہبند ٹخنون سے زیادہ نیچے رکہنے کی اور احسان کر کر جتانے
کی اور مال کو جہوٹی قسم کہا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور اون تین آدمیون کا بیان جن سے اللہ تعالے
قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ اون کیطرف دیکہیگا نہ ان کو پاک کریگا بلکہ اُنکو دکہہ کا عذاب ہوگا **عن**
اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا
یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ
وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْکَاذِبِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ اون کیطرف دیکہیگا

خصال

مرات

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کرے گا گناہون سے اور انکو دکھہ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا ابوذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان مین پڑے وہ کون ہین یارسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو لٹکانے والا **ف** یعنی تہبند یا پاجامے کو یا کرتے کو ٹخنون سے نیچے غرور اور تکبر کے راہ سے جیسے دوسری حدیث مین صاف آیا کہ اللہ تعالی نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غرور سے۔ اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور سے لٹکا دے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے حضرت ابوبکر کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت مین حضرت ﷺ نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث مین صاف آگیا ہے جسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا اونہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لٹکانا ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامے مین اور جو کوئی ان مین سے کسیکو لٹکا دے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالی اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) **ف** دوسری احسان کرکے اسکو جتانیوالا **ف** یعنے اوچھا مثل مشہور ہے خدا اوچھے کا احسان نہ کرا دے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو تہذیب یہ ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے مین اپنا احسان اوسپر نہ جتاوے ورنہ نیکی برباد گنہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** جیسے بے ایمان تاجرون کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہین اگر خریدار کو اوس کی قیمت مین یا خرید مین تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہین اور خریدار دھوکے مین آکر خرید لیتا ہے **عن** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الْمَنَّانُ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّہٗ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ۔

ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے روز ایک تو احسان جتانیوالا جو دیکر احسان جتا دے دوسرے اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لٹکانیوالا **عن** سُلَیْمَانَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ **ترجمہ** اس روایت

بیان کہ تین آدمیون سے اللہ بات نکرے گا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا یزکیھم ولا ینظر الیھم قال ابو معاویۃ ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے خدا بات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ انکو پاک کرے گا نہ اونکی طرف دیکھے گا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے ایک تو بوڑہا زنا کرنیوالا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور ف ہر چند حرام کاری اور جھوٹھ اور غرور سب کے حق مین برا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حقمین نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑہاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہوجاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا سراسر شقاوت ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جھوٹھ بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ انکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہوسکتا تو اب گناہ کرنا گویا عمداً خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دہرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم رجل علی فضل ماء بالفلاۃ یمنعہ من ابن السبیل ورجل بایع رجلا بسلعۃ بعد العصر فحلف لہ باللہ لاخذھا بکذا وکذا فصدقہ وھو علی غیر ذلک ورجل بایع اماما لا یبایعہ الا لدنیا فان اعطاہ منھا وفی وان لم یعطہ منھا لم یف ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جنسے خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ اونکو دیکھیگا نہ انکو گناہ سے پاک کرے گا اور انکے لیے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اس پانی سے روکے ف اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت ہے اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانور کو اس پانی سے روکنا چاہیے جو ضرورت سے زیادہ ہو پھر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اوسکو

پالنی دنیا و جب نہین (انتہے) **ف** دوسرے وہ جس نے کسی کے ہاتھہ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کہائی کہ مین نے اتنے کو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ سمجھا اوس کی بات کو حالانکہ اتنے کو اُس نے نہین لیا تہا (یعنے جہوٹی قسم کہائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ وہ متبرک وقت ہی فرشتون کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہی خرید اور فروخت کا) تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پہر اگر امام نے اوسکو کچہہ دیا دنیا کا مال تو اوس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نکی (تو اس شخص نے گویا دہوکا دیا مسلمانون کو بیعت کرکے کہ وہ اس کے عہد کے پہر دسے رہے اور یہ دنیا کے فکر مین تہا عہد کی پرواہ نتہی) **عَنِ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہی جس نے نرخ کیا ایک مال کا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُرَاهُ مَرْفُوْعًا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهٗ وَبَاقِيْ حَدِيْثِهٖ نَحْوُ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ **ترجمہ** یہ روایت بہی ایسی ہی اسمین یہ ہے جس نے قسم کہائی عصر کی نماز کی بعد ایک مسلمان کے مال پر پہر مار لیا اوسکو (یعنے جہوٹی قسم کہاکر) **بَابُ** بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ وَاَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِي النَّارِ وَاَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم مین اور نہ جانا جنت مین سوا مسلمان کے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئین آپ لوہے کے ہتیار سے مار لیوے تو وہ ہتیار اوس کے ہاتہہ مین ہوگا بہونکتا رہیگا اسکو اپنے پیٹ مین جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمین اور جو شخص زہر پیکر اپنی جان لیوے تو وہ چسکا کریگا اُسی زہر کو جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ اُسمین رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گراکر اپنے تئین مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ مین سدا اُسکا یہی حال ہی گا (کہ اونچے مقام سے نیچے گریگا) **ف** نووی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کر ایسے کامون سے اپنی جان دیوے وہ تو

کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم مین رہیگا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہی تیسرے یہ کہ اوسکی فعل کا بدلہ یہی تہا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ جہنم مین نرہے گا **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهٗ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْ شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهٗ **ترجمہ** ثابت بن ضحاک سے روایت ہی انہون نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپنے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسیبات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یون کہے اگر مین ایسا کام کرون تو نصرانی ہون یا یہودی ہون یا ہندو ہون) جہوٹی قسم تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا **ف** یعنی کافر ہوگیا یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوس کے دلمین اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہی وہ تو بلا شبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہین بلکہ اسلام اوس کے دل مین راسخ ہے تو وہ کافر نہوگا اس صورت مین کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے بدقسم کہاتا **ت** اور جس نے قتل کیا اپنے تئین کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہین جو اوس کے اختیار مین نہین یا اوس کے ملک مین نہین (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی) **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ **ترجمہ** ثابت بن ضحاک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پورا کرنا واجب نہین جو اوس کے ملک مین نہین اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اسکو قتل کرنا **ف** نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہی امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کرنا درست نہین اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مرگیا ہو مگر اوس کافر پر جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہی جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں

کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اسکی کافرون پر یا یہودیون پر یا نصاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت
اور قتل دونون حرمت مین برابر ہین اگرچہ قتل بہت سخت ہے بہی اختیار کیا ہے مازری نے **ت**
اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا مین کسی چیز سے تو وہ اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص
جہوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑہانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کردیگا اور جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے جہوٹی
ف اوسکا مال بہی اللہ تعالی کم کردیگا نووی نے کہا یہان یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے
کے مبتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت مین پورا آیا ہے جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملیگا اور وہ اوسپر غصے ہوگا **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ
كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثُ سُفْيَانَ
وَاَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيْثُهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى
الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ **ترجمہ** ثابت
بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور دین کی سوا اسلام
کے جہوٹہہ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئین کسی سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی
چیز سے جہنم کی آگ مین یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت مین ہے جو شخص قسم کہاوے کسی دین
کی سوا اسلام کے جہوٹہہ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز
سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعٰى بِالْاِسْلَامِ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ
فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ قُلْتَ
لَهٗ اٰنِفًا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمُتْ
وَلٰكِنَّ بِهٖ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ
فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا

الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجای حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا اسلام کا (یعنے اپنے تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو وہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گیا بعض مسلمانوں کو شک ہونیکو تھے (کیونکہ ظاہر حال سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اُس نے اپنے تئین آپ مار لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اُسکا بھیجا ہوا ہوں (اسلیے کہ اللہ تعالی نے جو بات آپکو بتلادی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے حکم کیا بلال کو اُنہوں نے منادی کردی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے **ف** یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان ولمین کافر اگرچہ اُس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچاوے پر وہ جنتی نہیں ہوسکتا **عَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ

نصل

فِی طَلَبِہٖ حَتّٰی جُرِحَ جُرْحًا شَدِیْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَیْفِہٖ بِالْاَرْضِ وَ ذُبَابَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیْہِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَیْہِ فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِکَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَہْلِ الْجَنَّۃِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَ ہُوَ مِنْ اَہْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَہْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَہُوَ مِنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ **ترجمہ** سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکون کا سامنا ہو جنگ مین تو لڑے پھر جب آپ اپنی لشکر کیطرف جہکے اور وہ لوگ اپنے لشکرون کیطرف گئے تو آپ کے اصحاب مین ایک شخص تہا (اوس کا نام قزمان تہا اور وہ منافقون مین سے تہا) اِکّے دُکّے کو نہ چہوڑتا بلکہ اُسکا پیچہا کر کے تلوار سے مار ڈالتا (یعنے جس کافر سے بھڑتا اُسکو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے ایک شخص ہم لوگون مین سے بولا مین اوسکے ساتھہ رہون گا (اور اسکی خبر رکہون گا کہ وہ کون سا کام کرتا ہے جہنم مین جانیکا کیونکہ ظاہر مین تو وہ بہت عمدہ کام کرتا تہا) پہر وہ شخص اسکے ساتہہ نکلا جہان وہ ٹہرتا یہ بہی ٹہیر جاتا اور جہان وہ دوڑ کر چلتا یہ بہی اُسکے ساتہہ دوڑتا آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخمون کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مرنا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکہا اور نوک اوسکی دونون چہاتیون کے بیچ مین پہر اوسپر زور دیا اور اپنے تئین مار ڈالا تب وہ شخص (جو اوسکے ساتہہ گیا تہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ آپ اللہ کے بہیجے ہوئے ہین آپنے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابہی جس شخص کو جہنمی فرمایا تہا اور لوگون نے اوسپر تعجب کیا تہا تو مین نے کہا تہا مین تمہارے واسطے اوسکی خبر رکہون گا پہر مین اسکی تلاش مین نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اوس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکہا اور نوک اسکی دونون چہاتیون کے بیچ مین پہر زور دیا اوسپر یہانتک کہ مار ڈالا اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر فرمایا کہ آدمی جنتیون کے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور جہنمیون کے سے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے **ف** تو انسان کو چاہیے کہ اپنے اعمال پر غرور نہ کرے اور بہروسا نہ رکہے بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح گنہگار کو نا اُمید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید خدا اوسکا خاتمہ عمدہ کر دیوے **عَنِ** الْحَسَنِ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ خَرَجَتْ بِہٖ قَرْحَۃٌ فَلَمَّا اٰذَتْہُ انْتَزَعَ سَہْمًا

مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ ترجمہ حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگون مین ایک
شخص کے پھوڑا نکلا اوسکو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش مین سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا
اوس سے پھر خون بند نہ ہوا یہانتک کہ وہ مرگیا تب اللہ تعالی نے فرمایا مین نے حرام کیا اوس پر جنت کو پھر
اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کیطرف بڑہایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھہ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد مین **ف** قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد
یہہ ہو کہ اوسپر جنت حرام ہے اوسوقت جب اچھے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب مین طول ہوگا یا وہ
رکا رہے گا اعراف مین نووی نے کہا احتمال ہے کہ اوسوقت کی شرع مین کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہو جاتا
ہو اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا
اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا **عَنِ** الْحَسَنِ يَقُولُ حَدَّثَنَا
جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ
فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ ترجمہ حسن سے روایت ہے ہم سے جندب بن عبد اللہ
بجلی نے اس مسجد مین حدیث بیان کی پھر ہم اسکو نہین بھولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جھوٹ باندھا
ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص
کے پھوڑا نکلا پھر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا **باب** غلظ تحریم الغلول وانہ
لا يدخل الجنة الا المؤمنون مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نجاوینگے
مگر وہی جو ایماندار ہین **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ
صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا
عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ
فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ
اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ

الجنۃ الا المؤمنون ترجمہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہے اور فلانا شہید ہے یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسکو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنے چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اوٹھ اور پکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائینگے جو ایمان والے ہیں (اور چور نجاوینگے) حضرت عمر نے کہا میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگوں میں خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جاوینگے جو ایماندار ہیں عن ابی ہریرۃ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذھبا ولا ورقا غنمنا المتاع والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ وھبہ لہ رجل من جذام یدعی رفاعۃ بن زید من بنی الضبیب فلما نزلنا الوادی قام عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل رحلہ فرمی بسھم فکان فیہ حتفہ فقلنا ھنیئا لہ الشھادۃ یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتھب علیہ نارا اخذھا من الغنائم یوم خیبر لم تصبھا المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او شراکین فقال یا رسول اللہ اصبت ھذا یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے خیبر کیطرف پھر اللہ نے فتحدی ہمکو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھہ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ آپ کا ایک غلام تھا (جسکا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جسکا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضبیب میں سے جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا کجاوہ کہول رہا تھا اتنے میں ایک (غیبی) تیر اسکو لگا جسمیں اوسکی موت تھی ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھہ میں محمد کی جان ہے وہ شملہ اوسپر انگار کیطرح سلگ رہا ہے جو اوس نے مال غنیمت میں سے خیبر

کے دن لے لیا تہا اور اُسوقت تک غنیمت تقسیم نہین ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین خیبر کے دن انکو پایا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمے انگار کے ہین (یعنی اگر تو انکو داخل نکرتا تو یہ تسمہ انگار ہو کر قیامت کے دن تجہپر لپٹتا یا تجہے عذاب ہوتا ان تسمون کیوجہ سے) **ف** نووی نے کہا ان دونون حدیثون سے یہ احکام نکلتے ہین ایک تو غلول یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت مین دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر مین یہانتک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی اوتنی ہی حرام ہے تیسرے یہہ کہ جسنے غلول کیا اوسکو شہید نہ کہین گے چوتھی یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت مین نہ جاویگا اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا پانچوین یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کہانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کہائی چھٹی یہ کہ جس نے کچہ چوری کی غنیمت کے مال مین تو اوسکو وہ چیز پہیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پہیر دے تو اسکو لے لین اور اُسکا مال نہ جلاوین خواہ وہ پہیرے یا نہ پہیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نجلایا اور جو یہہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال مین چوری کرے اوسکا اسباب جلادو اور اوسکو مارو یا اُسکی گردن مارو تو ضعیف ہے اوسکے ضعف کو ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بہی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوسوقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تہی (یعنے ابتداء شریعت مین مال کی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جائداد وغیرہ نہین رہی ہے)

باب الدليل على ان قاتل نفسه لا يكفر

جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہوگا

عن جابر ان الطفيل بن عمرو الدوسي اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هل لك في حصن حصين ومنعة قال حصن كان لدوس في الجاهلية فابى ذلك النبي صلى الله عليه وسلم للذي ذخر الله للانصار فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم الى المدينة هاجر اليه الطفيل بن عمرو وهاجر معه رجل من قومه فاجتووا المدينة فمرض فجزع فاخذ مشاقص له فقطع بها براجمه فشخبت يداه حتى مات فراه الطفيل بن عمرو في منامه فراه وهيئته حسنة وراه مغطيا يديه فقال له ما صنع بك ربك فقال غفر لي بهجرتي الى نبيه صلى الله عليه وسلم فقال ما لي اراك مغطيا يديك قال قيل لي لن نصلح منك ما افسدت فقصها الطفيل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہین (اوس قلعے کے لیے جو دوس کا
تہا جاہلیت کے زمانے مین) آپ نے قبول کیا اوسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے مین یہ بات لکھ
دی تہی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس رہین اون کی حمایت اور حفاظت مین) تو جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بہی ہجرت کی اور اونکے ساتھ اونکی قوم کے ایک شخص نے بہی ہجرت
کی پہر مدینہ کی ہوا اونکو ناموافق ہوئی (اور اونکو پیٹ مین عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھ آیا تہا بیمار
ہوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی کانسیان لیکر اپنی انگلیون کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع
ہوا دونون ہاتہ سے یہانتک کہ وہ مر گیا پہر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب مین دیکہا اور اوسکی شکل اچہی تہی
مگر اپنے دونون ہاتہون کو چہپائے ہوئے تہا طفیل نے پوچہا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اوس نے
کہا بخشدیا مجہکو اس لیے کہ مین نے ہجرت کی تہی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے مین دیکہتا ہون
تو دونون ہاتہ اپنے چہپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجہے حکم ہوا ہم اسکو نہین سنوارینگے جسکو تو نے
خود بخود بگاڑا پہر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ اوسکے دونون
ہاتہونکو بہی بخشدے یعنی جیسے تو نے اوسکے سارے بدن پر کرم کیا ہے اوسکے دونون ہاتہون کو بہی درست کردے
ف نووی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص
اپنے تئین مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پہر بغیر توبہ کے مرجاوے تو وہ کافر نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے
کہ وہ جہنم مین جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ گنہگارون کو عذاب ہوگا اور گناہون سے نقصان پہنچتا ہے اور رد ہے مرجئہ کا جو کہتے ہین ایمان کے
ساتھ گناہون سے ضرر نہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئے
اوس شخص کو اپنے مارنیکی نیت نہوگی کہ حرام موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید بلا کی
نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہو گئی **بَابٌ** فِي الرِّيْحِ الَّتِي
تَكُوْنُ فِي قُرْبِ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الْإِيْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب
چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل مین رتی برابر بہی ایمان ہوگا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ رِيْحًا مِنَ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيْرِ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِی قَلْبِہٖ قَالَ اَبُو عَلْقَمَۃَ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا بہیجیگا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سی بہی زیادہ ملائم ہوگی پہر یہ ہوا نہ چہوڑیگی اوس شخص کو جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بہی ایمان ہوگا یعنی مارڈالے گی اوسکو ف تو کوئی ایماندار دنیا مین باقی نرہے گا اوسوقت قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثین اور بہی آئی ہین جیسے قیامت قائم نہوگی مگر اسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بہی نرہیگا یا قیامت قائم نہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثین اپنے ظاہر پر محمول ہین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہین کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کردیگی پہر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بہی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گہٹتا بڑہتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث مین یون ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سی چلوگی اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائین چلین ایک یمن کیطرف سی اور دوسری شام کیطرف سی یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پہر پہیل جاوے شام تک واللہ اعلم

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَۃِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

فتنے اور فساد پہیلنے سی پہلے نیک اعمال کو جلد بجالانے کی ترغیب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا

ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کرلو ان فتنون سے پہلے جو اندہیری رات کے حصون کیطرح ہونگی صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایماندار اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے ف یعنی دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل مین نرہیگی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چہوڑ دیگا اور کفر اختیار کرے گا یہ بات ہمارے زمانے مین بہت پہیل گئی ہے کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہی اور جسکو دیکہو دنیا کا طلب گار ہی بہت لوگون کو دیکہا جو پہلے مسلمان دیندار تہے پہر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہوگئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہری خدا محفوظ رکہے نووی نے کہا مراد یہہ ہے

کہ اوس زمانے مین ایسے بلی درپے فتنے ہونگے کہ ایمان بچانا مشکل ہوگا ایسے ہی دن مین ایسا انقلاب ہوگا
کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث مین ان فسادون کی خبر ہے جو
یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقعہ ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت
جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکین سو کر لیوے **بَابُ** مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ اَنْ يَّحْبَطَ
عَمَلُهٗ مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَتْ
هٰذِهِ الْاٰيَةُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ
جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَ اَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَشْتَكٰى
فَقَالَ سَعْدٌ اِنَّهٗ لَجَارِيْ وَمَا عَلِمْتُ لَهٗ بِشَكْوٰى قَالَ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ
مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ
ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ
مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اوتری یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے
اوپر اور نہ بولو اُس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور
تم کو خبر نہو۔ تو ڈرایا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ یہ بے ادبی تمام نیک عملون کو
مٹا دے **ف** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون کیونکہ اُن
کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
آپ نے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ای ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے
مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پھر سعد ثابت کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا تھا ثابت نے کہا یہ آیت اوتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مین جہنمی ہون پھر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین
وہ جنتی ہے **ف** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہین ملکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

سے باتین کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ
اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگون کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب
ہو جاوین **عن** انس بن مالک قال کان ثابت بن قیس بن شماس خطیب الانصار فلما
نزلت ہذہ الآیۃ بنحو حدیث حماد ولیس فی حدیثہ ذکر سعد بن معاذ **ترجمہ**
دوسری روایت مین یون ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اتری اخیر تک
اور سہین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے **عن** انس بن مالک قال لما نزلت یا ایہا الذین آمنوا
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولم یذکر سعد بن معاذ فی الحدیث **ترجمہ** وہی
جو اوپر گزرا **عن** انس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ واقتص الحدیث ولم یذکر
سعد بن معاذ وزاد فقال فکنا نراہ یمشی بین اظہرنا رجل من اہل الجنۃ
ترجمہ اس روایت مین بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگون کے بیچ
مین چلتے تھے ہم اونکو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے **باب** ہل یؤاخذ باعمال
الجاہلیۃ جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ ہوگا **عن** عبد اللہ
قال قال اناس لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ انؤاخذ بما عملنا فی
الجاہلیۃ قال اما من احسن منکم فی الاسلام فلا یؤاخذ بہا ومن اساء اخذ
بعملہ فی الجاہلیۃ والاسلام **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کچھ لوگون نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہوگی اون کامون کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین
کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنے سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچھ نہ ہوگی
جاہلیت کے کامون کی اور جو برا ہے (یعنے صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین اوسکے کفر رہا) اوس
سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کامون کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در
حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام گرا دیتا
ہے پہلے کے گناہون کو یعنے کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اسلام لانے سے اور
اسپر اجماع ہے مسلمانون کا **عن** عبد اللہ قال قلنا یا رسول اللہ انؤاخذ بما عملنا
فی الجاہلیۃ قال من احسن فی الاسلام لم یؤاخذ بما عمل فی الجاہلیۃ ومن اساء

فِی الاِسلَامِ اُخِذَ بِالاَوَّلِ وَالاٰخِرِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا اون کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کیے ہیں آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام میں اوس سے جاہلیت کی کاموں کا مواخذہ نہوگا اور جس نے برائی کی اسلام میں اوس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کی کاموں کا عَن الاَعمَشِ بِھٰذَا الاِسنَادِ مِثلَہٗ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ کَونِ الاِسلَامِ یَھدِمُ مَا قَبلَہٗ وَکَذَا الحَجُّ وَالھِجرَۃُ

اسلام سے اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہوجانا عَن ابنِ شِمَاسَۃَ المَھرِیِّ قَالَ حَضَرنَا عَمرَو بنَ العَاصِ وَھُوَ فِی سِیَاقَۃِ المَوتِ یَبکِی طَوِیلاً وَّتَحَوَّلَ وَجھَہٗ اِلَی الجِدَارِ فَجَعَلَ ابنُہٗ یَقُولُ لَہٗ مَا یُبکِیکَ یَا اَبَتَاہُ اَمَا بَشَّرَکَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِکَذَا اَمَا بَشَّرَکَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِکَذَا قَالَ فَاَقبَلَ بِوَجھِہٖ فَقَالَ اِنَّ اَفضَلَ مَا نُعِدُّ شَھَادَۃُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ اِنِّی قَد کُنتُ عَلٰی اَطبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَد رَاَیتُنِی وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغضًا لِّرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِنِّی وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ اَن اَکُونَ قَدِ استَمکَنتُ مِنہُ فَقَتَلتُہٗ فَلَو مُتُّ عَلٰی تِلکَ الحَالِ لَکُنتُ مِن اَھلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الاِسلَامَ فِی قَلبِی اَتَیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقُلتُ ابسُطْ یَمِینَکَ فَلِاُبَایِعکَ فَبَسَطَ یَمِینَہٗ قَالَ فَقَبَضتُ یَدِی قَالَ مَا لَکَ یَا عَمرُو قَالَ قُلتُ اَرَدتُّ اَن اَشتَرِطَ قَالَ تَشتَرِطُ مَاذَا قُلتُ اَن یُّغفَرَ لِی قَالَ اَمَا عَلِمتَ اَنَّ الاِسلَامَ یَھدِمُ مَا کَانَ قَبلَہٗ وَاَنَّ الھِجرَۃَ تَھدِمُ مَا کَانَ قَبلَھَا وَاَنَّ الحَجَّ یَھدِمُ مَا کَانَ قَبلَہٗ وَمَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِن رَّسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِی عَینِی مِنہُ وَمَا کُنتُ اُطِیقُ اَن اَملَاَ عَینَیَّ مِنہُ اِجلَالًا لَّہٗ وَلَو سُئِلتُ اَن اَصِفَہٗ مَا اَطَقتُ لِاَنِّی لَم اَکُن اَملَاُ عَینَیَّ مِنہُ وَلَو مُتُّ عَلٰی تِلکَ الحَالِ لَرَجَوتُ اَن اَکُونَ مِن اَھلِ الجَنَّۃِ ثُمَّ وَلِینَا اَشیَاءَ مَا اَدرِی مَا حَالِی فِیھَا فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصحَبنِی نَائِحَۃٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنتُمُونِی فَشُنُّوا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیمُوا حَولَ قَبرِی قَدرَ مَا تُنحَرُ جَزُورٌ وَّیُقسَمُ لَحمُھَا حَتّٰی اَستَاْنِسَ بِکُم وَاَنظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّی ترجمہ ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور

وہ مرنے کے قریب تھے تو روئی بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کیطرف انکے بیٹے کہنے لگے باوا تمکو کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری نہین دی تب انہون نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتون
مین افضل ہم سمجھتے ہین اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور محمد اوس
کے بھیجے ہوئے ہین اور میرے اوپر تین حال گذرے ہین ایک حال یہ تھا جب تو نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مین کسیکو برا نہین جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسیطرح مین قابو پاؤن اور
انکو قتل کرون (معاذ اللہ) پھر اگر مین مرجاتا اس حال مین تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالی
نے اسلام کی محبت میرے دلمین ڈالی اور مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مین نے کہا اپنا داہنا
ہاتھ بڑھائیے تاکہ مین بیعت کرون آپ نے ہاتھ بڑھایا مین نے اوسوقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون
آپ نے فرمایا کیا شرط مین نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہون (جو اب تک کیے ہین) آپ نے فرمایا
اے عمرو تو نہین جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہون
کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھکو کسی کی محبت نہ
تھی اور نہ میری نگاہ مین آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور مین آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا
آپ کی جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھسے آپ کی صورت کو پوچھے تو مین بیان نہین کر سکتا کیونکہ مین
آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہین سکتا تھا اور اگر مین مرجاتا اس حال مین تو امید تھی کہ جنتی ہوتا بعد اوس کے
چند اور چیزون مین ہم کو پھنسنا پڑا مین نہین جانتا میرا حال کیا ہوگا اونکی وجہ سے تو جب مین مرجاؤن
میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا
مجھپر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر مین اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اسکا
گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور مین تنہائی سے گھبرا نہ جاؤن) اور دیکھ لون پروردگار
کے وکیلون کو مین کیا جواب دیتا ہون ف یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین
معلوم ہوئین ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
کی آیتین اور حدیثین سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھ رونے

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہی اور انگار لیجانا مکروہ ہی
بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ وہ عادت ہی جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے
کہا کہ انگار رکھنے مین شگون بد ہے مردے کے لیے چوتھی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا
نہین چاہیے جیسے بعضی ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اس سے
سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہی اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے
اور یہہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سنتا ہے نوین یہ کہ مشترک گوشت کا
بانٹ لینا درست ہی اسیطرح تر میوون کا جیسے انگور وغیرہ اور اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے
جو مشہور ہے انتہی مختصراً **عن** ابن عباسٍ ان اناساً من اھل الشرک قتلوا فاکثروا و زنوا
فاکثروا ثم اتوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان الذی تقول وتدعو الیہ
لحسن ولو تخبرنا ان لما عملنا کفارۃ فنزل والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر
ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ونزل
یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الآیۃ **ترجمہ** عبد اللہ بن
عباس سے روایت ہے مشرکون مین سے چند لوگون نے (شرک کی حالت مین) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کی
تھی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جس راہ کی طرف بلاتے
ہین وہ خوب ہی اور جو آپ ہمکو بتلاوین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اتری
والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر اخیر تک یعنی جو لوگ خدا کے ساتھ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس
جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی
ان کامون کو (یعنے خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اسکو دونا عذاب ہووے گا قیامت
کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے پر جو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو
اسکی برائیان ہٹ کر نیکیان ہوجاوین گی اور اللہ تعالے مہربان ہے بخشنے والا اور خدا نے ان لوگون کو
بتلا دیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہوجاوین گے) اور یہ آیت اتری
یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم اخیر تک یعنے اے بندو میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت ناامید ہو اللہ
کی رحمت سے **باب** بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ کافر اگر کفر کی حالت مین

نیک کام کرے پہر مسلمان ہوجاوے عن ۲ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اُمُوْرًا کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِہَا فِی الْجَاہِلِیَّۃِ ہَلْ لِّیْ فِیْہَا مِنْ شَیْءٍ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَیْرٍ کَ التَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ ترجمہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہین جاہلیت کے زمانے مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) اُنکا کچہ ثواب مجکو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے اون سب نیکیون پر جو کر چکا ہے ف یعنی جب تو مسلمان ہوگیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بہی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اُن سب کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان مٹ جاتین یہی مطلب ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال و محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہوجاوے تو اُسکو وہ نیک کام جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو دارقطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہوجاوے پہر اُسکا اسلام اچہا ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکہے گا جو کرچکا ہے اور ہر بُرائی کو مٹا دیگا جو کرچکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس سے سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکہی جاویگی پر جب خدا اوسکو بہی معاف کردے تو ایک بہی نہ لکہی جاویگی۔ امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہوچکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پہر اوسکو نیکی پر ثواب بہی نہ ہوگا اور ایمان لانا اوسکا اطاعت ہے نہ تقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر کی حالت مین خداکو برابر پہچانتا نہ تہا اس صورت مین حدیث کی تاویل کرنا ضروری یعنی مطلب ہے کہ کفر کے زمانے مین جو تو نے نیکیان کیے تہین انکی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہوگئی اور تجہکو نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پہر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بہی فائدہ اٹہاویگا کیونکہ وہ لی جاوینگی تجہکو نیک کامون کیطرف یا یہ مطلب ہے کہ اون نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت مین بہی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجہہ کو نیکیون کا ثواب اورون سے زیادہ ملیگا کیونکہ تو پہلے بہی نیک کام کرچکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کیوجہ سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہہ ہے کہ اگلی نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجہے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل ہین دلیل ہین حسن خاتمہ اور

سعادت کی انجام مین انتہے لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر ابن بطال
نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جتنی چاہے اور جس طرح چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض
کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اوس عبادت کا عتبار
نہوگا اوسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کے روسے اوسکی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کی اختیار مین
ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بہی اوسپر ثواب نہوگا تو اوسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح
حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بہی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر حالت کفر مین
کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پہر وہ اوسکو ادا کردے کفر کی حالت مین تو کافی ہوجاویگا
اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین
جنب ہوا پہر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین
اور ہمارے بعض اصحاب نے اس مین مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو
ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑہنا درست ہے انتہے ماقال النووی مترجم
کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک
اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہین تو وہ اسی وجہ
سے کہ اوسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پہر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چہوڑ کر
مسلمان ہوگیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضائع نکرے گا اور اوس کے نیک کامون پر ضرور اوسے ثواب دیگا
دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانے کے بعد لغو کر دیتے تو لوگون کو رنج
ہوتا اور اسلام کیطرف رغبت گہٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تہا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا
ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیان باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی
سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتہہ کیسی ہے اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی
ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ لَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ أَفِيْهَا أَجْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اسپر اسلام زیادہ ہوا) **عن** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي كُنْتُ أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ فَوَاللّٰهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ کئی کام ہین جنکو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تھا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو اُن نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یا رسول اللہ تو قسم خدا کی پھر جتنے (نیک) کام مین اوتنا ہی اسلام کی حالت مین بجا لاؤن گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نرہے نیکیون کی کثرت مین) **عن** عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ **ترجمہ** عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے تھے پھر انہون نے اسلام کی حالت مین بھی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری **ف** نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبے کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھہ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیے پھر ساٹھہ برس تک اسلام کیحالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھہ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھہ برس جیے

باب صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان

عن عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ

لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے)
انکو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانیوالے تو بہت گران گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں
نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت
لقمان ؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے **ف**
تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیے
تو انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے
کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر
ظلم نکیا ہو تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا
تھا اسوجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ مراد ظلم سے مطلق
نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے
خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اسوجہ سے گران گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگون کے حق دبا لینا اور
گناہون میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک
چیز کو اسکی جگہ سے چھوڑ کر دوسری جگہ میں رکھنا پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی
تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالمون سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر
نہیں ہوتا اور لقمان ایک بڑے حکیم گذرے ہیں اور اختلاف کیا علما نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابو اسحاق
ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے انکو نبی نہیں کہا اور لقمان
کے بیٹے کا نام جسکو انہوں نے نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضوں نے کہا مشکم واللہ اعلم (نووی) **عَنْ**
الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَ ابْنُ اِدْرِیْسَ حَدَّثَنِیْهِ اَوَّلًا اَبِیْ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ
عَنِ الْاَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب**
بَیَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَنْ حَدِیْثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَیَانِ اَنَّهُ تَعَالٰی لَمْ
یُكَلِّفْ اِلَّا مَا یُطَاقُ وَبَیَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّیِّئَةِ دلمین جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ جم

نہ جاوین اونپر مواخذہ نہوگا اور اللہ تعالی نے اوتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَکُوْا عَلَی الرُّکَبِ فَقَالُوْا اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ کُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِیْقُ الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ وَالْجِھَادَ وَالصَّدَقَۃَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْکَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَلَا نُطِیْقُھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا کَمَا قَالَ اَھْلُ الْکِتَابَیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَھَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِھَا اَلْسِنَتُھُمْ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ اِثْرِھَا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِکَ نَسَخَھَا اللّٰہُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اوتری للہ ما فی السموات وما فی الارض اخیر تک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمین مین اور اگر تم کہولو اپنی دل کی بات کو یا چھپاؤ اوسکو اللہ تعالی حساب کریگا اوسکا تم سے پھر بخش دیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان پر گران گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا ان وسوسون پر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو انکے دور کرنیکی طاقت نہین پھر یہ تکلیف مالایطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن خلاف ہے کہ آیا شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین **ت** اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

گھٹنوں پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا اون کاموں کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اُسپر عمل کرنے کی ہمکو طاقت نہین (یعنی اپنے دلپر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
کہا دونوں کتاب والون (یہود اور نصاری) نے کہا جب اللہ کا حکم سُنا سنا ہمنے اور نافرمانی کی (یعنے ہم نے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبان سے نکالا اوس کے بعد ہی یہ آیت اوتری آمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اوترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوس کے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاری نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالے نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو یعنی وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ
منسوخ کر دیا اور یہ آیت اُتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسیپر اُسکی برائیون کا بوجھ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بھول جاوین یا چوک جاوین
مالک نے فرمایا اچھا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجھ جیسے لادا تھا تو نے اگلون پر (یہود پر پھر اون سے
نہو سکا اُنہون نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجھ جسکی اوٹھانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچھا۔ اور معاف کر دے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچھا **ف** یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت احکام جو اون سے نہ ہو سکتے اسلام مین اوٹھا دیے اور
دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اوٹھا دیا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکھا نہ جاویگا امام مازری نے کہا وَاِنْ تُبْدُوْا
مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرے حکم اور پہلے حکم مین جمع
نہو سکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسون اور خیالون کو جو اختیاری ہین

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہوگئی ان خیالون سے جو اختیار مین ہین مگر جس صورت مین صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہین جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہوگی قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہو بعضون نے کہا نسخ سے یہان مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تہا پہلی آیت سے اور گران گذری تہی وہ اون پر اب دوسری آیت سے انکو اطمینان ہوگیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ تَعَالٰى الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تو لوگون کے دلون مین وہ بات سماگئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تہی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو ہمنے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پہر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کرے گا اسکا پاپ اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بہول چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرون گا) اے مالک ہمارے مت لاد ہم پر بوجہ جیسے تو نے لادا تہا اگلون پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرون گا) اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا مین نے ایسا ہی کیا) **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا اَوْ يَعْمَلُوْا بِهِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون خیالون پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اون پر عمل نہ کرین **ف** سراج الوہاج

مین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا بُرا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ یہا
کا حرف حدیث مین عام ہے ہر ایک خیال ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل مین جمگیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی
دیر تک رہا یا بہت مدت تک پھر بھی وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت
سے برخلاف اور اگلی امتون کے کہ اون سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی
مین ہے وہ معاف ہے اوس خیال کیوجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار رہوگا نہ کوئی عبادت اوس کیوجہ سے
باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین
اسپر وہ حدیثین جو اِس باب مین آئین ہین اور اُنکے الفاظ بہت ہین اب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال
دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اوسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور
ایک وہ خیال جو دل مین جمگیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اوسپر مواخذہ ہوگا اور وہ مقصود
نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل
ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اوس
کا وجود اعمال کیطرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور
کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علامت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ اللہ پر وہ بات جوڑین جو اوس نے
نہین کہی یعنی اور بندون پر گناہ لازم کرین اور اُنپر مواخذہ رکھین اور اُس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف
ہے اور بعضے فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل مین کیے
گئے مین کیونکہ داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو
خیال نفسی کے مقابل ہین اور یہ دونون حد مین عفو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ
سمجھیگا جو ان لوگون نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے
اور اُنکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب سچے رسول نے ہم سے
بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نکرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد
اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بھی اونپر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین
اور مواخذہ عمل سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع ہم سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے
یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر

قصد کرے ایک برائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ اگر برائی
کو نہ کرے تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوسپر عمل نہ کرے تو
ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور یہہ امر معلوم ہی کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اوس نے اوس
برائی پر عمل نہیں کیا پھر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا چہ جائیکہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت مین جن لوگون
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ مین فرق کیا ہے اوس سے کوئی فائدہ نہین اور بعضی اہل کلام نے یہ کہا ہی کہ
عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو
وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاویگا اگرچہ کوئی فعل نکرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا
غلط ہی اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین کیونکہ وہ غایت جو مواخذے کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم
ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف
ہے دلیل صریح اور واضح کے اور اون لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم
کیا اوس امر کا جو جائز نہین اور یہ سبب ہے مواخذے کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا
اوسکا جو جائز نہین لیکن جو جائز نہین وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی
وسوسہ ہی اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہی جب تک اوسپر عمل یا تکلم نہ ہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ
تکلم باتفاق اہل لغت و اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہین سلف صالحین اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام
شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب مین جسکا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل
کا وسوسہ ہی جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس مین وہ صواب پر نہین جیسے
احادیث مین تاویل کرنے والا صواب پر نہین تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج
معاف ہے جو اگلی امتون پر تھا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالون پر خواہ
وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تھوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف
کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ مین ہماری تقریر طویل ہوگئی اور پوری
بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین ہے اور ویسی کسی دوسرے کی کتابون مین تجھکو نہ
ملے گی انتہی نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابو بکر بن الطیب کا مذہب یہ ہی کہ جو شخص کسی گناہ
کا ارادہ دل مین کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کرے تو گنہگار ہوگا اور یہ حدیث اور اس

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پہ جو دل مین گذرین اور چلے جاوین اور جمی نہین اسکو ہم کہتے ہین اور ہم اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہی قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہی قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کیطرف گئے ہین کیونکہ دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پہ مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس برائی پہ نہ ہوگا جسکا قصد کیا تہا کیونکہ وہ برائی تو اوس نے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پر ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پھر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا اب اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی لکہی جاویگی جیسے حدیث مین وارد ہے کیونکہ اوس نے چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جسمین برائی نہین لکہی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دل مین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا کسی اور سے شرم کر کے نہ خدا کے خوف سے تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوس نے برائی کو چھوڑا حیا سے نہ خوف خدا سے اور یہ ضعیف ہی اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پہیلنا مسلمانون مین انکو دکہ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو بہت گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرعیہ اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین مترجم کہتا ہی مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہون کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ مین جواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہی کہ خیال دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتہ پاؤن سے شرع مین منع ہے جیسے غیبت چوری۔ یا زنا۔ یا شراب حمران گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پہر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے یا نہ جمے ہر طرح اوس سے مواخذہ نہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکرے گا اللہ کے ڈر سے اوس کو بازرہیگا

تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابوہریرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ
خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد۔ بغض مسلمانون کی بدخواہی کبر
نخوت حرص طمع۔ اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہوجاوین تو وہ گناہ ہین
اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ
نکرے گا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک
کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور انپر مواخذہ نہ
ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جس نے زبان سے کوئی بات نہین
نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہوحالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل
نہین ہوا اور سر اسمین یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہے جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہی جیسے بہتے
پانی پر نجاست پڑی اور بہ گئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف
ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہوجاوے اور جم جاوے خواہ انسان اسکو
کو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہوجاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی
مثال ایسی ہے جیسے ٹھہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال درحقیقت جوارح
کے اور اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر
قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت
موجود نہو یہ کیسے ہوسکتا ہے پس حدیث مین جو اَو تَعمَل کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ
یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی
نفس کی صفت ہوجاویگا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے
خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت
ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو
زنا اور چوری کہا برخلاف بد اعتقادی اور بدبینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس
کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس
کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھ قائم نہین ہوسکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین پایا

جا سکتی ہے پس ان گناہوں میں مالم تعمل سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جب تک وہ گناہ جوارح
سے نہ کریگا اون کے خیال پر خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ نہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام
لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اُس نے اپنا دل اسلام کے عقیدوں سے پہیر کر کفر کے عقیدوں پر جما دیا لیکن
کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہ ہوگا اور
اُسکو کفر کے اعتقاد پر عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہیں اوس کے بموجب چاہیے مواخذہ
نہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اسبات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ
اُسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر
کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے ہمکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسوں اور خیالوں سے اور پاک کردے
ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یا رب العلمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَالَمْ
تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَكَلَّمْ بِهٖ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ
نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتوں کو جب تک اونپر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا
الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ترجمہ قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِسَیِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ
عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَیِّئَةً وَاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا
فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے
فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت لکہو اُسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو
اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اوس کے لیے لکھہ لو اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ
عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی
سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَاِذَا هَمَّ بِسَیِّئَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ اَكْتُبْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَیِّئَةً
وَاحِدَةً ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا
بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہیں اوسکو تو میں اوس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اوسکو

نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیون سے سات سو نیکیون تک لکھتا ہون اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا
نہین اوسکو تو وہ برائی مین نہین لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہون عن ابی ھریرۃ
عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منھا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اللہ عز وجل اذا تحدث عبدی بان یعمل حسنۃ فانا اکتبھا لہ حسنۃ ما لم
یعمل فاذا عملھا فانا اکتبھا لہ بعشر امثالھا واذا تحدث بان یعمل سیئۃ فانا
اغفرھا ما لم یعملھا فاذا عملھا فانا اکتبھا لہ بمثلھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قالت الملائکۃ رب ذاک عبدک یرید ان یعمل سیئۃ وھو ابصر بہ فقال
ارقبوہ فان عملھا فاکتبوھا لہ بمثلھا وان ترکھا فاکتبوھا لہ حسنۃ انما ترکھا
من جرای وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احسن احدکم اسلامہ فکل
حسنۃ یعملھا تکتب بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف وکل سیئۃ یعملھا تکتب
بمثلھا حتی یلقی اللہ عز وجل ترجمہ ابو ہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثین
بیان کین اون مین سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ
دل مین نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھہ لیتا ہون جب تک وہ اوس نیکی کو نہین
پھر اگر کیا اوسکو تو مین اوس کے لیے دس نیکیان (ایک کے بدلے) لکھتا ہون اور جب دل مین نیت کرتا
ہے برائی کرنیکی تو مین اوسکو بخشدیتا ہون جب تک وہ برائی نکرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا
ہون اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہین اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا
ہے (حالانکہ پروردگار اون سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندیکو) اللہ تعالی فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ
برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھہ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس ارادے سے) تو اوس کے لیے ایک
نیکی لکھو کیونکہ اوسنے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مین کسی کا
اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا نفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکے لیے ایک کے بدلے دس نیکیان
سات سو تک لکھی جاتی ہین اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہانتک کہ ملجاتا ہے اللہ
جل جلالہ سے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھم بحسنۃ
فلم یعملھا کتبت لہ حسنۃ ومن ھم بحسنۃ فعملھا کتبت لہ الی سبعمائۃ ضعف

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اُسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیون تک لکھی جاتی ہین اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہین لکھی جاتی اور جب کرے تو لکھی جاتی ہے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار سے فرمایا بتحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیون اور برائیون کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہین اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اوسکے لیے دس نیکیون تک اور زیادہ لکھی جاوینگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اُس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی کے دوچند ہونے کی کوئی انتہا نہین سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہین ہے تو اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی)

عن الْجَعْدِ اَبِي عُثْمَانَ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اُس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی یا اوسکو بھی اللہ تعالی میٹ دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت مین تباہی ہے

باب بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْاِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

عن اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوهُ اِنَّا نَجِدُ فِي اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ

لَحَدَّثُنَا اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ ترجمہ
ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہماری
دلون مین وہ وہ خیال گذرتے ہین جنکا بیان کرنا ہم مین سے ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال
کو کہہ نہین سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ
نے فرمایا کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہین لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے **ف** یعنی جب
تم اوس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اُسکا نکالنا پسند نہین کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان
کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہین چلتا ورنہ اُس وسوسے کو دل مین جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی نکلوا
لیتے اور شیطان وسوسہ اوسی کے دل مین ڈالتا ہے جسکو گمراہ کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے اور کافر
کے دلمین وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اوسکے قابو مین ہے جسطرح چاہتا ہے اُس سے کھیلتا ہے
تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو
اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا
الْحَدِیْثِ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْاِیْمَانِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپنے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے **عَنْ** اَبِیْ
هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ
هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہین گے یہان تک کہ کہے گا
کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل مین پاوے تو کہے ایمان لایا
مین اللہ پر **ف** اور دوسری روایت مین ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اس
وسواس اور شبہ کو دل سے نکالڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اُسکے دور ہونے کے
لیے امام مازری نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسون کو دور کر دیوے اون کیطرف
خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہین کہ اُس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلون سے باطل کرے
اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہین ایک تو وہ جو دل مین جمے نہین یون ہی یکا یک آگئے اون کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث مین مذکور ہوا اور یسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہین اور ایک وجود دل مین جم جاوین وہ
تو دفع نہین ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نووی) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث
مین مذکور ہوا وہی دونون قسم کے وسوسون کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال مین پڑین تو اور زیادہ
وسوسے پیدا ہو جاتے ہین جنکا دور کرنا اخیر مین محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کریگا جسنے
فلسفہ آلہی اور حکمت اور کلام کا ذائقہ اچھی طرح چکہا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق مین ایک مدت تک
نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو ہم نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اسمین صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا
کہ جسقدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسیقدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
کسی دعوی پر نقض یا معارضہ سے خالی نہین ہوتی الا ماشاء الله اسیواسطے بڑے بڑے متکلمین گزے امامون نے
جیسے امام غزالی اور امام آمدی اور ابن خورک اور امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر مین رجوع کیا طرف کتاب
و سنت کی اور اعراض کیا ان وساوس اور خیالات عقلی سے جنمین شیطان نے پہنسا دیا تہا پہر چاہا خدا
نے جسکو چاہا اپنے بندون مین سے اور الله قادر ہے ہر شے پر اور اوسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے
شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر مین عقل رک جاتی ہے اور اوسکو
حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگون نے جو اس مین کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکہو جو حدیث
مین مذکور ہوا کہ الله نے سب کو پیدا کیا پہر الله کو معاذ الله کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ الله تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بہی ایک خالق ضرور ہے اور جو
واجب ہے تو اوسکے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پہر جب اوسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا
چاہیے اب حکما اور متکلمین کو جو جو دقتین خدا کے وجوب اور وحدت کو ثابت کرنے مین پیش آئین ہین وہ
حکمت اور کلام کی کتابون کو دیکہنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور جب انکو دیکہو اور اون مین خوب غور کرو
تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل مین نہین جمتی اور چار طرف سے شبہات اور شکوک گہیر لیتے
ہین آخر بہتر عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل
سے ثابت کرین جو خود اسنے بیچ عنایت سے ہر آدمی کے دلمین رکہے ہین اور اون بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین
اور حکما نے قائم کئے ہین یکقلم چہوڑ دین حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہین جیسے مصنوعی پہول
کہ ظاہر مین خوشنما پر تاثیر پہول کی نہین بعوض اوس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پہول سونگہنے

سے حاصل ہوتی ہے اس صنعتی پہول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل خدا کے پہچاننے کے ہین جنہین ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کے تمام صفات کا ثبوت بہی اچہی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج نہین رہتی جنکو فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل مین سے کچہ دلیلون کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا چاہے تو ہم اس باب مین ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکہین گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بہی بدون ایک منتظم کے نہین ہوتا پہر اتنی بڑی دنیا کا انتظام جسمین ہزارون عالم مثل ہماری زمین کے ہین اور ان سب کی حرکات اور سکنات اور پیدا وار اور لیل و نہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو شخص یہ سمجہتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہین لیتا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ عَن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَرُسُلِهِ **ترجمہ** ہشام بن عروہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین ہر ایک کے پاس آتا ہے پہر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پہر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم مین سے کسیکو ہو تو کہے مین ایمان لایا اللہ پر اور اوس کے رسولون پر **ف** اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاویگا کیونکہ اوسکے بہکانے سے کچہ نقصان نہین ہوا اگر یہ شبہ دل مین آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہین جسکا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ ہو پہر تیرا یہ پوچہنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ

ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے پہر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یون کہتا ہے کہ اچہا تیری خدا کو کس نے پیدا کیا جب تم مین سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے **ف**

یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جاوے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے
(نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الْعَبْدَ الشَّیْطَانُ
فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا وَکَذَا بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے
یہ کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَسْاَلُوْنَکُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ
خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَدْ سَاَلَنِیْ اثْنَانِ
وَهٰذَا الثَّالِثُ اَوْ قَالَ سَاَلَنِیْ وَاحِدٌ وَهٰذَا الثَّانِیْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم
کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے
ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے
یا یوں کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ لَا یَزَالُ
النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْکُرِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْنَادِ
وَلٰکِنْ قَدْ قَالَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابوہریرہ پر
مروی ہے اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے
کہ سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَا یَزَالُوْنَ یَسْاَلُوْنَکَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَبَیْنَا اَنَا فِی
الْمَسْجِدِ اِذْ جَاءَنِیْ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَقَالُوْا یَا اَبَا هُرَیْرَةَ هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَاَخَذَ حَصًی
بِکَفِّهٖ فَرَمَاهُمْ بِهٖ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا قُوْمُوْا صَدَقَ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابا ہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں)
یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے
میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ
نے ایک مٹھی بھر کنکریاں انکو ماریں اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَسْاَلَنَّکُمُ النَّاسُ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَہٗ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھین گے یہان تک کہ یون کہین گے اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا کَذَا مَا کَذَا حَتّٰی یَقُوْلُوْا ھٰذَا اللّٰہُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ تَعَالٰی ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالی نے فرمایا تیری امت کے لوگ کہتے رہین گے یہ کیا ہے یہ کیا ہے آخر یہ کہین گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ اِسْحَاقَ لَمْ یَذْکُرْ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ ترجمہ انس سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اسمین یہ نہین ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ اخیر تک

بَابُ وَعِیْدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے اوسکی سزا جہنم ہے عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاکٍ ترجمہ ابوامامہ (ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی یا عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف باری جورو کے پاس رہنے کی) مار لیوے قسم کھا کر تو اللہ نے اوسکے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اوسپر جنت کو ایک شخص بولا یا رسول اللہ اگر وہ چیز ذری سی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی ف مسلمان کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر معاذ اللہ اسکی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہووے اور جہنم میں جاوے ایسا چاہیے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال مین یہی سزا ہے کیونکہ اوس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اور خدا کے نام کی عظمت بھی نکی۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث مین اوسی دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزرین ایک تو یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوس شخص پر جو اسکام کو حلال جانکر کرے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر وہ تو کافر ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہے گا دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق ہے جہنم کے پر خدا اوسکو معاف کر سکتا

اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول دفعہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوینگے تو اسکو جانا نہ ملیگا اور یہ
جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہین کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہین بلکہ مطلب یہ
ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق مین ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن
یہ ضرور نہین کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن
جو مفہوم مخالف کا قائل نہین اوسکو تاویل کی احتیاج نہین ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اس
واسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانون کے مسلمانون سے ہی ہوا کرتے ہین نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست
ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونون کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق
مارے اور توبہ سے پہلے مرجاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہو اپنے کیے ہوئے پر اور وہ حق جو اوس نے مار لیا
تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء
کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہین کرتا اوس حق کو جو اسکا نہین ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کردیتا
ہے (نووی) **عن** أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ
ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **ف** نووی نے کہا جن لوگون نے صحابہ کے حال
مین کتابین لکھین ہین وہ اکثر کہتے ہین کہ ابو امامہ حارثی یعنے اس حدیث کے راوی نے وفات پائی جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے اونپر نماز پڑھی اس صورت مین مسلم کی روایت منقطع ہوگی
کیونکہ عبد اللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی ۳ھ ہجری
مین لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہین کیونکہ عبد اللہ بن کعب سے بہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان
کی مجھسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت مین کیا ہے پھر یہ تصریح ہے عبد اللہ بن کعب کے سماع کی
ابو امامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی ۳ھ مین اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی
تو مسلم اس سند کو نقل نکرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ مین انکار کیا ہے اس تاریخ وفات
کا انتہی **عن** عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ
يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَدَخَلَ
الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ
فِيَّ نَزَلَتْ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا
قَلِيلًا إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے
حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوسپر غصے ہوگا ف
نووی نے کہا علما نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہے گا اور اسکو عذاب
کرے گا اور اُسکے کام کو برا جانیگا مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنی غضب کی علما سلف نے
صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے اُنکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ
سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں پر نووی نے اسمقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی
ہے ف جب عبداللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبدالرحمٰن (کنیت
ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا وہ سچ کہتے
ہیں یہ میرے باب میں اوتری میری اور ایک شخص کی شرکت میں کچھ زمین تھی یمن میں تو جھگڑا ہوا مجھ سے
اور اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا
نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے میں نے کہا وہ تو قسم کھا لیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے کسی مسلمان کا مال مارنے کو لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصے ہوگا اوسپر
پھر یہ آیت اوتری إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم بیچکر
ذرا سا مال خرید تے ہیں اونکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا اون سے بات نکریگا اور اُنکو پاک نکریگا اور اُن
کیطرف نہ دیکھے گا اور اُنکو دکھ کا عذاب ہوگا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ
بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ
قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ
أَوْ يَمِينُهُ ترجمہ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کو لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس میں تو
اللہ جل جلالہ سے ملیگا غصے کی حالت میں (یعنے خدا اُسپر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا اس میں یہ زیادہ
ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں تکرار تھی ایک کنوئیں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے نہیں ہے دو گواہ ہیں یا اوس کی قسم ہے عن ابن مسعود یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف علی مال امرئ مسلم بغیر حقہ لقی اللہ وھو علیہ
غضبان قال عبد اللہ ثم قرأ علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصداقہ من کتاب
اللہ عز وجل ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا الی آخر الآیۃ ترجمہ عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کھاوے کسی مسلمان
کے مال پر ناحق تو ملیگا اللہ سے اور وہ اوسپر غصے ہوگا عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق
میں یہ آیت پڑھی ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا۔ اخیر تک عن وائل بن حجر قال
جاء رجل من حضرموت ورجل من کندۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحضرمی
یا رسول اللہ ان ھذا قد غلبنی علی ارض لی کانت لابی فقال الکندی ھی ارضی فی
یدی ازرعھا لیس لہ فیھا حق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمی الک بینۃ قال
لا قال فلک یمینہ قال یا رسول اللہ ان الرجل فاجر لا یبالی علی ما حلف علیہ ولیس یتورع
من شیء فقال لیس لک منہ الا ذلک فانطلق لیحلف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لما ادبر اما لئن حلف علی مالہ لیاکلہ ظلما لیلقین اللہ عز وجل وھو عنہ معرض ترجمہ
وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے
جو میرے باپ کی تھی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں اوسمیں کھیتی کرتا ہوں اسکا
کچھ حق نہیں اوسمیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں
آپ نے فرمایا تو پھر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اسکو باک نہیں اور وہ
پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے آپنے فرمایا بس تیرا اور کچھ بس اوسپر نہیں چلتا سوا قسم کے پھر وہ چلا قسم کھانیکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اوس نے قسم کھائی دوسرے کا مال کھا لینے
کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پھیر لیگا عن وائل بن حجر قال کنت
عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ رجلان یختصمان فی ارض فقال احدھما ان
ھذا انتزی علی ارضی یا رسول اللہ فی الجاھلیۃ وھو امرؤ القیس بن عابس الکندی

وَخَصْمُہٗ رَبِیْعَۃُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ لَیْسَ لِیْ بَیِّنَۃٌ قَالَ یَمِیْنُہٗ قَالَ اِذًا یَذْھَبُ بِھَا قَالَ لَیْسَ لَکَ اِلَّا ذَاکَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِیَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظَالِمًا لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ قَالَ اِسْحَاقُ فِیْ رِوَایَتِہٖ رَبِیْعَۃُ بْنُ عَیْدَانَ

ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے مین دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چھین لی ہے جاہلیت کے زمانے مین اور وہ امرء القیس بن عابس کندی تھا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تھا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین وہ بولا نہین آپ نے فرمایا تو پھر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کہا کر) آپ نے فرمایا بس یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اوٹھا قسم کہانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوس پر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت مین ربیعہ بن عیدان ہے یا ر مثناۃ سے اور زہیر کی روایت مین با ر موحدہ سے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یائے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ مین ایسا ہی لکہا ہی لیکن ایک جماعت حفاظ نے اُن مین سے ہین حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی اوسکو عِبدان بکسر بائے موحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثون سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہون تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہین قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہون چیز اوسکو دلا دی جاویگی بغیر قسم کے چوتھی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بھی اُس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچوین یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہین تو مواخذہ نہوگا چھٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اسکا مورث مر گیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہین ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہی اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہی اور مورث مر گیا ہی گواہ لینا ضرور نہین اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کی ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعوی کے ثبوت کا انتہی مختصرا

بَابُ الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَیْرِہٖ بِغَیْرِ حَقٍّ کَانَ الْقَاصِدُ مُھْدَرَ الدَّمِ فِیْ حَقِّہٖ وَاِنْ قُتِلَ کَانَ فِی النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ جو شخص پرایا

مال ناحق چھینا چاہے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مال الا اگر اپنے مال بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ فَهُوَ فِی النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا مت دے اپنا مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اُسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا **ف** یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اُسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالے معاف کردیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا کیونکہ شہید تین قسم کے ہین **ایک** تو وہ جو کافرون کے ساتھہ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنی دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا **دوسری** وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے مین مارا جاوے جنپر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دینگے اور اوسپر نماز پڑھینگے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی قسم کے شہیدون کے برابر ملے **تیسری** وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہو پر اوسکو آخرت مین شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملیگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کی مال مین خیانت کرے اور مثل اوسکے جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب نہ ملیگا شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف اور اموات کہ وہ قیامت کے دن جنت مین جاوینگے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالی اور فرشتون نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضون نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین اوسکی روح لیجانے کو اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہین ظاہر کے روسے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اُسکا خون اور زخم اوسپر گواہ ہے کیونکہ وہ اُٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتون پر پر اس صورت مین اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور مشہور پر انتہے ما قال النووی رہ عَنْ ثَابِتٍ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهٗ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ترجمہ ثابت سے روایت ہے جو مولے تھے عمرو بن عبدالرحمن کے جب عبداللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان مین فساد ہوا تو دونون مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص یہ سنکر سوار ہوے اور عبداللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو سمجھایا عبداللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے ف یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چھینا چاہے پھر وہ لڑے اوس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم مین جاویگا جیسے اگلی روایت مین گزرا النووی نے کہا ان حدیثون سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھینا چاہے اب چاہے وہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے مین جیسے کپڑا یا کھانا قتل درست نہین پر یہ مذہب کچھ نہین کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنے مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہین اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹنا گوارا کر لیوے لیکن اپنی جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دوسرے کو مار ڈالنا اسمین اختلاف ہے باب اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهٖ النَّارَ ترجمہ جو حاکم اپنی رعیت

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ
بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ
مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ
غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ترجمہ حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن
یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجھ سے بیان کرتا ہون
جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابھی زندہ رہونگا تو تجھ سے بیان نکرتا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالی ایک رعیت دیوے
پھر وہ مرے اور جس دن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کردیگا اوسپر جنت کو
ف یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن
زیاد کو یہ حدیث فائدہ نہ دیگی پھر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہین اور نیک بات کو بتلا دینا
ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہو اس حدیث
سے ایک مفسدہ پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پھر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد
معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تھا اور اُس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور
کسی کو اوس سے کیا توقع تھی ۔ رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کے دین اور دنیا
دونون کی اصلاح ضرور ہے پھر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان
اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین
خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا ورنہ اول دفعہ مین جب
اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا دنووی عَنِ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ
بْنُ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَرْعِي اللّٰهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ
حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ قَالَ أَلَّا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي هٰذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ
مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لِأُحَدِّثَكَ ترجمہ حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار

پاس گیا اور وہ بیمار تھے اونکو پوچھا معقل نے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے بیان
نہین کی تھی تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہین دیتا پھر وہ مرتے وقت انکے
حقوق مین خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کر دیتا ہے اوسپر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تمنے یہ حدیث مجھ
سے بیان نہین کی اس سے پہلے معقل نے کہا مین نے بیان نہین کی تجھسے یا مین کاہیکو پہلا تجھ سے بیان
کرتا اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہون اب مجھے تیرا ڈر نہین سو اسطے بیان کر دے عن
هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ
مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى
حَدِيثِهِمَا ترجمہ ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے انکی بیمار پرسی کے لیے
اتنے مین عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے
سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عن أَبِي
الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ
بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ
الْجَنَّةَ ترجمہ ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی البصری) سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی
کی معقل کے اونکی بیماری مین تو معقل نے کہا مین تجھسے ایک حدیث بیان کرتا ہون مرنے والا نہوتا تو تجھسے
بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانون کا پھر انکی بھلائی
مین کوشش نکرے اور خالص نیت سے انکی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت مین نہ جاویگا (بلکہ پیچھے رہ
جاویگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بھگتیگا

باب رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ

بعضے دلون سے امانت اوٹھ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون پر عن
حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ
الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ
وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ
مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا

مِثْلَ اَثَرِ الْمَجَلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهُ عَلٰى رِجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا اَمِينًا حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهُ مَا اَظْرَفَهُ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِي اَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَايِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا ترجمہ حذیفہ بن الیمان سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب مین) دو حدیثین بیان کین ایک تو مین نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہون حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہی) کہ امانت لوگون کے دلون کی جڑ پر اوتری ہی پھر اونہون نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث **ف** نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سی تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندون کو دی اور وہ اقرار جو اون سے لیا امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کی تفسیر مین کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالی کے وہ فرائض ہین جو اوس نے فرض کیے اپنے بندون پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہی اور ابو العالیہ نے کہا امانت سی اوامر اور نواہی مراد ہین اور مقاتل نے کہا امانت سی عبادات مراد ہین واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اون سب کے نزدیک عبادات اور فرائض ہین جنکے ادا کرنے سی ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہی اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث مین امانت سی مراد وہی ہے جو اس آیت مین ہی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل مین خوب جما ہوگا اوسیوقت وہ تکالیف کو پورا کریگا اور اون کے ادا کرنے مین کوشش کریگا انتہے مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہی اور شرع مین ایمان اور امانت لازم ملزوم ہین جسکے دلمین ایمان ہی اوس کے دلمین امانت بھی ہی اور جسکے دل مین ایمان نہین امانت بھی نہین اور مراد امانت سی یہ ہے کہ دل مین ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت مین ایسے تھے انہون ہی نے اسلام کو سمجھکر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن اور حدیث کے حاصل کرنے سی اون پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ کہ صاف تھا اور بھی زیادہ صیقل ہوئی اور جن لوگون مین امانت نہتی مکر اور خیانت سی اون کا خمیر ہوا تھا اور پر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تہی جیسے ابو جہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سی کچہ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور
خیانت کی وجہ سی اور زیادہ کفر مین مضبوط ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے انکو ہلاک کیا اوس کے سوا
اور کچہ انکا علاج نہتہا **ت** پہر حدیث بیان کی آپ نے ہم سی (یہ دوسری حدیث ہی) کہ یہ امانت اوٹہ
جاویگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سوویگا پہر اوس کے دل سی امانت اٹہالی جاویگی **ف** سونے سے یا
یہی ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سی یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت
مین بیٹہے گا بے ایمانون کے ساتہہ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج ہیچ کہوچ مین مصروف ہوگا —
ت اور اسکا نشان ایک ہلکے رنگ کیطرح رہ جاوے گا **ف** یعنی نور اوڑ جاویگا اور تاریکی
رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دہوڈالو تو سیاہ سا دہبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ
ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا ہلکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو
ت پہر ایک نیند لیگا تو امانت دل سی اوٹہہ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چہالے کیطرح رہ جاویگا
جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑکہا دے پہر کہال پہول کر ایک چہالہ (آبلہ) نکل آوے اوس کے اندر
کچہ نہین پہر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑہکائے **ف** نووی نے صاحب تحریر سے
نقل کیا اسکا مطلب یہ ہی کہ امانت ذرا ذرا دل سی اوٹہنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اوسکا اوٹہہ جاویگا تو اوسکا نور جاتا
رہیگا اور ایک سیاہ دہبہ رہ جاویگا پہلے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پہر جب اور ایک
حصہ اوٹہیگا تو چہالے کیطرح نشان ہوجاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین
سیاہی اول سی زیادہ ہوگی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چہانے کو مشابہت دی ایک
انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو جہٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کہال پر چہوڑ جاتا ہے
اور کنکری چلاکر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کردیا تا لوگ بخوبی سمجہ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور
آہستہ آہستہ دل سے اوٹہتا جاوے گا اور کفر کی کالک چہاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دہبہ ہوگا پہر اور
زیادہ پہر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہوجاویگا اور ایمان کے بدل کفر چہا جاوے گا خدا کی پناہ **ت**
اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور اون مین سے کوئی ایسا نہوگا جو امانت کو ادا کرے ۔ یہانتک کہ لوگ کہینگے
کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانتدار ہے **ف** یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانتدار ہے کوئی کسی کا
حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بہروسا ہی یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا

سے اوٹھہ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکہون مین ایک آدہ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاویگا جو امانت
دار ہوگا لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسی پر بہروسا
نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کر جاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا **ف** اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص
کو کہینگے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کرینگے) اور اسکے دل مین
رائی کے دانے برابر بہی ایمان نہ ہوگا **ف** یعنی چونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پہیل جاویگی تو ایمان
کی قدر اور منزلت بہی دل سی نکل جاوے گی تعریف بہی کرینگے تو بے ایمانون کی مین نے اپنی آنکہوں سے
یہ حال حیدرآباد مین دیکہا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدے کے واسطے بیدین
بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین انکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تائید کرے اسکو ان بے ایمانون
کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لاحول ولا قوۃ جب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ
وہ علاوہ کافرونکی حکومت مین رہنے کے اسکی نگاہ مین ایسے ذلیل اور خوار ہوگئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمت
گاری خانساماں کے اور کوئی کام ان سی نہین لیا جاتا اور ایک زمانے مین مسلمان تمام قومون کے
سرتاج تہے انکا رعب اور دہاک ایسا تہا کہ کافر ان کے نام سے لرزتے تہے ہر ایک مسلمان خدا کے
احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تہا - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - **ف** پہر حذیفہ
نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سی معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ
اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اسکو بے ایمانی سے باز رکہتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اسکو ایمانی
سے باز رکہتا **ف** چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تہے
ان سی بیخوف وخطر معاملہ اور لین دین کرنا پیسہ مار لینے کا تو ڈر ہتا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بہی
بے ایمانی کرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تہے جو انکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے
باز رکہتے اور میرا پیسہ مجہکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ ڈوبتا **ف** لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سے
کبہی معاملہ نکرون گا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرون گا **ف** چند لوگون کا نام لیا جو
ایماندار رہ گئے باقی لوگون کا بہروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہونگے تو حاکم بہی ویسے ہی ہونگے
وہ رشوت خوار اور ظالم ہونگے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب رعایا کو ستاتے اور انکا حق تلف
کرتے ہین اس وجہ سی حاکم سے بہی امید باقی نہین کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ ڈوبنے دیگا - قاضی عیاض

نے کہا بعضون نے مبایعت سے جو حذیفہ کے قول مین ہی خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ ظاہر ہی کیونکہ یہود اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہین ہوسکتی تو مبایعت سے وہی بیع کہ خرید و فروخت اور معاملہ اور لین دین مراد ہی

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلَهٗ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَجَارِهٖ قَالُوْا اَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ اَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ اَنَا قَالَ اَنْتَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ اَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ اَكَسْرًا لَا اَبَا لَكَ فَلَوْ اَنَّهٗ فُتِحَ لَعَلَّهٗ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ اَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ اَبُوْ خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا اَبَا مَالِكٍ مَا اَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِيْ سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین عمر رض کے پاس بیٹھے تھے انہون نے کہا تم مین سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنون کا ذکر کرتے ہوے سنا ہی ف فتنہ کے اصل معنی آزمایش اور امتحان ہے پھر عرف مین اُسکو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو ابوزید نے کہا یون کہتے ہین وہ شخص فتنہ مین پڑ گیا جب اُسکا حال بدل جاوے اور اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل اور مال مین یہ ہے کہ اُنکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے اُنکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہین یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ اُنکی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاوین ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اُسکی حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہین جنکا کفارہ نیکیون سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

نیکیان سیٹ دیتی ہین برائیون کو ف بعض لوگون نے کہا ہان ہم نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا شاید
تم فتنون سے وہ فتنے سمجھتے ہو جو آدمی کو اوسکے گھربار اور مال اور ہمسائے مین ہوتے ہین اونہون نے کہا ہان
حضرت عمر نے کہا ان فتنون کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم مین سے کسنے
سنا ہے اون فتنون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دریا کی موجون کیطرح امنڈ کر آوینگے ف
حضرت عمر کی مراد فتنون سے وہ فسادات تھے جو آیندہ آپ کی امت مین ظاہر ہونگے اون مین آپس مین
مسلمانون کے کشت وخون ہوگا اور گمراہی پہیلے گی ف حذیفہ نے کہا یہ سنکر سب لوگ چپ
ہو رہے مین نے کہا مین نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچہا تہا ف
جس کے نطفے سے تجھ سا لڑکا پیدا ہوا حدیث مین للہ ابوک ہے اور یہ ایک کلمہ ہے مدح کا عرب لوگون کی
عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہین تو اسکو کہتے ہین کیونکہ باپ کی نسبت کرنا خدا کیطرف اس
کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہین بیت اللہ اور ناقۃ اللہ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی
اچھی بات دیکھتے ہین تو یہ کلمہ کہتے ہین یعنے تیرا باپ بڑا عمدہ تہا جس نے ایسا لڑکا پایا (نووی)
ف حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے فتنے دلون
پر ایسے آوینگے ایک کے بعد ایک جیسے بوریے کی تیلیان ایک کے بعد ایک ہوتی ہین ف حدیث مین
کا لفظ عُوداً عُوداً ہے اسکو تین طرح پڑہا ہے ایک عُوداً عُوداً بضم عین دال مہملہ سے دوسری عَوداً
عَوداً بفتح عین دال مہملہ سے تیسری عَوذاً عَوذاً بفتح عین ذال معجمہ سے صاحب تحریر نے صرف اول
وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے تینون وجہون کو ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے
کہا کہ ہمارے شیخ ابو الحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینون وجہون کا ترجمہ الگ
الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون مین ایک کے بعد ایک آتے جاوینگے
جیسے بوریے کی تیلیان (یعنی کاڑیان) ایک کی بعد ایک لگائی جاتی ہین یعنی بوریا بننے والا
جیسے ہر ایک تیلی لیتا ہے اور اسکو بنکر پھر دوسری تیلی بنتا ہے اسیطرح یہ فتنے بہی ہونگے کہ پہلے ایک
دلمین جمے گا پہر دوسرا قاضی عیاض نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور
تشبیہ اسی پر دلالت کرتی ہے - دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون کے ایک جانب مین لگکر چپک
جاوینگے جیسے بوریا بننے والے کے پہلو سے چپک جاتا ہے اور عَوذاً عَوذاً کے یہ معنے ہونگے کہ بار بار ہی فتنے آوینگے

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آوینگے اور چپکین گے بوریے کیطرح خدا کی پناہ
اون فتنون سی یعنی خدا ہمکو بچاوے ان فتنون سے (نووی) پھر جونسے دل مین وہ فتنہ رچ جاویگا (یعنی سما جاویگا اور بیٹھ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اُسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا)
اوسمین ایک سفید نورانی دھبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جاوینگے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کیطرح (جس مین کوئی چیز رنگ نہین سکتی یہ تشبیہ ہے اوس دل کی صاف چکنے پتھر سے یعنی جیسے اس قسم کا پتھر صاف داغون سی پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل بھی ان فتنون کی آلایش سے پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنے بھورا) اوندھے کوزے کیطرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھیگا نہ بُرے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا ف حدیث مین مرباڈّا کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو مربدًّا پڑھا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مرباڈّ اسے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدۃ البیاض فی سواد مین اور بجائے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ بلق کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکھ مین ہو تو حور کہتے ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوتی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسی واسطے اوسکو ربدا رکہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مجخیا کے معنی اوندھا اوسکی تفسیر بھی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجھ سے ابن سراج نے کہا کا لکوز مجخیا یہ اوسکی سیاہی کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکے اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندھا ہو گیا ہے جیسے کوزہ اوندھا جاتا ہے پھر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اُس دل مین کوئی بہتری اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہیگی اور اُسکا بیان کیا یہ کہکر نہ وہ بھلی بات کو بھلی سمجھے گا نہ بری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل بھلی بات کو نہ سمجھے دے اوسکو مشابہت دی اوندھے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹھہرتا صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اوسکی دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پھر وہ فتنے مین پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکی دل مین رخصت ہو جاتا ہے اور دل بشکل اوندھے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزہ کو اوندھا دو تو اوس مین

مین جو کچہ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پہر کچہ نہین سماتا اسی طرح اوس کے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر بالکل نہین آتا (نووی) ف حذیفہ نے کہا پہر مین نے حضرت عمر سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہی جو بند ہے مگر نزدیک ہی کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پہر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا ف تو اب فتنون کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ امنڈا امنڈ کر موجون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسی کام پر مستعد کرنیکو کہتے مین یعنی سمجھ کر کوئی بچانیوالا نہین اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجہے اتنی تکلیف نہ اوٹہانا پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) ف اور مین نے اون سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مرجاویگا پہر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہتی —

ف یعنی یہ دروازہ جو ابہی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوئے ہی ایک شخص کی ذات ہی جس کے سبب سے تمام فساد رکے ہوئے ہین پہر جب وہ مارا جاوے گا یا مرجاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی روک اب دہیرا وٹہہر فتنون کی موجین امنڈ امنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوین گے دوسری روایت مین ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہو شک کے طور پر کہ وہ مارے جاوینگے یا مرجاوین گے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مارے جاوین گے لیکن انہون نے اسکا صاف بیان کرنا اون کے روبرو برا سمجہا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بہی اس دروازے کو جانتے تہے جیسے یہ بات جانتے تہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نہتی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہتی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تہی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تہے شہید ہوئے اور ان کے بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اہل بیت نبوی کی بیحرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبد اللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ و اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتہ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کے بیچ مین واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے لئے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

دوسری حاشیون کی حاجت نہین جبتک کی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی پشت پناہ کافرون پر رہا کہ مسلمانون مین اتفاق تھے اُس ذات کو یعنی بدذات شریر کس مُنہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول سے نہین شرماتے **ف** ابو خالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہین) اسود مربادًا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین مین نے کہا الکوز مجخیا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا کوزہ اُلٹا ہوا **عَنْ** رِبْعِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَدًّا وَمُجَخِّيًا **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثین بیان کرتے تھے انہون نے کہا کل امیر المومنین نے جب مین انکے پاس بیٹھا آپ نے لوگون سے پوچھا تم مین کس کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے گزرے اس مین مربادًا اور مجخیا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے **عَنْ** رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنون مین وہان حذیفہ بھی تھے انھون نے کہا مین بیان کرتا ہون پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے اون سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نتھی (یعنے سنی سنائی ادھر ادھر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی **باب** بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا وَأَنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (یعنے تھوڑے لوگ تھے) اور پھر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

شروع ہوا تہا (مدینہ کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا تہوڑے سے یعنی
پہلے اون لوگون سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے آئے تہے اور وہ غریب مسافر تہے اپنے
وطن چہوڑ کر آئے تہے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتے سمٹتے پہر مدینہ مین آجاویگا
اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سے مدینہ مین بہاگ کر آجاوین گے
قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا تہا چند معدود لوگون سے پہر آخر زمانے
مین بہی اسیطرح گہٹ کر تہوڑے لوگون مین رہ جاویگا اب یہ جو فرمایا طوبیٰ ہو غربا کے لیے تو طوبیٰ کے معنے
خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبیٰ سے جنت کو مراد لیا ہے بعضون نے اوس درخت کو جو جنت مین ہے اور
یہ سب معنی بن سکتے ہین (نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا کَمَا بَدَأَ وَهُوَ یَأْرِزُ بَیْنَ الْمَسْجِدَیْنِ کَمَا تَأْرِزُ
الْحَیَّةُ فِیْ جُحْرِهَا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع
ہوا غربت مین اور پہر غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (مکے اور مدینے)
کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ مین (بلہین) چلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے
کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پہ ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا
ایمان دار تہا وہ مدینے مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کو اور آپ سے علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت
کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بہی لوگ جاتے
جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہان کے مشاہد اور آثار سے برکت
حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ شاید یہ واقعہ
قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو
جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابہی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہو گیا ہے اور کیسی غربت
دوسری روایت مین ہے عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاویگا
جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے
اور دین شروع ہوا ہے غربت سے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا جیسے شروع ہوا تہا تو خوشی ہو غربا کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدہار ینگے میری سنت کو جب لوگ بگاڑ ین گے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرقاۃ مین ہے
کہ حجاز عرب کی اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہے اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے
کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر بہر گئے ہین بدینی سے اور اسوقت مین دین سمٹ
گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سے اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت
پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدہارا اُن سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے
بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضی لوگ اُن مین سے یمن مین باقی ہین یا اللہ تو ہمکو ادن مین سے کر اور ہمارا حشر اون کے
ساتہہ کر مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
مین اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوینگے یہانتک کہ تمام ممالک
اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوین گے اور سب جگہ کافرون کا زور ہوجاویگا اور آخر پھیر وہی شہر یعنی مکہ اور
مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچہ ظاہر ہوچکا ہے اور کچہ باقی
ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون
کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین
نہین پر افسوس ہے کہ نصاری نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سے تو اسقدر جلد
جلد مسلمانون کا تنزل ہو رہا ہے اور اُنکی حکومتین برباد ہوتی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی رہا خدانخواستہ تو
بہت قریب زمانے مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان سدہا برس سے
مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام و نشان تک نہ تہا اب وہان پر کافر بادشاہ ہین اور مسلمان
ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاری کے
قبضے مین آئی پھر ابہی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے چہین لیا اور بخارا اور خیوا
اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاری نے دبا لیا اور بلقان اور بوسنیا اور سرویا اور جبل اسود جو
روم کے سلطان کے زیر نگین تہے وہ خود مختار ہوگئے اسی طرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار
ہوگیا اب اسوقت مین جب مین اس حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مرو اور ترکمانون کا ملک روس کے نصاری نے
دبا لیا ہے اور روس کی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر ہندوستان کے نصاری افغانستان پر
دعوی کر رہے ہین اور ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکالکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور یمن وغیرہ کے انگریزی قبضے مین چلے گیے ہین اب جو دو سلطنتین نام کے لیے باقی ہین
یعنی روم اور ایران کی وہ بھی نصاریٰ سے خائف اور لرزان ہین اور انھی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے
ہین حدود شرعیہ کا نام و نشان نہین فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم
ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانون کی سلطنت اور حکومت نرہیگی اور وہ سب کفار کی رعایا بن کر رہینگے
اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ مین دم لین گے اوسوقت اس حدیث کا
پورے طور سے ظہور ہوجاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ مین تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث
کی نشر سے وہان کچہ شیاطین ہین جو مانع ہوتے ہین پھر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کیطرف کیا مراد ہوگا
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ مین فی الحال ہے جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا
مین پھیلے ہوئے ہین پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سے ڈر کر مکہ اور مدینہ مین جاکر جمع ہونگے تو ان شیاطین
کی اچھی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین مین اچھی
ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہوجاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اسکو دیکھیگا انشاء اللہ تعالیٰ عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا
تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان
سمٹ کر مدینے مین اسطرح سے آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل مین سما جاتا ہے

باب

ذِهَابُ الْاِیْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ آخیر زمانے مین ایمان کا مٹ جانا عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ ترجمہ انس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین مین اللہ اللہ کہا جاتا ہے **ف**
پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اوسوقت قیامت قائم ہوگی نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اوسی
وقت ہوگی جب سب لوگ بدترین رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت مین ہے اور یمن کیطرف سے ایک ہوا آویگی
قیامت کے قریب تو سب مومن مرجاوینگے اوس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینے والا نرہے پہلے
مجھکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے مین اوسکی تصدیق ہوگئی اور حدیث پر کامل یقین ہوگیا ہمارے
زمانے مین اللہ کے منکر بہت پھیلتے جاتے ہین اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اوس سے مسخرے ہین پھر قیامت کے قریب
کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنی دہری اور نیچری رہ جاوین گے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹھ جاوین گے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اللّٰہُ اللّٰہُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی اوس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (مطلب جب وہ مرلیگا اوسوقت قیامت ہوگی **بَابُ** جَوَازِ الْاِسْتِسْرَارِ بِالْاِیْمَانِ لِلْخَائِفِ جو شخص ڈرتا ہوا اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے **عَنْ** حُذَیْفَۃَ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْصُوْا لِیْ کَمْ یَلْفِظُ الْاِسْلَامَ قَالَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَخَافُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ مَا بَیْنَ السِّتِّ مِائَۃٍ اِلَی السَّبْعِ مِائَۃٍ فَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّکُمْ اَنْ تُبْتَلُوْا قَالَ فَابْتُلِیْنَا حَتّٰی جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا یُصَلِّیْ اِلَّا سِرًّا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں پھر ہمنے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ڈرتے ہیں ہمپر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لیکر سات سو تک ہیں **ف** یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانسو ہیں اور ایک روایت میں پانسو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عورتیں بچے سب ملاکر ایک ہزار پانسو ہوں گے اور مرد چھ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل پانسو ہوں گے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں پر انکو دشمنوں کا ڈر نتھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری دنیا میں تو بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جسکی انتہا نہیں **ف** آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑجاؤ حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑگئے یہانتک کہ بعضے ہم میں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے **ف** یہ ادن فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہوگیا ایک کے ایک فکر میں تھا آخر گھر ہی میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہوگئی۔ ہمارے زمانے میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہوگئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاری بھی اوس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں اوس نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کے ملک نہیں پھر جو چاہے اسمیں خدا کو یاد کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ

مین کوئی ان کے خلاف کرے تو پھر اسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولا قوۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اوس سے زیادہ ظالم کون ہی جو اللہ کی مسجدون مین اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور اوسمین نماز پڑھنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور معتزلے کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا نادرست ہی **بَابُ** تَالُّفِ قَلْبِ مَنْ يَخَافُ عَلَى اِيْمَانِهِ لِضُعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْاِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيْلٍ قَاطِعٍ جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہو کسی شخص کو مومن نکہنا **عَنْ** سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِ فُلَانًا فَاِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمٌ اَقُوْلُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا اَوْ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي النَّارِ **ترجمہ** سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اوس کے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو یقینا مومن کہنے سے اسوجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اوسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہی برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہی زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہی اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون پر دیتا اور کو ہون ایسا نہو وہ جہنم مین اوندھا گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہی اور کچھ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہی اُس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان سے اقرار کرلینا کافی نہین جب تک دل سے یقین نہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان سے اقرار کرلینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہی مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہی اون آیات اور احادیث کے جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تہا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تہے پر زبان سے اقرار کرتے تہے (نووی) **ف** مینے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہی آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پھر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس ڈرسی کہ کہین خدا اوسکو اوندہے منہ جہنم مین نہ گرادوے ف یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا
ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سی نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا تو مین
دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہو کہ
وہ دنیا کا مال نہ ملنے سی خفا ہوجاوے اور اسلام سی پہر جاوے پہر جہنم مین اوندہے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی
ہے اوسکو اتنی ضرورت مال وغیرہ کی نہین کیونکہ وہ ایمان سی پہرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سی
یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہی جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے
اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے
بلکہ اوسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کرسکتا ہے اور کسی کو یقیناً مومن کہنا
نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہو اور امام اپنی راے کے موافق مال کو صرف کرسکتا ہے ضروری کام
مین پہر جو اوس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے
عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اسمیر اجماع ہے اہل سنت کا عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَعْطٰی رَھْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِیْھِمْ قَالَ فَتَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ مَنْ لَمْ
یُعْطِہٖ وَھُوَ اَعْجَبُھُمْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَکَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرَاہُ مُؤْمِنًا فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَکَتُّ قَلِیْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَعْلَمُ مِنْہُ
فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَکَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرَاہُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَیْرُہٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْہُ خَشْیَۃَ اَنْ یُّکَبَّ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْھِہٖ
ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین وہان بیٹھا تھا
تو آپنے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک اون سب مین بہتر تھی مین نے کہا یا رسول اللہ آپ
نے فلانیکو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم پہر تھوڑی دیر تک
مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا
قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا تہوڑی دیر مین چپ ہو رہا بعد اوس کے اوسی خیال نے زور
کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین تو اسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا
یا مسلم مین دیتا ہون ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سی زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہین اوندہے منہ جہنم مین گرے

عن سعد انه قال اعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم رهطا وانا جالس فيهم بمثل حديث ابن اخي ابن شهاب عن عمه وزاد فقمت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فساررته فقلت يا رسول الله مالك عن فلان ترجمہ سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیوں چھوڑ دیا۔ عن محمد بن سعد یحدث هذا الحديث فقال في حديثه فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده بين عنقي وكتفي ثم قال اقتالا اي سعد اني لاعطي الرجل ترجمہ محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد میں دیتا ہوں ایک آدمی کو آخر تک

باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الادلة جب دلیلیں خوب پہونچ جاویں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن احق بالشك من ابراهيم اذ قال رب ارني كيف تحيي الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي قال ويرحم الله لوطا لقد كان ياوي الى ركن شديد ولو لبثت في السجن طول لبث يوسف لاجبت الداعي ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوئی انہوں نے کہا اے پروردگار مجھکو دکھلا دے تو کس طرح جلاویگا مردوں کو پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں اسبات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے

ف نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھکو شک نہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھی اور یہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی الآیۃ تو بعضے لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردوں

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوئی تب آپ نے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تہے اور پیغمبر بہی کیسے خلیل اللہ پہر اگر انکو شک ہوتی تو مجھکو بہی ضرور شک ہوتی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا
ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے درجہ مین زیادہ ہین پہر اختلاف کیا ہے علما نے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تہی تو
اونہون نے خدا سے درخواست کیون کی کہ مجھکو دکہلا دے تو کیونکر جلا دیگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہون
کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تہا پر انہون نے چاہا کہ اور
زیادہ دل کو اطمینان ہوجاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہوچکا
تہا کہ اللہ تعالی مردون کو جلا دیگا لیکن انہون نے اپنی آنکہہ سے اس امر کو نہ دیکہا تہا اسواسطے انہون نے چاہا کہ
علم استدلالی سے بڑہکر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے
ہین پہر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور
اس صورت مین اولم تؤمن کے یہ معنی ہون گے کیا تجھکو یقین نہین اسبات کا کہ تو میرا دوست ہے اور
تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا
چاہا اگرچہ پہلے بہی انکو یقین تہا اور شک بالکل نہ تہی پر وہ علم الیقین تہا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑہکر عین
الیقین کا درجہ حاصل ہو چوتہی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے مشرکون پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا ہے
اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکہلا دیوے تا انکی دلیل صاف ثابت ہوجاوے اور بعضون نے اور وجہین
بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابراہیم عم
نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکہا جسکو دریا
سے جانور اور پرندے اور درندے کے جانور کہا رہے تہے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹہا ہونگے
اور ان کے دلکو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹہنا دیکہین انکو شک تہی لیکن انہون نے یہ بات
چاہی کہ اسکو دیکہہ لین جیسے مومنین چاہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکہین اور خدا کے
دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہے **ف**
اور رحم کرے اللہ تعالے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تہے مضبوط سخت کی **ف** صاحب

فرشتے اللہ کا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بھیس مین آئے تھے حضرت لوط انکو مہمان سمجکر اونکی مہمانی کرنا چاہتے ہے پر انکی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تھے جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور دلجوئی مین نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھکو رسوا مت کرو مہمانون کے روبرو اگر تمکو ایسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین اسپر بھی اونہون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تمکو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنے میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا اور یہ جو اونہون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والون کی پناہ کا ذکر کیا تو اسوجہ سے نہ تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ اونہون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہانتک چلتا مین تم کو بچاتا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالی کی پناہ لینا بہول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اونپر رحم کرے **ف** اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو مین تو فوراً بلانے والے کے ساتھہ چلا جاتا **ف** جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون کے مکر کی تحقیقات ہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہوجاویگی اوسوقت تک مین نہ آؤنگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی کہ ان مین کسقدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے تو جسطرح ہوسکے اوس سے چھوٹنے مین جلدی کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِكٍ وَّلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی جَازَهَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑھا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو۔

عَنِ الزُّهْرِیِّ كَرِوَایَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی اَنْجَزَهَا **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

بَابُ وُجُوْبِ الْاِیْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَمِیْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون کو آپ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَامِنَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ عَزَّ وَجَلَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ

ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اوس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اوسپر آدمی لیکن مجھکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبروں کی پیروی کرنیوالوں سے زیادہ ہونگے قیامت کے دن ف یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اسلیے میرے تابع زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمیں سحر وغیرہ کا شبہ نہیں ہو سکتا برخلاف اور معجزوں کے کہ انمیں سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبروں کے معجزے گذر گئے جیسے انکا زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اسواسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات نے سب آدمیوں کو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بھی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گذر گئے ہزاروں قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہو سکا کہ اس کے مقابل کی ایک سورت بنا تا ہمارے زمانے میں بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہیں جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہیں جانتے اور اسپر اعتراض کرتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ تمنے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف ونحو بھی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملتا ہے کہ نہیں سبحان اللہ منہ کی کو بھی زکام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بے مثل ہونیکا اقرار کرتے ہیں پر یہ کل کے لونڈے یا ہندی لوٹ رہے کہوسٹ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت میں ٹکے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے مصلح بن کر بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو مٹتے ہیں لاحول ولا قوۃ ۔ پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھکو امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی ولایتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی امید آپ نے کی تھی ویسی ہی اللہ تعالی نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اور اسکی نعمتوں پر جو بے انتہا ہیں ۔ ای خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسی ہی اس زمانہ میں بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانوں

کے دلون کو مضبوط کرتا دے پہر تیرے دین کی ترقی مین مصروف ہون اور دنیا مین نیکنامی اور عزت اور آخرت
مین ثواب اور جنت حاصل کرین آمین یارب العلمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ
ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھہ مین محمد کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے
وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنکر پہر ایمان نلاوے
اوس پر جسکو مین دیکر بہیجا گیا ہون (یعنی قرآن پر) تو جہنم مین جاویگا فـ نووی نے کہا اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتین سب منسوخ ہوگئین ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جسکو
اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول مین ثابت ہوچکا ہے کہ شریعت آنے
سے پیشتر کوئی حکم الشان پر نہین ہوتا انتہی۔ اگرچہ اس زمانہ مین مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت مین
پہیل گئے ہین پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کامون مین مصروف ہین اور دین کو انہون نے بالائے طاق رکھہ
دیا ہے الا ماشاء اللہ دین کی دعوت کافرون کو تو کیا وہ تمام مسلمانون کو بہی دین کے احکام نہین بتلاتے
یہانتک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہوگئے ہین اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہین
یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمین صرف کی ہے اور اسکا فائدہ
بیحد اور بیشمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خداتعالے کے پاس تشریف لے گئے تو اُن کے حواریین نے
دین کی دعوت پہیلانا شروع کی اور باوجودیکہ اُن کے مخالف زبردست اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت
نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزارون لاکہون ان مین کے عیسوی ہوگئے
اور آخر عیسویون کی قوت یہانتک بڑہی کہ ساری دنیا مین اُن کا دین پہیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک
اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور ابتک عیسوی عالم دعوت کو نہین چہوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے
عیسوی مذہب کو تازہ پیدا اور ہرا دیتے ہین اور جس ملک کے لوگون کو سنتے ہین کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف
ہین وہان فوراً جیسے ہوسکتا ہے پہونچتے ہین اسکام مین چاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنا
دین پہیلانیکے لیے سب گوارا کرلیتے ہین۔ افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہین اور انکے ملا اور
مولوی اور درویش سوائے آرام سے بیٹہ رہنے اور کہانے کے دین کا کوئی کام نہین کرتے نہ سفر کرتے ہین نہ اور ملک

کی اقوام کی زبانین سیکھتے ہین نہ اور زبانون مین اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے مین ہا ئے
بڑے رنج کی بات ہو کہ نصاری نے اپنی وتصنیف کیو اسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون
مین کیا پر مسلمانون کو یہ توفیق نہین کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصًا
کافرون کی زبانون مین کرکے اوسکے ہزارون لاکھون نسخے کافرون مین پھیلا دین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے
واقف ہون نصاری نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنے عقل سے کام لیوے تو اسکو
یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واہی بات ہو جو کسی کے ذہن مین نہین
آتی پھر یہ کہنا کہ عیسی خدا کے بیٹے ہین باوجودیکہ عیسٰی کھاتے تھے اور پیتے تھے اور ہگتے تھے اور موتتے تھے اوس سے
بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بھی وہ دعوت کے زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بھی
پھیلا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہو جسمین سوا ایک سچے خدا برحق کے جس نے
ہمکو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہین اور اس دین مین کوئی بات
عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاری
کی نسبت اپنے پیارے دین کے پھیلانے مین عشر عشیر بھی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاری کی کوشش سے
کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ امن زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس اسمین کوئی شک نہین
کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک وکفر کو چھوڑ کر خداے برحق کی توحید کے قائل ہونگے جو سب
سے اعلی رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچھ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون
کی زبانون مین کرین کچھ اسلام کی حقیت کو دلائل مقابلے اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھکر ہر ایک
قوم کے کافرون مین پھیلا دین کچھ کافرون کی زبان سیکھکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند اور نصیحت
اور دعوت کرین وہکذا عن الشعبی قال رأیت رجلا من اهل خراسان سأل الشعبی فقال
یا ابا عمرو ان من قبلنا من اهل خراسان یقولون فی الرجل اذا اعتق امته ثم تزوجها فهو کالراکب
بدنته فقال الشعبی حدثنی ابو بردة بن ابی موسی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال ثلاثة یؤتون اجرهم مرتین رجل من اهل الکتاب امن بنبیه وادرک النبی
صلی الله علیه وسلم فامن به واتبعه وصدقه فله اجران وعبد مملوک ادی حق الله
علیه وحق سیده فله اجران ورجل کانت له امة فغذاها فاحسن غذاءها ثم ادبها

فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَ هٰذَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ترجمہ ایک شخص نے جو خراسان کا رہنے والا تہا شعبی سے پوچہا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کر لیوے تو اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پہ سواری کرے شعبی نے کہا مجہسے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہوں نے ابو موسی اشعری اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہوا اپنے پیغمبر پر پہر میرا زمانہ پاوے اور مجہپر بہی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجہکو سچا جانے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بہی اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکے پاس ایک لونڈی ہو پہر اچہی طرح اوسکو کہلاوے اور پلاوے بعد اوسکو اچہی طرح تعلیم اور تربیت کرے پہر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اوسکو بہی دوہرا ثواب ہے پہر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث بے محنت لے لے ورنہ ایک شخص اس سے چہوٹی حدیث کیلیے مدینے تک سفر کرتا **ف** شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکہے سبحان اللہ انگلے لوگوں نے دین کیواسطے کیسی کیسی بے انتہا کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلوں کا سفر کیا اور تکلیفیں اوٹہائیں اللہ انکو جزاے خیر دیوے تمام مسلمانوں کیطرف سے اس لیے کہ انکا احسان سب کا ذرہ پر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے اور اوس سے نکاح کر لیوے عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے

بَابُ بَيَانِ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عیسی علیہ السلام کے اوترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُّقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتہہ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اوتریں گے عیسی

مریم کے بیٹے تم لوگون مین اور حکم کرینگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کرین گے اور توڑ ڈالینگے ترسول کو
(جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہین) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کردین گے جزیے
کو اور بہت دینگے مال کو یہانتک کہ کوئی نہ لیگا ف نووی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام توڑ ڈالین گے ترسول
کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو ولعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصاویر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے
اور سور کا مارنا بھی اسی قسم مین سے ہے اور اس مین دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہان پاوین
اگرچہ دار الکفر مین ہو اور ہم قادر ہون اوسکے قتل پر تو قتل کرین اسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دین اور
یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کردین گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہین حدیث کا یعنی
اوس زمانے مین کافرون کو حکم ہوگا یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا
ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کرینگے
سب کافرون پر اور اسوجہ سے مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہین ہے اور ٹھیک معنے وہی ہے جو خطابی نے
کہا اور اسیطرف گئے ہین جمہور علماء مگر اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے
اور حدیث مین یہ آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت
محمدی کے خلاف نہین ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوترین
اور جب یہ امر حدیث مین مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اور یہ جو فرمایا بہت
دینگے مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا یا زمین اپنے
خزانے نکال دیگی جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے یا لوگون کی رغبت مال کی طرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت
کے اسوجہ سے مال بہت پڑا رہے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ
وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ اِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِيْ رِوَايَةِ يُوْنُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ
اِمَامًا مُقْسِطًا وَفِيْ حَدِيْثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِيْ حَدِيْثِهٖ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتّٰى
تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰيَةَ ترجمہ زہری سے دوسری روایتین بھی ایسی ہی ہین
ابن عیینہ کی روایت مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہونگے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے
والے اور یونس کی روایت مین ہے کہ حاکم ہون گے عدل کرنیوالے اور اسمین یہ نہین ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

والے جیسی لیث کی روایت مین ہے اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام آتا ہے تب تک یہان ہونگے کہ ایک سجدہ اوس زمانے مین ساری دنیا سے بہتر ہوگا **ف** یعنے لوگون کی رغبت اوس زمانے مین عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ اونکی نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اوس زمانے مین ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اوسوقت احتیاج نہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا یا نماز مقصود ہے **ف** پھر ابو ہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہین اہل کتاب مین سے جو ایمان نہ لاوے عیسی پر اون کے مرنے سے پہلے **ف** یعنے حضرت عیسی علیہ السلام جب اوترین گے تو ان کے زمانے مین جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوین گے اون پر اور یقین کرینگے اپنی غلطی کا اور جانین گے کہ وہ اللہ کے بندے ہین اور اسکی لونڈی کے بیٹے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن مین جو قبل موتہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسی کیطرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کیطرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو اپنے مرنے سے پہلے عیسی پر ایمان نہ لاوے یعنے جان نکلنے کیوقت اوسکو حق بات کھل جاتی ہے کہ مین جو عیسی کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے پر اوس وقت کا ایمان فائدہ نہ دیگا اسواسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہے اور ایسی حالت مین قول و فعل کسی کا اعتبار نہین اور ایسی حالت مین نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عتاق نہ اور کسی قسم کا کوئی عقد کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اون لوگون کی توبہ کچھ نہین جو برائی کیا کرتے ہین جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے ہین اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہوجاتی ہے اوس کتابی سے جو حضرت عیسی کے زمانے مین ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی کیلیے عام رہتی ہے اور موید ہے اسکی قراءت قبل موتہم کی اور بعضون نے یہ کہا کہ یہ ضمیر ہمارے پیغمبر کیطرف پھرتی ہے اور ضمیر کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم (نووی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ

فلا یقبلہ احد ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اتریں گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کردیں گے جزیے کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کریگا اوسپر ف یعنی کوئی اس کی پرواہ نکریگا نہ اوسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد بڑے ہونگے لوگون کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنی عقبے کی فکر کرینگے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعی علیہا کے معنے یہ ہین کہ اوسکی زکوۃ نہ مانگین گے اسوجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے اور ثواب وہی ہے جو معنی ہمنے بیان کیے (نووی) ف اور لوگون کے دلون ہین سے کپٹ اور دشمنی اور جلن جاتی رہے گی اور بلاوینگے وہ لوگون کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کریگا اسوجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگون مین اور تمہارا امام تم ہین سے ہوگا عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اترین گے تم ہین اور امامت کرینگے تمہاری عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم فقلت لابن ابی ذئب ان الاوزاعی حدثنا عن الزھری عن نافع عن ابی ھریرۃ و امامکم منکم قال ابن ابی ذئب تدری ما امکم منکم قلت تخبرنی قال فامکم بکتاب ربکم عز و جل و سنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اترین گے تم لوگون ہین پھر امامت کرینگے تمہاری تم ہی مین سے ولید بن مسلم نے کہا مین نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابوہریرہ سے اوسمین یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی مین سے ہوگا ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی مین سے مینے کہا بتلاؤ اونہون نے کہا امامت کرینگے حضرت عیسی تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے ف یعنی تابع ہونگے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین پر اون کی
پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور پر ختم ہوگیا اب جو وہ دنیا مین آوینگے تو ہمارے پیغمبر کی امت مین شریک ہونگے
قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق
ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالینگے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ
پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابو حنیفہ کے مذہب پر چلینگے
بلکہ ایسے خیال مین تو حضرت عیسی علیہ السلام کی ہتک ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہو اون کو علماء
محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کی علماء نے اسکو باطل قرار دیا ہے اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی
علیہ السلام ابو حنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہین جنپر
ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہین اور تعجب ہے اون علماء سے جنہونے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی
باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اور جاہل ان باتون پر فریفتہ ہو جاتے ہین الغرض جاننا چاہیے کہ حضرت
مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کے پیرو اور تابع ہونگے اور اہلحدیث
کے مددگار اور معاون ہونگے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل رو بہا دینگے اور جو متعصب مقلد اونکا کہنا نمانینگے
وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور اونکی تلوار سے قتل کیے جاوینگے اور سب مسلمان ایک ہی راہ پر ہو جاوینگے جو
زندہ رہیگا وہ ان شاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کریگا اور ہمارا سلام ان دونون حضرت کی خدمت
مین پہونچا دیگا اور ہماری سعی اور کوشش اونکی دعاے خیر سے آخرت مین نیک ثمرہ دکھلاویگی اور ہمارا
بھروسا تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی کا فخر
ہے دنیا اور آخرت مین ای ہمارے صاحب مالک خداوند ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد
مین لگا دے اور ہمکو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت مین آمین یا رب العالمین عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ
عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ
لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا
لڑتا رہیگا (کافرون اور مخالفون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام اتریں گے

اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیے نماز پڑہائیے (حضرت عیسی سے کہیگا) وہ کہین گے نہین تم مین سے ایک دوسرون پر حاکم ہین یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالی عنایت فرماوے گا اس امت کو **ف** کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانون کے امام کی امامت قبول فرماوینگے اور اُن کے پیچہے نماز پڑہین گے سبحان اللہ حضرت عیسی علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبد الرحمن بن عوف کے پیچہے نماز پڑہی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے مین مسلمانون کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (رضی ہو اللہ ان سے) **باب**

بَیَانِ الزَّمنِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ فِیْهِ الْاِیْمَانُ اوس زمانیکا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اٰمَنَ النَّاسُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَیَوْمَئِذٍ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچہم سے نہ نکلے پہر جب آفتاب پچہم سے نکلے اسوقت سب آدمی ایمان لاوینگے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکہکر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہین لایا یا اوس نے ایمان کے ساتہہ نیکی نہین کی **ف** اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشان کہل گئین اور قیامت آگئی اسوقت تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہوجاوے گا ۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہلحدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیون مین سے جو ساری آیتون اور حدیثون کو ظاہری معنے سے پہیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چہوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دہری حکیمون کا) اس مین تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے اصل اور اسباب کو دیکہا تو اکثر تاویلات اس قسم کی پائین کہ وہ تاویل کرنیوالون کے لیے مفید نہ ہوئین بلکہ جو قباحت اونہون نے اپنی سوء فہم سے ظاہری معنی مین خیال کیے تہے اوس سے وہ چند زیادہ مفاسد تاویلی معنی مین پیدا ہوگئے باوجود اسکے وہ لوگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا خدا اس سے پناہ مین رکہے آدمی تو قسم کی ہے تاویل استوار کے ساتہہ استیلا کرکے اور تاویل نزول کی ساتہہ

نزول رحمت کی اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھیں کہ اون میں تاویل کی
علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوئی اب اوسکی تاویل کرنا دو درجہ سے خالی نہیں یا وہ تو وہ
درحقیقت اوس عقیدے پر نہیں جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئین ذلیل اور رسوا ہونیکے لیے آفت
سے بچنے کے لیے اوسنے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ دیدہ و دانستہ حماقت اور سفاہت میں مبتلا
ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کرتا ہے ۔ اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ
ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا
پچھم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل ہے نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین
کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکھا ہے وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک
کردیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو اس حدیث میں تاویل کی تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ تو یہ وہ باطنیہ
ہیں جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہیں اور خداوند کریم کے انکار کرنیوالے اس صورت میں تو انکو
تاویل کی ضرورت ہی کیا ہے جو معاذ اللہ اس قسم کا بداعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت
وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکی تاویل کے
درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہیں اور اس نے جو جڑ کاٹ دی معاذ اللہ خدائی اور
پیغمبری کی پھر ایسے لوگوں سے جب آیات یا احادیث میں تاویلات مسموع ہوتی ہیں تو اور زیادہ انکی حماقت
اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے میں معجزات
اور وحی اور حشر و نشر وغیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیاطین میں اور جنوں کا انکار کیا ہے
یا یہ وہ باطنیہ ہیں جو خداوند کریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہیں پھر ایسے
لوگوں کو کونسی ضرورت آن پڑی ہے جو احادیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچھم سے
نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلتا ہے جیسے آفتاب کے پورب سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں
اسی طرح سے پچھم سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد نہیں اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چاروں جہتیں اعتباری
ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدیل اور تغیر ہوتا رہتا ہے غرض تعین میں نہ مشرق
ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اوسکے اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ
اسکے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک درجے سے حرکت غیر معمولی

سے جو فناے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہین نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ
جدید کے دیکھین تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونون معلول ہین
جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب فناے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتون اور حالتون
مین تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب
بھی حرکت ذاتی زمین کی دونون طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادھر سے ادھر پھرا دین یا ادھر سے
ادھر وہ ہر حالت مین اپنی محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ترجمہ ابو ہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ
مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ
ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جب ظاہر ہونگی تو پھر لانا ایمان کا یا نیک کام نہین بچا
ایک تو نکلنا آفتاب کا جدہر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا ف یعنی
زمین مین سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنون اور کافرون مین تمیز کر دے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ
قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ کَذٰلِكَ
حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّطْلِعِهَا ثُمَّ
تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ کَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ
لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْکِرُ
النَّاسُ مِنْهَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذَالِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ
طَالِعَةً مِّنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ
مَتٰی ذَاکُمْ ذَاكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا
خَیْرًا ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج
کہان جاتا ہے ف ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کو کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب
حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایسا نہین کیونکہ مراد یہان آفتاب کے جانے سے روز مرہ کا طلوع اور غروب نہین جو

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہے جیسے کلبی سے منقول
ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جا رہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا پھر اسکا ٹھہرنا
اوس وقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب جو ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث
سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف
گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہانتک کہ وہ
طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لیے کہ زمین
بشکل کرہ ہے اور اسکی اطراف وجوانب کے رہنے والون کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف مین پھر غروب ہوتا ہے
ایک قوم پہ اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پہ اور ایک جگہہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہہ نہین ہوتا اور
اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہین ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو
یہ اشکال رفع ہو جاوے گا واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ف اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا
رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے پھر وہان
سجدہ مین گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا
ہے اونچا ہو جا اور جا جہان سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہہ سے نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے
یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال مین رہتا ہے یہان
تک کہ اوس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہہ سے
پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک
کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سے کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل پچھم کی
طرف سے جدہر تو ڈوبتا ہے وہ نکلیگا پچھم کیطرف سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ
کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسیکو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سے ایمان
نہ لایا ہو یا اوس نے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّةَ ترجمہ
ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ

تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ قَالَ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین مسجد مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تہے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے یہ آفتاب کہان جاتا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پہر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاوے گا لوٹ جا جہان سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا پچہان کیطرف سے پہر عبداللہ کی قرات کے موافق یون پڑہا وذلک مستقر لہا یعنے مقام ٹہرنیکا ہے آفتاب کے عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا اس آیت کو آفتاب چلا جارہا ہے اپنے ٹہرنے کی جگہہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹہرنے کی جگہہ عرش کے تلے ہے **ف** یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا مین جو بعید وسیع ہے اور جسکی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہین جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہین کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیارون کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکا بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی مین واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع مین قیامت سے تعبیر کیا گیا ہو واللہ اعلم

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اب اس بات کا بیان شروع ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی (اللہ کا پیام اوترنا) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ اُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ

خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم
فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجف بوادره حتى دخل على خديجة فقال زملوني
زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع ثم قال لخديجة اي خديجة مالي واخبرها
الخبر قال لقد خشيت على نفسي قالت له خديجة كلا ابشر فوالله لا يخزيك الله ابدا
والله انك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف
وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن
عبد العزى وهو ابن عم خديجة اخي ابيها وكان امرأ تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب
العربي ويكتب من الانجيل بالعربية ما شاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمي فقالت
له خديجة اي عم اسمع من ابن اخيك قال ورقة بن نوفل يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره
رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر ما راى فقال له ورقة هذا الناموس الذي انزل
على موسى يا ليتني فيها جذعا يا ليتني اكون حيا حين يخرجك قومك قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم او مخرجي هم قال ورقة نعم لم يات رجل قط بما جئت به الا عودي
وان يدركني يومك انصرك نصرا مؤزرا ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلی
جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی
خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا ف یعنی اس کی تعبیر سچی ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی
قسم کا شبہ اوس میں نہ رہتا علما نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد علانیہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور سبب اس میں یہ تھا کہ اگر دفعۃً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ پاس آجاتے
تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے ایک ہی بار نبوت کا بار اوٹھ نہ سکتا۔ یہ حدیث صحابہ کی مراسیل میں
سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علما حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے
سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے ف پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا ف یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ
امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص
دنیا میں اعلے درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور سبب اسکی یہ ہی کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو
اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے
لیے اول تنہائی ضرور ہے پھر جب قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اسکا ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت
نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھ کر بہی ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہے اسیلیے بعد از
نبوت کے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تہی ف آپ حرا کی غار مین کیسی تشریف
رکہتے ف حرا یا حراء بکسر حاے حطی ایک پہاڑ ہے کہ تین میل پر جو شخص مکہ سے منا کو جاوے تو بائین
ہاتہہ پر پڑتا ہے اب وہان ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین ف وہان عبادت کیا
کرتے کئی کئی راتون تک اور گہر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتہہ لیجاتے پہر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ
کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایک ہی ایکا ایک آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی
توقع نہ تہی) آپ اسی حرا کی غار مین تہے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑہو آپ نے فرمایا مین پڑہا ہوا
نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجہے پکڑ کر دبوچا اتنا کہ وہ تہک گیا یا مین تہک گیا ف یعنی خوب
ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت تہک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت
دی ہے اور وہ تہکتے نہین علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تہا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام تہے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تہے اور یہ جو حضرت صلعم نے
فرمایا مین پڑہا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مین نے کوئی کتاب نہین پڑہی یا مین اچہی طرح پڑہ نہین سکتا
کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑہانے سے پڑہنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتہ نے ایک صحیفہ حریر
کا آپکے ہاتہہ مین دیا تہا جب آپ نے فرمایا ف پہر مجہے چہوڑ دیا اور کہا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین
اوس نے پہر مجہے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تہک گیا پہر چہوڑ دیا اور کہا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا نہین اس
نے پہر مجہکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تہک گیا ف اس دبوچنے سے یہ مقصود تہا کہ نور ملکی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار ایسا
کیا ف پہر چہوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق آخیر تک یعنی پڑہ اپنے مالک کا نام لیکر جس نے تجہکو
پیدا کیا آدمی کو خون کی پہٹکی سے پڑہ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکہلایا قلم سے سکہلایا
آدمی کو وہ جو نہین جانتا تہا ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اوترى وہى سورت ہو اور يہى صحيح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضون نے کہا کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری - ہے پر وہ قول صحيح نہين ہے اور بعضون نے اس حديث سے دليل کی ہے کہ بسم اللہ سورت کا جز نہين کيونکہ يہان بسم اللہ کو ذکر نہين کيا اوسکا جواب يہ ہو کہ شايد بسم اللہ بعد کو اوتری ہو جيسے باقی سورتين اوتری (نووی) ف يہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم لوٹے اور آپکے مونڈھے اور گردن کے بيچکا گوشت پھڑک رہا تھا ڈر اور خوف سے چونکہ يہ وحی کا پہلا مرتبہ تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اسواسطے ہيبت چھا گئی) يہانتک کہ پہونچے حضرت خديجہ کے پاس اور آپنے فرمايا مجھے ڈھانپ دو ڈھانپ دو (کپڑون سے) انہون نے ڈھانپ ديا يہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس وقت آپنے بی بی خديجہ سے فرمايا اے خديجہ مجھے کيا ہو گيا اور سب حال بيان کيا اور کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے ف قاضی عياض نے کہا يہ فرمانا آپ کا اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ کو شک تھی اللہ کے پيغام مين بلکہ آپ ڈرے کہ شايد اتنا بڑا بوجھہ آپ سے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کيونکہ وحی کی سختی سے بہت مشقت ہوتی ہے يا يہ خيال اسوقت تک ہو جبتک آپ مين نبوت کی بشارتين ہوئين اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہين کی تو آپ کو خوف ہوا شيطان کا پر جب فرشتے سے ملاقات ہو گئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہين رہ سکتا اور نہ شيطان کے غلبے کا ڈر رہ سکتا ہے - نووی نے کہا دوسری تاويل ضعيف ہو کيونکہ حديث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے يہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمايا ف خديجہ نے کہا ہرگز نہين آپ خوش ہو جيے قسم اللہ کی اللہ تعالی آپکو کبھی رسوا نہ کرے گا يا کبھی رنجيدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہين سچ بولتے ہين بوجھہ اٹھاتے ہين (اپنے عيال اور اطفال اور يتيم اور مسکين کے ساتھہ سلوک کرتے ہين انکا بار اٹھاتے ہين) اور نادار کے ليے کمائی کرتے ہو اور خاطرداری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون مين (جيسے کوئی قرضدار ہو گيا يا مفلس ہو گيا يا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگون کی ف سچی آفتين کہين اسليے کہ جو آفتين ناحق کی وجہ سے آدين جيسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جاوے يا ظلم کرے اور بلا مين پہنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہين - سبحان اللہ بی بی ہو تو ايسے جيسے حضرت خديجہ کبری رضی اللہ عنہا تہين جو اپنے خاوند کو مصيبت کيوقت مين تسلی اور تشفی ديوے اور ہر ايک معاملہ مين صلاح نيک ديوے - حضرت خديجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لياقت اور استعداد کے ثبوت

سکے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب اونکی گفتگو کا یہ ہے کہ آپکے اخلاق اور عادات اور خصائل تو
نہایت عمدہ ہین جنکی وجہ سے خدا بہی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بہی راضی ہے پہر آپ پر آفت آنا عقل
کے خلاف ہے ـ ظاہر ہے کہ ہماری شریعت مین اور نیز اگلی شریعتون مین جب غور اور خوض کرو تو معلوم
ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہین رکہتی صرف خدا سے تعلق رکہتے ہین جیسے
شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکہنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکہتے ہین جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف
ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریبًا اکثر گناہ بلکہ ساری اسی قسم کے ہین جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود
خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پہر جو شخص دونون قسم کے گناہون سے پرہیز کرتا ہو اور بعوض
اسکے وہ نیکیان کرتا ہو جس سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بہی خوش ہوتی ہو وہ کاہیکو مصیبت
مین پہنسیگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑہتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے
تصور سے پہولا ہوا مگن بنا رہے گا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا
ہے اور عیش کو کرکرا اور تلخ بنا دیتا ہے اسیوجہ سے تمام شریعتون نے باتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخیلی
کرے گا اور اپنی جورو بچون ناتے والون دوستون کے حق اچہی طرح ادا نکرے گا تو سب اوسکے دشمن
بنجاوینگے اور جہانتک ہوسکے گا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچاوین گے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے
ہاتہ سے اپنے تئین نقصان پہونچاویگا جو ظلم کریگا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلا لینگے اسی طرح سارے
گناہون کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پہر جو شخص گناہ کو لذت سمجہ کر کر بیٹہتا ہے وہ انجام بین
اور باریک بین نہین ہے اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گہڑی بہر کی لذت اوس
بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچہ حقیقت نہین رکہتی زنا کے وقت جو ایک آدہ لحظہ لذت
ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتون کے سامنے جو زنا کرنیوالے کو آگے چلکر پیش آتی ہین کوئی
شریف آدمی اوس کے آنیکا اپنے گہر مین روادار نہین ہوتا کوئی اوسکے ہمسایہ رہنے کو پسند نہین کرتا جس سے
زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اسکے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب قابو پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے
اور جو شوہر نہین تو اسکے اور عزیز و اقارب ناتے رشتے والے دشمن ہوتے ہین اسکے مارنے کی فکر مین رہتے
ہین اور اگر فرض کرین کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اسکے ناتے رشتے والے ہی نہ ہون یا ہون پر برا نہ مانین تو
بہی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پہر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد رہتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب اوسکے دشمن بنجاتے ہین اور اکثر ایسے
بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتہون جان دیتے ہین اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زانیہ عورتون کے ساتہہ برا کام کرنے
سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر
کئی پشت تک اولاد مین بہی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر
معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بہی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف
اوٹہانا عاقل کا کام نہین آپ اس سے کوئی یہ نہ سمجہے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی مین ہے
نہین بلکہ آخرت کے فائدے اس کے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو
کو پوری سمجہہ نہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت
ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری
باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت
پر چلنے سے انسان آخرت کی عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بہی محفوظ رہیگا
اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچھے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوئین ہین اور بہت سے بد
کارون نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین
ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے پر
اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر
وقت قلق مین ہے کیسے ہی عیش کے سامان اسکو یاتہا ہون پر جسوقت دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہون
کی فکر یا مواخذے کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے هٰذَا مَا أَلْهَمَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ **ف**
پہر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچازاد بہائی تہے (کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تہے
اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تہین اور خویلد اسد کے بیٹے تہے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بہائی بہائی
تہے) اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہو گئے تہے اور عربی لکہنا جانتے تہے تو انجیل کو عربی مین لکہتے تہے
جتنا اللہ کو منظور تہا **ف** صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکہنا جانتے تہے اور انجیل کو عبرانی مین لکہتے تہے
نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور حاصل یہ ہے کہ وہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تہے اور انجیل کو خوب سمجہتے
تہے کبہی اوسکو عبرانی مین لکہتے تہے کبہی عربی مین **ف** اور بہت بوڑہے تہے انکی بینائی جاتی رہی تھی

(بڑھاپے کی وجہ سے) خدیجہ نے اون سے کہا اے چچا (وہ چاچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے اُنکو چچا کہا اور ایک روایت مین چچا کے بیٹے ہین) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اوترا تھا **ف** ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہین اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چھپانیوالا جبرئیل کو ناموس اسلیے کہتے ہین کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز کو یعنے وحی کو بندون تک پہونچاتے ہین **ف** کاش مین اُس زمانے مین جوان ہوتا کاش مین زندہ رہتا اوس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالدیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالدین گے ورقہ نے کہا ہان جب کوئی شخص دنیا مین وہ لیکر آیا جو تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو مین اوس دن کو پاؤن گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کرون گا **ف** پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکون نے مکے سے نکالدیا جیسے ورقہ نے کہا تھا **عن** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا يُحْزِنُكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَقَالَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ اَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبھی رنجیدہ نہ کریگا (اور اگلی روایت مین یون تھا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت مین یون تھا اے چچا سن اپنے بھتیجے کی بات) **عن** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ اِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُوْنُسَ عَلٰى قَوْلِهِ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ خَدِيْجَةَ اَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ **ترجمہ** اس روایت مین یون ہے کہ آپ لوٹے خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تھا اور اس مین یہ ذکر نہین کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس مین یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کی بیٹے سن اپنے بھتیجے کی **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ن قالت

ن بَوَادِرُهُ فا

وهو يحدث عن فترة الوحي قال في حديثه فبينا انا امشي سمعت صوتا من السماء فرفعت
راسي فاذا الملك الذي جاءني بحراء جالسا على كرسي بين السماء والارض قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم فجئثت منه فرقا فرجعت فقلت زملوني زملوني فدثروني فانزل
الله تبارك وتعالى يا ايها المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر وهي
الاوثان قال ثم تتابع الوحي ترجمہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابہ میں سے تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہوجانیکا ایک
بار میں جارہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا
تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں سہم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں
آیا میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اوڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا تب اللہ تعالی نے یہ سورت اوتاری
یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھ اور ڈرا لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے
کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی ف سب سے پہلے
آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق
اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی
موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکی وحی کا تار بندھ گیا اور برابر آنے لگی نووی
نے کہا اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے
ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اوتری عن جابر بن عبد الله انه سمع رسول الله صلى الله عليه و
سلم يقول ثم فتر الوحي عني فترة فبينا انا امشي ثم ذكر بمثل حديث يونس غير
انه قال فجئثت منه فرقا حتى هويت الى الارض قال وقال ابو سلمة والرجز الاوثان
قال ثم حمي الوحي بعد وتتابع ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہاں تک
کہ زمین پر گر پڑا اور ابوسلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا۔
عن الزهري بهذا الاسناد نحو حديث يونس وقال فانزل الله تبارك وتعالى يا ايها
المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر قبل ان تفرض الصلوة وهي الاوثان
قال فجئثت منه كما قال عقيل ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ اسوقت نماز فرض

نہین ہوئی تہی **عن** یحییٰ یقول سألت ابا سلمۃ ای القرآن انزل قبل قال یا ایہا المدثر فقلت او اقرأ فقال سألت جابر بن عبد اللہ ای القرآن انزل قبل قال یا ایہا المدثر فقلت او اقرأ قال جابر احدثکم ما حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جاورت بحراء شہرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادی فنودیت فنظرت امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فلم ار احدا ثم نودیت فنظرت فلم ار احدا ثم نودیت فرفعت راسی فاذا ہو علی العرش فی الہواء یعنی جبریل فاخذتنی رجفۃ شدیدۃ فاتیت خدیجۃ فقلت دثرونی فدثرونی فصبوا علیّ ماء فانزل اللہ تعالیٰ یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر **ترجمہ** یحییٰ سے روایت ہے مین نے ابو سلمہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن مین سے کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ انہون نے کہا مین نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن مین سے پہلے کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ جابر نے کہا مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی تہی آپ نے فرمایا مین حرا مین ایک مہینے تک رہا جب میری مدت منت کی پوری ہوگئی تو مین اوترا اور وادی کے اندر چلا کسی نے مجہے آواز دی مین نے سامنے اور پیچہے اور داہنے اور بائین دیکہا کوئی نظر نہ آیا پہر کسی نے مجہے آواز دی مین نے دیکہا کسی کو نہ پایا پہر کسی نے مجہے آواز دی تو مین نے سر اوپر اٹہایا دیکہا تو وہ ہوا مین ایک تخت پر ہین یعنے جبرئیل علیہ السلام مجہے یہ دیکہکر لرزہ چڑہ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب مین خدیجہ پاس آیا اور مین نے کہا مجہے کپڑا اوڑہادو کپڑا اوڑہادو انہون نے کپڑا اوڑہایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتین اوتارین یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر (انکا ترجمہ اوپر گزرا) **عن** یحییٰ بن ابی کثیر بہذا الاسناد وقال فاذا ہو جالس علی عرش بین السماء والارض **ترجمہ** یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی اسناد سے روایت ہے ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمین یہ ہے کہ وہ ایک تخت پر تہے زمین اور آسمان کے بیچ مین **باب** الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السموات وفرض الصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر تشریف لیجانا (یعنی معراج) اور نمازون کا فرض ہونا **ف** نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور مین اسباب مین مختصر مطالب اپنے اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارہ مین چند فقرے بہت عمدہ لکہے ہین انہون

حاشیہ: ۲ ابا سلمۃ — ن: فقال

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کسحالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق
ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہی کہ معراج
بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتھہ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین
اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہی تا کہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج
کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جنپر انکار کیا ہے علمار نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہی اور کہا کہ شریک
نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہی ایک ان مین سے یہ ہی کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے
نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا
معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت
کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب
کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہی اس لیے کہ سبنے
باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے
بعد اور اسمین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے
کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علمار نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر
معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہی آپ سو رہے تہے اور دوسری
روایت مین ہی کہ مین سونے اور جاگنے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ
معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا
کہان ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب مین گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا اس
کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہی جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس
سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین مترجم
کہتا ہی کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتھہ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے
ایک تو یہ کہ اسقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکھون کروڑون برس کا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے
مین طے کرے اور پہر اسکے اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک
پر ایک دوسرے پر تہ سے ملے ہوئی ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین پہلا دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس

کی تقلید سی پیدا ہو گیا تہا کیونکہ اوسنے نو آسمان ٹہوس اور سخت ایک سے ایک ٹہرے نکالے اور یہی کا نکالا
ہوا نظام مسلمانون نے عربی زبان مین نقل کیا اور وہی مسلمانون مین شائع ہوا حالانکہ خود حکماہی نے اس نظام
کو باطل کر دیا اور آسمانون کا جسم ایسا سخت کہ جس مین کوئی چیز پہر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ
ہزارہا تارے اور اجسام ان آسمانون مین جو فضا کیطرح معلوم ہوتا ہے پہرا کرتے ہین اور اگر یہ امر مان لیا
جاوے کہ آسمان ٹہوس اور سخت اجسام ہین تو یہ کہانسی معلوم ہوا کہ اون مین دروازے اور رستے
نہین ہین اور جو یہ بہی فرض کیا جاوے تو یہ کہان سے ثابت ہوا کہ وہ پہٹنے اور جڑنے کے لائق نہین ہین
جو دلیل اگلے حکما نے آسمانون کے نہ پہٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہہ سے مخدوش ہے اور اسکی مقدمات
ممنوع ہین اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس مین نہ آنے سے کوئی امر محال نہین ہوسکتا
خود زمین کی حرکت کو دیکہو اٹہارہ ہزار میل ایک گہنٹے مین طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سے ایک
سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پر نہ زمین کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی اسی
تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگون کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو
آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اوسکا مدار ساٹہہ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹہہ کو ہم
تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت مین اڑہائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سے بہی
نہ آفتاب کا جرم پہٹتا ہے نہ اوس کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اب اس سے بہی زیادہ تیز حرکت کو دیکہو
روشنی جو آفتاب سے ہم تک آپہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ مین ایک کروڑ بیس لاکہہ میل ہے اگر
کوئی کہے روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات مین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ
خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چہوٹے چہوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا
نہایت تیزی کے ساتہہ روشن جسم سے سب طرف پہینک جاتے ہین پہر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا
نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت مین خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچہہ بعید نہین ہے کہ وہ
ایک جسم کو جتنی چاہے ایسی تیز روی عنایت فرماوے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو ابو جہل نے اپنے ہی قیاس
سے معراج کو بعید سمجہ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رضہ نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق
کی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَابَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ

منتهی طرفه قال فركبته حتی اتیت بیت المقدس قال فربطته بالحلقة التي يربط بها
الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل عليه
السلام باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل اخترت الفطرة قال ثم
عرج بنا الى السماء فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك
قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه قال ففتح لنا فاذا
انا بآدم صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثانية فاستفتح
جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه و
سلم قيل وقد بعث اليه قال ففتح لنا فاذا انا بابني الخالة عيسى ابن مريم ويحيى بن زكريا اليه
صلوات الله وسلامه عليهما فرحبا ودعوا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثالثة فاستفتح جبريل
عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل
وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف صلى الله عليه وسلم واذا هو قد
اعطي شطر الحسن فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه
السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قال وقد
بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادريس عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير قال اليه
الله عز وجل ورفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا الى السماء الخامسة فاستفتح جبريل عليه السلام
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه
قال قد بعث قال ففتح لنا فاذا انا بهرون عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى
السماء السادسة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بموسى عليه
السلام فرحب ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء السابعة فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل
من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه
قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابراهيم عليه السلام مسندا ظهره الى البيت المعمور واذا
هو يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون اليه ثم ذهب بي الى السدرة المنتهى واذا

صلى الله عليه وسلم

وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ
فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ
اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى
فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ
اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ
لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ
التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا **ف** براق
بضم با اوس جانور کا نام ہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے زبیدی اور صاحب
تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جسپر تمام پیغمبرون نے سواری کی ہے اور پیغمبرون کا سواری کرنا اسپر دلیل چاہتا
ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہین بجلی کو اوس جانور کا نام براق ہوا اسلیے کہ اس کی
چال بجلی کیطرح تیز تھی اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ بجلی کیطرح صاف اور ستہرا اور چمک دار تہا اور بعضون نے
کہا اسلیے کہ وہ سفید تہا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور مین دو رنگ ہون کیونکہ برقا اوس بکری کو
کہتے ہین جسکی سفیدی مین سیاہ دہاریان ہون اور حدیث مین خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ تہا تو
برقا بہی سفید مین داخل ہے (نووی) **ف** اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لنبا گدہے سے اونچا اور خچر
سے چہوٹا اپنے سم وہان رکہتا ہے جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے (تو ایک لمحہ مین آسمان تک جا سکتا ہے) مین
اوسپر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا **ف** مَقْدِس یا مُقَدَّس دونون صحیح ہین اور مشہور معنی اس
کے یہ ہین پاکی کا گہر کیونکہ وہان انسان گناہون سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتون کی نجاست
سے **ف** وہان اس جانور کو حلقہ سے باندہ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے جانورونکو باندہا کرتے تہے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندہ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے
اور یہ توکل کے خلاف نہیں) پہر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکے باہر نکلا تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ مین نے دودہ پسند کیا حضرت جبرئیل نے
کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا **ف** نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری
روایت مین ابوہریرہ کے صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور
استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور اسپر استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی
علامت اسوجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور جال اور قتال
دونون مین برابر پیدا کرنے والا ہے انتہے مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی فطرت کا ہو
یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش
بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سریع الہضم اعضا کو بڑہانے والا جسم کو پرورش کرنے
والا ہے اور اسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اس
کو بنایا انسان کی صنعت کو اس مین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اس مین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی
پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جسقدر منفعت اس
سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے **ف** پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ آسمان پر چڑہے
(جب وہان پہونچے) تو فرشتون سے کہا دروازہ کہولنے کے لیے انہون نے پوچہا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل
ہے انہون نے کہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچہا
کیا وہ بلائے گئے تہے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے ہین تب **ف** نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین
ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچہے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ مین کہے کیونکہ
اسکی ممانعت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دروازے ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر
محافظ اور چوکیدار ہین **ف** پہر دروازہ کہولا گیا ہمارے لیے اور ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے
مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی **ف** مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکے وقت بولتے
ہین یعنی تم اچہے فراخ اور کشادہ جگہہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی شخص ملاقات کو آوے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہو درست ہی اور یہ طریقہ ہے انبیا کا
پھر جبرئیل ہمارے ساتھ چڑہے دوسرے آسمان پہ اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی اونہون نے کہا جبرئیل
فرشتون نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے اونہون نے کہا محمدؐ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تہا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پہر دروازہ کہلا تو مین نے دونون خالہ زاد بہائیونکو
دیکہا یعنے حضرت عیسی بن مریم اور یحیی بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پہر جبرئیل ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے کہا کون ہی جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمدؐ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تہا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تہا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکہا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدہا حصہ انکو دیا تہا اونہون نے مرحبا کہا مجہکو اور نیک دعا
کی پہر جبرئیل ہمکو لیکر چوتہے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا
تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے کہا محمدؐ ہین فرشتون نے کہا کیا بلوائے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلائے
گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور اچہی دعا دی مجہکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹہا لیا ادریس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتہا آسمان مراد ہے)
پہر جبرئیل ہماری ساتھ پانچوین آسمان پر چڑہے انہون نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون کہا
جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ ہین فرشتون نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور مجہکو
نیک دعا دی پہر جبرئیل ہمارے ساتھ چہٹے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلایا فرشتون نے پوچھا کون ہی
کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہی تمہارے ساتھ اونہون نے کہا محمدؐ ہین فرشتون نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بہیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بہیجا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکہا
اونہون نے کہا مرحبا اور اچہی دعا دی مجہکو پہر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتوین آسمان پر چڑہے اور دروازہ
کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہی کہا محمدؐ ہین فرشتون نے
پوچھا کیا بلوائے گئے ہین اونہون نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکہا وہ تکیہ لگائے ہوئے تہے اپنی پیٹہہ کا بیت المعمور کیطرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹہہ کرکے

بیٹھنا درست ہی) اور مجھین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پھر کبھی نہین آتے ف بیت معمور ایک
گھر ہے کعبہ کیطرح آسمانون کے اوپر اوسکو معمور اس لیے کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے
وہان عبادت کیلیے آتے ہین جو پھر کبھی نہین آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہین
ف پھر جبرئیل مجھکو سدرہ منتہی پاس لے گئے ف سدرہ منتہی ایک درخت ہے بیر کا ساتون آسمانون
کے اوپر وہ حد ہے فرشتون کے جانے کی یا حد ہو انکے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہے
ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرہ منتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہان تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی
نہین بڑھا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ اوسکو منتہی اس لیے کہتے ہین
کہ جو اوپر سے اوترتا ہے وہ وہان آکر ٹہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑہتا ہے وہ بہی وہان رک جاتا ہے یعنی خدا
کا حکم ف اوس کے پتے اتنے اتنے بڑے تہے جیسے ہاتہی کے کان اور اوس کے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گھڑا
جس مین دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈہانکا تو اسکا حال ایسا ہو
گیا کہ کوئی مخلوق اُسکے خوبصورتی بیان نہین کر سکتا ف یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت
پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن وجمال اسکا بے نظیر ہو گیا جسکی تعریف بیان نہین ہو سکتی پھر ہی
مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذو الجلال کی تعریف کر سکے ف پھر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل
مین جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازین ہر رات اور دن مین مجھپر فرض کین جب مین وہان سے اوترا اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام تک پہنچا تو اونہون نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس
نمازین فرض کین انہون نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس ف اس سے صاف
ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالے اپنے عرش پر آسمانون کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے
کیا معنے ہون گے ف اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور مین نے بنی
اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہے مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس ف نووی
نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ مین لوٹ گیا اوس مقام پر جہان مین نے خداوند کریم سے باتین کی تہین
اور پھر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابو الطیب نے سراج الوہاج مین اور نہین رد کیا اس تاویل کو حالانکہ
یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور
مکان سے منزہ خیال کرتے ہین اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث مین کوئی

تاویل کی ضرورت نہین اسلیے کہ اون کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق مین ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ مین خداوند کریم کے پاس پھر گیا اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہین اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت نہین نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتون آسمانون کا سفر آپکو درپیش ہو کیونکہ اون کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتون آسمانون کے اوپر بلانے سے کیا مقصود تھا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ یہ کم بخت عقیدہ جہم بن صفوان سے پہیلا جس نے ہزارون مسلمانونکو گمراہ کیا اور ابتک یہ گمراہی اوسکی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنھون نے اونکی راہ اختیار کی اللہ تعالی ہمکو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر اونہی کے ساتھہ کرے آمین یا رب العالمین **ت** اور عرض کیا ای پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالی نے پانچ نمازین گھٹا دین **ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور خدا تعالی نے آپکو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہین مَعَاذَ اللہ خدا بات نہین کرتا نہ اوسکی بات مین آواز اور حروف ہین وہ گویا حدیثون اور آیتون کا رد کرتے ہین جنسے صاف اللہ تعالی کا بات کرنا اور اسمین آواز ہونا ثابت ہے **ت** مین لوٹ کر حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازین اللہ تعالی نے مجھے معاف کر دین انہون نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہو گی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا مین اسیطرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسے کے بیچ مین پھرا کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمدؐ وہ پانچ نمازین ہین ہر دن اور ہر رات مین اور ہر ایک نماز مین دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازین ہوئین (سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنی غلامون پر ہے کہ پڑہین تو پانچ نمازین اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پھر اوسکو نکرے تو اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیونکا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اوسکو نکرے تو کچھ نہ لکھا جاویگا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی ۔ آپ نے فرمایا پھر مین اوترا اور حضرت موسے علیہ السلام پاس آیا انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنے پروردگار پاس پھر پھر کر گیا یہانتک کہ مین شرما گیا اوس سے **ف** اینہم

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہین جا سکتا گو آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکے گی پر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا۔ یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علما نے اختلاف کیا ہی اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيْتُ فَانْطَلَقُوْا بِيْ اِلٰى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِيْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُنْزِلْتُ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا مین اپنی جگہ پر ف یعنی اسی جگہ جہان سے لے گئے تھے یہ معنی اوس صورت مین ہین جب حدیث مین انزلتُ بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مؤنث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم انزلت علی طست من ذهب مملوءة حكمة یعنے پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونے کا جس مین حکمت بھری ہوئی تھی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ اَرٰى اَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے اونہون نے آپکو پکڑا اور پچھاڑا اور دلکو چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم مین پھر اس دلکو دھویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ ہمکو سونیکے برتن کا استعمال درست ہی کیونکہ یہ فرشتون کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو دوسرے یہ کہ اوسوقت تک سونیکا استعمال حرام نہین ہوا تھا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہہ مین رکھا اور لڑکے دوڑتے ہوے گئے انکی مان پاس آئے یعنے آنحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکھا تو آپکا

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر اور خوف سے) انس نے کہا ہیں اوس سلائی کا (جو حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کی تھی) آپ کے سینہ پر نشان دیکھتا تھا **عَنْ** شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ
اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ اَنَّهُ جَاءَهُ
ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ
ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيْهِ شَيْئًا وَاَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ **ترجمہ** شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے سنا
انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اوس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد
سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اُسی طرح
جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو
اور زیادہ کیا اور کم کیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ مِنْ مَاءِ
زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ
بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا
اِفْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قِيْلَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ فَاُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ فَاِنَّهٗ نَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَنْ يَّسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ قَالَ
اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ
قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ
فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا
نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهٗ
خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ
اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَعِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ
اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ وَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا
اِدْرِيْسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ

بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عیسیٰ ابن مریم قال ثم مررت بابراهیم فقال مرحبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهیم علیه السلام قال ابن شهاب واخبرنی ابن
حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاری کانا یقولان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم عرج
بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ففرض الله علی امتی خمسین صلوٰة قال فرجعت بذلک حتی امر بموسیٰ فقال موسیٰ
ماذا فرض ربک علی امتک قال قلت فرض علیهم خمسین صلوٰة قال لی موسیٰ فراجع ربک فان
امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فوضع شطرها قال فرجعت الی موسیٰ علیه السلام
فاخبرته قال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فقال هی خمس وهی
خمسون لا یبدل القول لدی قال فرجعت الی موسیٰ فقال راجع ربک فقلت قد استحییت من
ربی قال ثم انطلق بی جبرئیل حتی نأتی سدرة المنتهی فغشیها الوان لا ادری ما هی قال ثم ادخلت
الجنة فاذا فیها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسک **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوذر غفاری
حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں مکے میں تھا
اور جبرئیل علیہ السلام اترے اونہوں نے میرا سینہ چیرا پھر اسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت سونے کا لاتے
کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اونڈیل دیا اوسکو میرے سینے میں **ف** یہ سینہ چیرنا اور دل
کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم
نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جراحی میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اسکو خلاف
قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری
تھی جسکے دلمیں ڈالنے سے دل روشن ہوگیا اور بھر گیا اور ایمان اور حکمت سے یہ تاویل نودی نے کی ہے
اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور
حکمت کا بھر جانا بعید نہیں اسلیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں وہاں بہت
سی چیزیں جنکو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہونگی اسی قبیل
سے ہے اعمال کا تولا جانا موت کا ذبح کیا جانا قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم **ت** بعد اسکے
ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر چڑھے مجھے ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام

نے وہان کے کلید بردار سی کہا کہول اوسنے پوچہا کون ہی جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچہا اور بھی کوئی تیری ساتھ ہے
جبرئیل نے کہا ہان محمد ہین پوچہا کیا وہ بلائے گئی کہا ہان تب اوسنے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر
گئے تو ایک شخص کو دیکہا جسکی داہنی طرف بہی جہنڈ تہی (روحون کے) اور بائین طرف بہی جہنڈ تہے
جب وے اپنی طرف دیکہتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکہتے تو روتے اوسنے مجہے دیکہکر کہا مرحبا ای نیکبخت
نبی اور نیک بیٹے مین نے جبرئیل سی پوچہا یہ کون ہی اونہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگ ہے
جہنڈ اون کے داہنے اور بائین ہین یہ اونکی اولاد ہے تو داہنی طرف وی لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے
اور بائین طرف وی لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکہتے ہین تو خوشی سے
مارے ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو رنج کے مارے رو دیتے ہین **ف** قاضی عیاض
نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتی ہین جو ساتوین زمین مین ہے
یا اس کے نیچے ہے یا قید مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پہر یہ روحین آدم
علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تہین اور اسکا جواب یہ ہی کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس انکے روحون
پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سی اوسی وقت وہان پہونچی تو ان روحون
کو دیکہا اور یہ بہی احتمال ہے کہ کافر ارواح کا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہی کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کہیے جاوینگے اور حدیث مین ہے
مومن کے سامنے اسکا ٹہکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹہکانا ہے یہانتک کہ
اللہ تعالی پہونچاوی تجہکو اس جگہہ اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو
اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم **ف** پہر آپنے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجہکو لیکر چڑہے یہانتک کہ
دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکی چوکیدار سی کہا دروازہ کہول اوسنے بہی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
چوکیدار نے کہا تہا پہر دروازہ کہولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم
اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سی ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سی ہر ایک
کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم ع سے پہلی آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چہٹے آسمان پر پہر حال
جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سی گذرے تو انہوں نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح آپ
نے پوچہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پہر مین حضرت موسی علیہ السلام پر سی گذرا اونہون

نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں
پھر میں حضرت عیسیٰ پر سے گذرا انہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں
نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے پھر میں حضرت ابراہیم پر سے گذرا انہوں نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بیٹے صالح
میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں **ف** نووی نے کہا اس روایت
میں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہے اس روایت کے جو پہلے گذری جس
میں ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتویں آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دو بار ہوا ہو اس صورت
میں کوئی اشکال نہیں اسلیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر ملے ہوں اور دوسری بار ساتویں آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر ملکر پھر ساتویں پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے
ہوں واللہ اعلم **ف** ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں چڑھایا گیا ایک ایسا
بلند مقام پر وہاں میں سنتا تھا قلموں کی آواز **ف** جو فرشتوں کے لکھنے سے نکلتی تھی اور یہ لکھنا
فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تھا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تھے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر یہ سب اللہ تعالیٰ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے ہیں اور ازلی جاری ہیں قلموں
سے۔ اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہیں وہ اپنے ظاہر پر محمول ہیں
پر اوسکی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا بتادے اپنے
فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتوں یا حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور ظاہر سے انکو
پھیرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور
عقلا محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھنا ایک حکمت الٰہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پرواہ ہے کتابوں سے اور اسکو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاضی نے کہا ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا دلیل ہے ہمارے
پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبروں پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج میں کی ہے اوسمیں یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

اتم اوسکی جس نے تجھے سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین جب سے پیدا ہوا مین نے اس فرشتے کو نہین دیکھا حالانکہ مین سب مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہے کہ پھر جبرئیل مجھسے جدا ہوگئے اور آوازین سب دور ہوگئین تمام ہوا کلام قاضی کا ف ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی پاس پہونچا تو اونھون نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر فرض کین موسی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین مین لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کردیا ف حدیث مین شطر کا لفظ وارد ہے جسکے معنے نصف کے ہین یعنی پچیس نمازین معاف کردین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہوگیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایکحصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اسمین کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم ف پھر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا اور ان سے بیان کیا اونھون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہین مین پھر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پھر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس مین نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبرئیل مجھکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوسپر ایسی رنگ چڑھ گئی جسکو مین نہین سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبذ تھے اور مٹی اوس کی مشک تھی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّهٗ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهٖ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَاُتِيْتُ فَانْطُلِقَ بِيْ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهَا مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِيْ اِلٰى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِيْ مَعِيَ مَا يَعْنِيْ قَالَ اِلٰى اَسْفَلِ بَطْنِهٖ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِيْ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِيْدَ مَكَانَهٗ ثُمَّ حُشِيَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ

الحمار ودون البغل يقع خطوه عند أقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى أتينا السماء
الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد
صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا به ولنعم المجيء جاء
قال فأتينا على آدم عليه السلام وساق الحديث بقصته وذكر أنه لقي في السماء الثانية
عيسى ويحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف وفي الرابعة إدريس وفي الخامسة
هارون قال ثم انطلقنا حتى انتهينا إلى السماء السادسة فأتيت على موسى فسلمت
عليه فقال مرحبا بالأخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكى فنودي ما يبكيك قال يا
رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من أمته الجنة أكثر مما يدخل من أمتي قال
ثم انطلقنا حتى انتهينا إلى السماء السابعة فأتيت على إبراهيم وقال في الحديث و
حدث نبي الله صلى الله عليه وسلم أنه رأى أربعة أنهار يخرج من أصلها نهران
ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الأنهار قال أما النهران الباطنان فنهران
في الجنة وأما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور فقلت يا جبريل ما هذا
قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون ألف ملك إذا خرجوا منه لم يعودوا فيه
آخر ما عليهم ثم أتيت بإنائين أحدهما خمر والآخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل
أصبت أصاب الله بك أمتك على الفطرة ثم فرضت علي كل يوم خمسون صلاة
ثم ذكر قصتها إلى آخر الحديث۔ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے شاید سنا
مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے ان کی قوم میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خانہ کعبہ میں
تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا یہ دو
میں تیسرے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھ کو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے
کا اس میں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہاں تک اور یہاں تک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث
کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا یعنی چیرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل
نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہہ پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پھر
ایک جانور کو لائے جس کا رنگ سفید تھا اس کو براق کہتے تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہاں

رکہتا تہا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تہی مجہکو اوسپر سوار کیا پہر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل
نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتہہ کون ہی کہا محمدؐ کہا اونہون نے
کیا بلوائے گئے ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پہر دروازہ کہلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا
پہر ہم آئے آدم علیہ السلام پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ
اور یحییٰ علیہما السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتہے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچوین
آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پہر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چہٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسیٰ سے ملے اونکو
مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑہا تو وہ رونے لگے آواز آئی ای
موسیٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا ای پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اسکی امت مین سے جنت مین
زیادہ لوگ جاوینگے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تہی پر جنتی
اون مین کم تہے ہمارے پیمبر کی امت سے) پہر آپنے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان
مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکہا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے
چار نہرین دیکہین جو سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلتی تہین دو نہرین تو کہلین تہین اور دو نہرین ڈہنپی تہین
مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈہنپی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور
کہلی ہوئین نیل اور فرات ہین ف نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہی
اور قاہرہ پایۂ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقعہ ہی ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے
جب یہ دریا ابلتا ہے اور پانی اسکا چڑہتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق
عرب مین واقعہ ہی شہر کوفہ جو اب بالکل اوجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے پر واقعہ تہا اور واقعہ کربلا اسی دریا کے کنارے
واقعہ ہوا تہا پانی اسکا نہایت شیرین اور صاف اور ہاضم ہے ۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ زمین مین ہے کیونکہ نیل و فرات اسکی جڑ سے نکلے ہین نووی نے کہا یہ کچہ ضرور نہین
اسلیے کہ احتمال ہی کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے یہہ دونون دریا نکلے ہون پہر چلے گئے ہون جہانتک اللہ نے
چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بہی یہی معلوم
ہوتا ہے تو اسی کیطرف جانا چاہیے ت پہر اٹہایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا ای جبرئیل یہ کیا ہی اونہون
نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی اوسمین نہین آتے بس یہی اون کا

آخر آنا ہی پہر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ دونون میرے سامنے کیے گئے
مین نے دودہ کو پسند کیا آواز آئی ٹہیک کیا تم نے خدا نے تمہین ٹہیک رستی پر لگایا اور تمہاری امت بہی
تمہاری رستی پر چلیگی پہر میرے اوپر پچاس نمازین فرض ہوئین ہر روز پہر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک عَنْ
مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ فَاُتِيْتُ
بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلٰى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ
ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا ترجمہ مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا جو بہرا ہوا تہا حکمت اور
ایمان سے پہر چیرا گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے اور بہر اگیا حکمت اور ایمان سے
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اٰدَمُ
طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَقَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْدٌ مَّرْبُوْعٌ وَّذَكَرَ مَالِكًا
خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مین نے ابو العالیہ سے سنا وہ کہتے تہے مجہسے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچازاد بہائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لنبے آدمی تہے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب مین) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گہونگربال والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہی جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ
اٰدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ
وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَاُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ اٰيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے اوس نے سنا ابو العالیہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجہے معراج ہوا
مین موسی بن عمران پر گذرا اور ایک لنبے آدمی تہے گہونگربال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہین اور مین نے دیکہا

عیسیٰ بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سبط چپٹے ہوئے تھے ف
سبط کے معنے سیدھے اور صاف جسمین جمدگی نہو اور اوپر کی روایت مین ہے کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب
اسکا یہ ہے کہ گھونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عربی مین قطط
بولتے ہین اور ایک ہلکی گھونگر جو سیدھے اور صاف ہوتی ہین اور صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو
سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد
جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسے
کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہے کہ ان کے بال سیدھے
صاف تھے ف اور دکھلائے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیون مین جو اللہ نے
دکھلائین تو مت شک کر آپ کی ملاقات مین موسیٰ علیہ السلام سے ف یہ استشہاد ہے آیۃ کریمہ فَلَا
تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے بیشک
ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے
مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسیٰ علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیۃ
کے یہ معنے ہین کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور مقاتل اور زجاج کا۔ یہ
آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہے اور شروع اس آیت کا یہ ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
اخیر تک عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْاَزْرَقِ فَقَالَ
اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِّنَ
الثَّنِيَّةِ وَلَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ اَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشٰى فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا ثَنِيَّةُ
هَرْشٰى قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ
خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ وَّهُوَ يُلَبِّيْ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِيْ لِيْفًا ترجمہ
عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے
لوگون نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا مین موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون وہ اتر رہے ہین چوٹی سے
اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کے
رستے پر جحفہ کے قریب) آپنے پوچھا یہ کونسی ٹیکری ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہے آپ نے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس ع

بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گٹھی ہوئی پر سوار ہین اور ایک جبہ پہنے ہین بالون کا اونکی اونٹنی خلبہ کی ہے اور سنہ لبیک کہتے ہین ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کھجور کے درخت کی چھال) **ف** قاضی عیاض نے کہا اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبرون کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابو العالیہ کی روایت مین ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت مین ابوہریرہ سے مگر اوسمین لبیک کہنے کا ذکر نہین ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت مین گئے اب لبیک کیسے کہتے ہین اور حج کیسے کرتے ہین وہ تو عمل کرنیکا مقام نہین تو ہمارے مشائخ اور ہم نے اوس کے کئی جواب نکالے ہین ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدون کی مثل ہین بلکہ اون سے بھی افضل ہین اور شہید زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کرین یا نماز پڑہین جیسے دوسری حدیث مین وارد ہے اور جہانتک ان سے ہو سکے خدا سے نزدیکی حاصل کرین اور گو وہ مر گئے پر ابھی تک دنیا ہی مین ہین جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جاویگی اوسوقت ہی ختم ہو جاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالے نے دَعْوٰہُمْ فِیْہَا سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَتَحِیَّتُہُمْ فِیْہَا سَلَامٌ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات مین سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت مین ہے مین سو رہا تہا کہ مینے اپنے تئین دیکھا کعبہ کا طواف کرتے ہوے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبرون کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تہا اور لبیک کیونکر تہی اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا مین دیکھ رہا ہون موسے علیہ السلام اور گویا مین دیکھ رہا ہون عیسی علیہ السلام کو اور گویا مین دیکھ رہا ہون یونس علیہ السلام کو پانچوین یہ کہ اپنی بیان کیا اس بابت کو جو وحی کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبرون کی کیفیت اعمالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے انکو نہ دیکھا ہو تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ ہٰذَا فَقَالُوْا وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَذَکَرَ مِنْ لَوْنِہٖ وَشَعَرِہٖ شَیْئًا لَمْ یَحْفَظْہُ دَاوٗدُ وَاضِعًا اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ لَہٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَۃِ مَارًّا بِہٰذَا الْوَادِیْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی ثَنِیَّۃٍ فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ہٰذِہٖ قَالُوْا ہَرْشٰی اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی نَاقَۃٍ حَمْرَاءَ عَلَیْہِ جُبَّۃُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِہٖ لِیْفٌ خُلْبَۃٌ مَارًّا بِہٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا **ترجمہ**

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچمین ایک وادی پر گذرے آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون موسی علیہ السلام کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نرہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھے ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے جا رہی ہین عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا ہرشا کا یا لفت کا آپنے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور انکی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہین عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین سنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنے میری مشابہ ہین صورت مین) اور موسی ایک شخص ہین گندم رنگ گھونگر بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھ رہا ہون جب اترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے ہین عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسی علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنے نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو مین سب سے زیادہ انکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہیں اور ابن رمح کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ **عن** ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بی لقیت موسیٰ علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ قال ولقیت عیسیٰ علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاذا ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعنی حمام قال ورایت ابراہیم علیہ السلام وانا اشبہ ولدہ بہ قال فاتیت باناءین فی احدہما لبن وفی الآخر خمر فقیل لی خذ ایہما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقال ہدیت الفطرۃ او اصبت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (بیشک یہ راوی کو) وہ لمبے چھریرے تھے سیدھے بال والے جیسے شنوءۃ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تر و تازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو میں انکی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں **ف** ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونوں میں تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا کہ تعارض نہیں اسلئے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہیں ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس روایت میں ہے کہ انکا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ وہ گندم رنگ تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ کو حضرت آدم مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور یہ جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک

مین چہپانا اور یہان یا حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہہ کہ ان کا رنگ روپ ایسا تہا جیسے ابہی
کسی چیز کو اندر سی نکالین جسپر دہوپ نہ پڑی ہو اور گرد و غبار نہ لگا ہو **ف** آپ نے فرمایا پہر میرے پاس دو
برتن لائے گئے ایک مین دودہ تہا اور ایک مین شراب اور مجہہ سی کہا گیا جسکو چاہو پسند کرلو مین نے دودہ
کا برتن لے لیا اور دودہ پیا اوس نے کہا (یعنے اوس فرشتے نے جو یہ دونون برتن لیکر آیا تہا) تمکو راہ ملی
فطرت کی یا تم پہونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گزر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری
امت گمراہ ہو جاتی ہے **ف** یعنی ساری امت جیسے یہود اور نصاریٰ رہ گئے سب گمراہ ہو گئی اب نصاریٰ
کا یہ حال ہے کہ اون مین بہت فرقے ہین پر جو فرقہ سب مین اچہا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹسٹنٹ وہ
بہی حماقت مین گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہین سمجہتا مسلمانون مین اگرچہ بہت
گمراہ فرقے ہین اور ہزارون لاکہون اونمین نصاریٰ کیطرح سچی توحید پر قائم نہین شرک مین گرفتار ہین
پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت مین نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس
فرقہ کے بہی دشمن ہین پر خدا انکا مددگار ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اُرَانِیْ لَیْلَۃً عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فَرَاَیْتُ رَجُلًا اٰدَمَ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَہٗ لِمَّۃٌ
کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَہَا فَہِیَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّکِئًا عَلٰی رَجُلَیْنِ اَوْ عَلٰی عَوَاتِقِ
رَجُلَیْنِ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ ہٰذَا فَقِیْلَ ہٰذَا الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اِذَا اَنَا
بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّہَا عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ فَسَاَلْتُ مَنْ ہٰذَا فَقِیْلَ ہٰذَا
الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا مجہکو ایک رات
دکہلائی دیا کہ مین کعبے کے پاس ہون مین نے ایک آدمی دیکہا گیہوان رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچہی گیہوین رنگ
کے آدمی دیکہے ہون اوس کے کندہون تک بال ہین جیسے تو نے بہت اچہے کندہون تک کے بال دیکہے ہون اور بالون
مین کنگہی کی ہے اون مین سے پانی ٹپک رہا ہے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالون مین
ہوتی ہے جو پانی بہرے ہون یا درحقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیے ہے دو آدمیون پر یا دو آدمیون
کے کندہون پر اور طواف کر رہا ہے کعبے کا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین بیٹے مریم کے
علیہما السلام **ف** قاضی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو بہی کوئی اشکال نہین اسلیے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور سلامت ہین پہر طواف کرنے مین کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن

ابن عمر کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس مین وہی ثابت ہین جو اوپر گذرین اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہی اس لیے کہ اس مین دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ دجال مکہ اور مدینے مین نہین جاویگا اور مالک کی روایت مین ہی دجال کے طواف کا ذکر نہین اسد شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال پر اوس زمانے کی ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسی کو بھی کہتے ہین اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسی کو مسیح کہنے کی وجہ مین علما کو اختلاف ہی واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا مسیح کی اصل عبرانی زبان مین مشیحا ہی پہر عربون نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسی کی اصل اسکی عبرانی زبان مین موشی یا میشا ہی اس صورت مین یہ لفظ مشتق نہ ہو گا لیکن جمہور علما کے نزدیک مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تہے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتہہ پہیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہین صدیق کو اور بعضون نے کہا اسلیے کہ انکے تلوے دونون پاؤن کے صاف اور برابر تہے بیچ مین گہراؤ نہ تہا اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی مان کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تہے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ برکت انپر پہیری گئی تہی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ اسد نے انپر ہاتہہ پہیرا تہا یعنے خوب صورت پیدا کیا تہا اور اسکے سوا اور وجہین بھی بیان کی ہین ۔ اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہین کہ اس کی آنکہین میٹ گئی ہین یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کہ انکو مسیح کہتے ہین یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پہریگا اپنے نکلنے کے وقت مین (نووی) **ف** پہر مین نے ایک شخص دیکہا گہونگروال والا بہت گہونگر داہنی آنکہہ کا کانا اوسکی کانی آنکہہ جیسے پہولا انگور مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اسکی شر سے ہر مسلمان کو بچا دے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبداسد بن عمر سے روایت ہے رسول اسد

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے **ف** معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح اور سالم ہین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے **ف** اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھہ کا اوسکی کانی آنکھہ جیسے پہولا انگور (یس یہی ایک کہلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جہوٹا ہے خدائی کے دعوی مین) آپنے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے کے پاس دیکہا ایک شخص گیہوان رنگ جیسے بہت اچہا کوئی گیہوان رنگ کا آدمی اوس کے پٹے مونڈہون تک تہے اور بالون مین کنگہی کی ہوئی تہی سر مین سے پانی ٹپک رہا تہا اور اپنے دونون ہاتہہ آدمیون کے مونڈہون پر رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا خانہ کعبہ کا مین نے پوچہا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین مریم کے بیٹے علیہما السلام اور ان کے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا جو سخت گہونگر بال والا داہنی آنکہہ کا کانا تہا مین نے جو لوگ دیکہے ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بہی اپنے دونون ہاتہہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے **عن** ابن عمر

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا اٰدَمَ سَبْطَ الرَّاْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَاْسُهٗ اَوْ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اَوِ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ قَالَ وَرَاَيْتُ وَرَاءَهٗ رَجُلًا اَحْمَرَ جَعْدَ الرَّاْسِ اَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى اَشْبَهُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکہا جو گندم رنگ تہا اوسکے بال لٹکے ہوئے تہے دونون ہاتہہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے تہا اور اسکے سر مین سے پانی بہ رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا عیسی ہین مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ہین مریم کے بیٹے معلوم نہین کون سا لفظ کہا پہر انکے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا سرخ رنگ گہونگر بال والا داہنی آنکہہ کا کانا سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ مسیح دجال ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجہے جہٹلایا تو مین حطیم مین کہڑا ہوا اور اللہ تعالے نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکہہ رہا تہا

یلا

اوسکو یعنے بیت المقدس کو) **عن** عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یقول بینما انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر بین رجلین ینطف
رأسہ ماء او یہراق رأسہ ماء قلت من ھذا قالوا ھذا ابن مریم ثم ذہبت التفت فاذا رجل
احمر جسیم جعد الرأس اعور العین کان عینہ عنبۃ طافیۃ قلت من ھذا قالوا الدجال
اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تہے مین سو رہا تہا اتنے مین پہر اپنے تئین دیکہا طواف کر رہا ہون خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو
دیکہا جو گندم رنگ تہا اوسکے بال چپٹے ہوے تہے سر پانی ٹپک رہا تہا یا بہ رہا تہا مینے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے
کہا یہ مریم کے بیٹے ہین پہر مین چلا اور طرف دیکہنے لگا تو ایک شخص کو دیکہا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکہہ کا کانا گویا
اوسکی آنکہہ پہولا انگور ہے مین نے کہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ دجال ہے سب لوگون مین اوس سے زیادہ مشابہ
ابن قطن ہے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر
وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربۃ
ما کربت مثلہ قط قال فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتہم بہ وقد رأیتنی
فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال
شنوءۃ واذا عیسی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود
الثقفی واذا ابراھیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنے نفسہ فحانت
الصلوۃ فاممتہم فلما فرغت من الصلوۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک صاحب النار فسلم
علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین
نے اپنے تئین دیکہا حطیم مین اور قریش مجہسے میرے سیر کا حال پوچہ رہے تہے (یعنے معراج کا) تو اونہون
نے بیت المقدس کی کئی چیزین پوچہین جنکو مین بیان نہ کر سکا مجہے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبہی نہین ہوا
تہا پہر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اوٹہا کر میرے سامنے کر دیا مین اوسکو دیکہنے لگا اب جو بات وہ پوچہتے تہے مین
بتا دیتا تہا اور مین نے اپنے تئین پیغمبرون کی جماعت مین پایا دیکہا تو موسی علیہ السلام کہڑے ہوے نماز پڑہ رہے
ہین وہ ایک شخص ہین میانہ تن و توش کے اور گٹہے ہوے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہین اور دیکہا عیسی
بن مریم علیہ السلام کو وہ بہی کہڑے ہوے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اونکی مین عروہ بن مسعود ثقفی کو

پاتا ہون اور دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اون کے تمہاری
صاحب ہین آپ نے اپنے تئین فرمایا پہر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے
پیچھے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام
کرو مین نے اوس کیطرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا **ف** قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کی
نماز مین جو گفتگو تھی اوسکو اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا اور کوئی آخرت
کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکھا اور پہر بیت
المقدس مین انکے ساتھ نماز پڑہی پہر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو
آپ نے دیکھا یہ تو معراج سے پہلے تہا اور بیت المقدس مین انکے ساتھ نماز پڑہی معراج کی رات مین پہر حضرت
موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہو واللہ اعلم **عن**
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ
فِی السَّمَاۗءِ السَّادِسَةِ اِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُهْبَطُ
بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَیُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِیَ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ
وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ یُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَیْئًا الْمُقْحِمَاتُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے اور وہ چھٹے آسمان مین ہے **ف** نووی نے کہا
سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایات مین کہ سدرۃ
المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع
کرنا دونون روایتون مین اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ چھٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے
اوپر پہونچی ہون کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین
جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور جنت پر **ف** زمین سے جو چیز چڑہتا ہے وہ یہین آکر ٹھہر جاتا ہے پہر لے لیا جاتا ہے
اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بھی یہین ٹھہر جاتا ہے پہر لے لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرۃ المنتہی کو ڈھانپتی
تھین وہ چیزین جو ڈھانپتی تھین عبد اللہ نے کہا یعنی پتنگے سونیکے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان تین
چیزین دی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورہ بقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا آپکی امت مین سے اسر

شخص کو شرک نکرے اللہ کے ساتھہ باقی تمام تباہ کرنیوالے گناہون کو **ف** یعنے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہون کو اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت مین سی مرے اور وہ شرک مین گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا بلکہ کبھی نکبھی ضرور بخشا جاویگا اور یہ مراد نہین ہے کہ اُسکو عذاب بالکل نہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سی یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب دیا جاویگا اور احتمال ہے کہ یہان بعضی خاص لوگ مراد ہون جنکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہوگا۔ یا اللہ تو اپنی عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگون مین کردے اور ہمارے گناہون کو بخشدے اور جیسا تو نے ابتک ہمکو شرک سے بچایا ہے ویساہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہمکو شرک مین بیشک تو سب اختیار رکھتا ہے **باب** مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی وَهَلْ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ لَیْلَةَ الْاِسْرَاۗءِ **ترجمہ** اس باب مین یہ بیان ہے کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی سی کیا مراد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین **ف** قاضی عیاض نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب مین اونسے روایت ہے اور ایساہی منقول ہے ابو ہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سی اور وہی مشہور ہے ابن مسعود سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یون روایت ہے کہ آپنے اللہ تعالی کو اپنی آنکھہ سی دیکھا اور ایساہی منقول ہے ابوذر اور کعب سی اور حسن بصری اس بات کی قسم کہاتے تھے اور ایساہی مروی ہے ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور امام احمد بن حنبل سی اور اصحاب مقالات نے امام ابو الحسن اشعری اور انکے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشائخ نے اس مسئلہ مین توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہین لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علمار نے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حقتعالی کو دیکھا یا نہین اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہما السلام دونون نے حق تعالی کو دیکھا ہے اسیطرح علمار نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہین اور اشعری اور ایک جماعت

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضون نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف
اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى یعنے پہر نزدیک ہوا اور اوترآیا
اور بعضون نے کہا یہ نزدیک ہو جبرئیل علیہ السلام سے ہے یا سدرۃ المنتہیٰ سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد
بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہے کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عزوجل سے
ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر
ہوئی اور انوار معرفت کہل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور قاب قوسین او ادنیٰ کی بہی تاویل
کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اوس حدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجہسے نزدیک ہوتا ہے
مین ایک ہاتہ اس سے نزدیک ہو جاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عزوجل کو دیکہا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پر ہم اونہی
حجت لاتے ہین جو قوی ہین ایک حدیث ہے ابن عباس کی انہون نے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے
کہ خلت ابراہیم کو ملی ہو اور کلام موسیٰ کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس سے
سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے انہون نے کہا ہان اور شعبہ سے باسناد منقول ہے
اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا اور حسن قسم کہاتے
تہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اور اصل اس باب مین حدیث ہے ابن عباس کی
اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل ہین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تہے ابن عمر نے اس
مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچھا بہیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اونہون
نے کہا ہان دیکہا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے مین نے نہین دیکہا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے
اپنی راے بیان کی ان آیتون پر خیال کرکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ
رَسُولًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اسکے مخالف ہون تو اسکا قول حجت
نہین ہے اور جب صحیح ہو گئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہے ثابت کرنا اسکا اسلیے
کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ ضرور ہے سننا شارع سے اور یہ کوئی نہ سمجہے کہ ابن عباس نے بہی اپنی رای سے یا اجتہاد
سے دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا رویت الہی میں

کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکو
نفی کی اور وہان یہ ہے کہ ثابت کرنیوالا مقدم ہے نفی کرنیوالے پر تمام ہوا کلام صاحب تحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علما کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ
نے اپنے رب کو اپنی دونون آنکھون سے دیکھا معراج کی رات کو اور دلیل اسکی یہی حدیث ہے ابن عباس وغیرہ کی اور یہ ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنکر یہ کہا ہوگا اسمین کوئی شک نہین ہے حضرت عائشہ نے جو رویت کی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ انہون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ
دلیل لائین اس آیت سے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ اسکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالی
کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگون نے بہی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ
وَّرَآئِ حِجَابٍ اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ روایت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے اس جگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا
تعالی صاف کہلم کہلا بات نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکہتے نہین حجاب سے یہ غرض
نہین کہ وہان کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ۔ قال النووی مختصراً مولانا
ابو الطیب نے سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ مجہے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلے مین خاموشی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین
ہوسکتا اور جسنے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بہی ان کا
اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسیکا حجت نہین جب تک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بہی دلیل لائین اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتاً یہ امر ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا
آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل ہین انتہی اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتہہ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اس کے پہیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہئے

اس لیے ٹہیک یہی ہے کہ توقف کیا جاوے جبتک دلیل قائم نہ ہو اور مین یہ نہین کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہین بلکہ
کلام اسمین ہے کہ آیا دیدار ہوا یا نہین اور حدیث موقوف اس باب مین حجت نہین ہوسکتی جب اوس کے خلاف
دوسری حدیث موقوف ہو اور یہہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہین ہوسکتا بلکہ سماع چاہیے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہان پر کوئی سماع مرفوع نہین ہے انتہی مختصراً عَن الشَّيْبَانِيِّ
قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ
ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّمِائَةِ
جَنَاحٍ ترجمہ سلیمان شیبانی سے روایت ہے مین نے زر بن حبیش سے پوچہا اس آیت کو فکان قاب
قوسین او ادنٰی یعنی پہر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بہی نزدیک اونہون نے کہا مجہہ سے عبد اللہ
بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکہا اُن کے
چہہ سو بازو تہے ف یعنی اُن کی اصلی صورت پر دیکہا ورنہ اور شکلون سے تو ان کو اکثر آپ دیکہا کرتے
تہے عبد اللہ بن مسعود بہی جو اس حدیث کے راوی ہین بڑے عالم ہین اس امت کے اور معارض ہے انکا
قول عبد اللہ بن عباس کے قول کے نووی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے
جبرئیل ہین لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکہنے سے دیکہنا حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے پہر ان
لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکہہ سے دیکہا اور بعضون
نے کہا ظاہر کی دونون آنکہون سے دیکہا امام ابو الحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات مین ابن عباس اور ابو ذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپنے
خدا تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکہا اور یہ دیکہنا درحقیقت صحیح دیکہنا تہا اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکہہ آپکے
دل مین پیدا کر دی یا دیکہنے کی قوت دل مین ڈالدی اور آپنے دیکہہ لیا جیسے آنکہہ سے دیکہتے ہین ابن اللہ
ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہر کی آنکہون سے خدا تعالیٰ کو دیکہا اور
یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) عَن عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا كَذَبَ
الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے
کہا یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ما کذب الفؤاد ما راٰی یعنی جہوٹہ نہ دیکہا دل نے جو دیکہا مراد اس سے
جبرئیل علیہ السلام کا دیکہنا ہے آپ نے دیکہا اون کو اون کے چہہ سو (۶۰۰) بازو تہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ صُوْرَتِہٖ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالی نے فرمایا لقد رای من آیات ربہ الکبری بیشک دیکھین اپنے رب کی بڑی نشانیان مراد اس سے یہ ہو کہ آپ نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت مین جیہہ سو بازو تہے ان کے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین ولقد راٰہ نزلۃ اخری یعنے دیکھا انکو دوسرے اوتار مین کہ دیکھا آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو ف نووی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابوہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہو ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضون نے کہا کہ رفرف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علماء نے یون کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی صورت مین دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰہُ بِقَلْبِہٖ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اپنے دل سے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ رَاٰہُ بِفُؤَادِہٖ مَرَّتَیْنِ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہو ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راٰہ نزلۃ اخری کی تفسیر مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو اپنے دل سے دوبار دیکھا ف تو ابن عباس کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتون مین دیدار الہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ کُنْتُ مُتَّکِئًا عِنْدَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ یَا اَبَا عَائِشَۃَ ثَلٰثٌ مَنْ تَکَلَّمَ بِوَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَی اللّٰہِ الْفِرْیَۃَ قُلْتُ مَا ھُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَی اللّٰہِ الْفِرْیَۃَ قَالَ وَکُنْتُ مُتَّکِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْظِرِیْنِیْ وَلَا تُعْجِلِیْنِیْ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی فَقَالَتْ اَنَا اَوَّلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ سَاَلَ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا ھُوَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ اَرَہٗ عَلٰی صُوْرَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْھَا غَیْرَ ھَاتَیْنِ الْمَرَّتَیْنِ رَاَیْتُہٗ مُنْھَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِہٖ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ

فقالت اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر اولم تسمع ان اللہ یقول وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا الی قولہ انہ علی حکیم قالت ومن زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتم شیئا من کتاب اللہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ قالت ومن زعم انہ یخبر بما یکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ترجمہ مسروق سے روایت ہے تکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق) کی تین باتیں ہیں جو کوئی ان کا قائل ہوا اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کون سی ہیں انہوں نے کہا ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اوس نے بڑا جھوٹ باندھا مسروق نے کہا میں تکیہ لگائے تھا یہ سنکر میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہیں فرمایا ولقد راٰہ بالافق المبین ولقد راٰہ نزلۃ اخری حضرت عائشہ نے کہا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد ان آیتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو بار کے جنکا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا انکو وہ اترتے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالے فرماتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا علی حکیم تک ف پہلی آیت سورہ انعام میں ہے (۱۳) رکوع میں ترجمہ اسکا یہ ہے اسکو نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار ہے۔ اور دوسری آیت شوری (۵) رکوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہیں کہ

اوس سے باتین کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہونچادے
وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتون والا - اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون
کہنا درست ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور مطرف بن عبداللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے
یون کہو اللہ تعالی نے فرمایا اور درست کہو اللہ تعالی فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین
کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا
اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت
ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا اور جس
نے اسکا انکار کیا اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے (نووی) **ف** اور دوسری یہ ہے جو کوئی
خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ
باندھا خدا پر اللہ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
یعنے اے پیغام پہونچانے والے پہونچادے جو اترا تجھپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ
کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کل ہونیوالی بات جانتے تھے یعنے آیندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا
ہے کہدے اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا
علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالے نے اپنی کتاب
مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی کہ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ
مَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ یعنے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بھلائی حاصل کر لیتا
اور مجھے دکھ نہ پہونچتا مین تو ایک کھلا ڈرانیوالا ہون اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے
معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ
تعالی ہدایت کرے اون بدعتیون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء
اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف
مین موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیسا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہان اوندھا گرتا ہے خدا تعالیٰ ہمکو اور ہمارے طریقہ کے لوگون کو ایسے خیالون سے بچا دے (سراج الوہاج) عن حـ داؤد بهذا الاسنادِ نحو حديث ابن عُلَيّة وزاد قالت ولو كان محمّد صلى الله عليه وسلم كاتما شيئا مما انزل عليه لكتم هذه الاية واذ تقول للذي انعم الله عليه وانعمت عليه امسك عليك زوجك واتق الله وتخفى في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه ترجمہ داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذي انعم الله عليها اخیر تک ف یہ آیت سورۂ احزاب کے پانچوین رکوع مین ہے ترجمہ اسکا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دلمین ایک چیز جو اللہ اسکو کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگون سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی اسلیے کہ مسلمانون پر حرج نہ ہو اپنے لے پالکون کی جورون سے نکاح کرنے مین جب وہ تمام کرین اون سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکی بی بی زینب تھین جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھین جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپنے زید کو نصیحت کی پر دل مین آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زید انکو چھوڑ دے گا تو مین ان سے نکاح کر لون گا آپنے یہ خیال اپنے دل مین رکھا اسلیے کہ کافر اور منافق بدگوئی کرینگے کہ محمد اپنے بہو سے نکاح کرنے کے فکر مین ہین اللہ تعالے نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کر دیا اور کافرون کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک درحقیقت بیٹا نہین ہے جو اوسکی جورو پالنے والے پر حرام ہو۔ اس آیت مین چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگون سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور آپکے دل کی بات کو جسکو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت معاذ اللہ چھپاتے تو اسکو چھپاتے عن مسروق قال سألتُ عائشة هل

رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربہ فقالت سبحان اللہ لقد قف شعری لما قلت
وساق الحدیث بقصتہ وحدیث داؤد اتم واطول ترجمہ مسروق سے روایت ہے میں نے
ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ
میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت
داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے عن مسروق قال قلت لعائشۃ فاین
قولہ تعالی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی قالت
انما ذاک جبریل علیہ السلام کان یاتیہ فی صورۃ الرجال وانہ اتاہ فی صلی اللہ علیہ وسلم
ہذہ المرۃ فی صورتہ التی ہی صورتہ فسد افق السماء ترجمہ مسروق سے
روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب
کو نہیں دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی
الی عبدہ ما اوحی انہوں نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں
کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان
کا بھر گیا تھا ف اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب
آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضوں نے
قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ
میں اور جبرئیل میں اتنا قرب ہو گیا بعد اسکے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی
کی عن ابی ذر قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل رایت
ربک قال نور انی اراہ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اسکو کیسے دیکھتا
ف نووی نے کہا یعنے حجاب اسکا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اسکو
دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکاچوند ہو جاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہیں دیتا
عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالی جل شانہ نور ہے اور ظاہر ہے یعنے اسی کی وجہ
سے سب کی ہستی اور نمائش ہے جیسے قرآن میں ہے اللہ نور السموات والارض اگر یہ نور نہ

ہو تو نری منیتی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پہر جیسے نور کیوجہ سے اور چیزین دکھلائے دیتی ہین اسیطرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکھتے ہین پر اسکا دیکھنا دشوار ہے اس لیے کہ ہم مادے اور جسم کی کسافات سے بہری ہوئی ہین البتہ اللہ تعالے جب اپنے بندون کو ان علاقہ جسمانی سے صاف کرکے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکھاوے گا واللہ اعلم عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ عَنْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْاَلُہٗ قَالَ کُنْتُ اَسْاَلُہٗ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّكَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُہٗ فَقَالَ رَاَیْتُ نُوْرًا ترجمہ عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے مین نے ابوذر سے کہا اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذر نے کہا تو کیا پوچھتا عبد اللہ نے کہا مین یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہین ابوذر نے کہا مین نے یہ پوچھا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مین نے ایک نور دیکھا ف یعنے صرف ایک نور مجھے دکھلائی دیا اور کچھ مین نے نہین دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے جسمیت سے یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا اور حدیث مین نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا دینے والا ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگون کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنون کے دلون کا مترجم کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہین اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص مین اوس پر وارد ہے پہر اوسمین تاویل کرنے کی ضرورت نہین اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت مین یہ لفظ خدا کے واسطے نہین آیا اسی طرح ہر جسم سے تنزیہ اس کی بہی کوئی اصل نہین عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّہَارِ وَعَمَلُ النَّہَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ النَّارُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَہٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَفِیْ نسخۃ کشفہ

نسخہ سالتہ

أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا ترجمہ ابوموسےٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو کہڑے ہوکر پانچ باتین سنائین آپنے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہین (کیونکہ
سونا الآت اور اعضائے بدن کی تہکاوٹ سے ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہے تہکن سے دوسرے یہ کہ سونا
غفلت ہے اور وہ مثل موت کے ہے اور حقتعالی پاک ہے اس سے) جہکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے
اوسکو ف بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر
کے ترازو سے تولنے کے ساتھہ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃً خدا تعالی ایسا
ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق پچھلے
لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچہ اعتبار نہین ف اوٹھایا جاتا ہے اوسکیطرف رات کا عمل دن
کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے ف یعنی رات مین جو اوسکے بندے
نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سے پہلے فرشتے اوسکے پاس چڑہا لے جاتے ہین اسیطرح
دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہی کو خدا کے پاس لے جاتے ہین - اس
حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے جہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ
سلف کا رضی اللہ عنہم ف اوسکا پردہ نور ہے ف نووی نے کہا پردہ لغت مین
آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ شان ہے اون اجسام کی جو محدود ہین اور خدا تعالے پاک ہے جسمیت
اور تحدید سے اس صورت مین پردے سے مراد روکنے والا ہے اوسکے دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکھنے
کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھہ چکاچوند ہو جاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت
نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچہ شریعت مین آیا ہے اوس کو چلانا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی
کیفیت بیان نہ کرنا نہ اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا مترجم کہتا ہے کہ متاخرین
جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے
متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے
طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکہیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب
شان ہے اجسام کی حالانکہ ابہی تک یہ امر ہے شریعت سے ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے
پاک ہے پہر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے ف ابوبکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اوسکا

آگ ہی اگر وہ کہول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلادین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے **ف** اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پہر اگر وہ اپنا حجاب اوٹہالے تو اوس کے روے مبارک کے تجلے کے سامنے کچہ نہ ٹہرے اور سب جلکر خاک ہوجاوین نووی نے اس مقام پر پچہلے متکلمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی اور تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ مبتدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت فدا او نپر رحم کرے اس گمراہی مین پہنس گئے وہ بہی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بہول گئے اللہ تعالی اون کی خطا معاف کرے **عَنْ** الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ حِجَابُهُ النُّورُ **ترجمہ** اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدلے چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے **عَنْ** أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ **ترجمہ** ابوموسی رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کہڑے ہوکر چار باتین بیان کین یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوس کے لائق ہے سونا اوٹہاتا ہے ترازو کو اور جہکاتا ہے اور اوٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دنکو

بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت مین ہوگا اسکا ثبوت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ **ترجمہ** عبداللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہون گی اور دو جنتین سونے کی ہون گی اوس کے برتن اور سب چیزین سونیکی ہون گی اور لوگون کو اپنے پروردگار

بِأَرْبَعٍ فَقَالَ

رَبِّهِمْ

الْكِبْرِ

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے مونہہ پر ہوگی

ف پہر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے مونہہ سے اوٹہا دے گا تو سب مومن اوسکی روی مبارک کو دیکھین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہو سکتا ہے نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہین ہے اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مومنین اوسکو دیکھین گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے مخلوق مین سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطا ہے صریح اور جہل قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت مین مومنون کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اس باب مین مشہور ہین اور بدعتیون نے جو اوپر اعتراض کیے ہین وہ بہی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلے مین امام ابو الحسن اشعری کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پہر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق میں جسمین پیدا کر دیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکھنے مین یہ باتین اتفاقاً پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کہلے دلائل خوب بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ مومنین اوسکو دیکھین گے بغیر جہت کے جیسے اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ بدعتیون نے جو کچہ شبہ خدا کی رویت مین کیے ہین ان کے سب کے جوابات دونون اماموں کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بہی

اون کو اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع
نہین ہوا لیکن یعنی بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المرتاض اور تقصار
مین ایک جماعت علمار اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بھی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو
نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے
اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر رکھنا چاہیے بغیر
تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپ نے پوچھا یہ لونڈی سے اور
ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اس باب مین بہت
آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا
ہے پھر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے
اور تاویل اور تکلف کر دیوے نہو متشرحیم کہتا ہے کہ خدا تعالے کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور
مبتدعہ اور معتزلہ کا خیال ہے ورنہ سلف علمار اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین جانتے
رہے اور حنابلہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا تعالے ایک جہت مین ہوا تو اوسکی رویت بھی
ایک جہت مین ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت
نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچھ فرق نہین
نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنی ایک چیز کا ایک چیز
کے سامنے ہونا ایک مکان مین ہونا رائی اور مرئی مین الگ طرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت
مین ہونا رائی سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے
مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار ہین نصوص کے خدا اون لوگون کی خطا
معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوار کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب امتحان الاستوا
مین بیان کیا ہے عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا
أَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ
فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

عَزَّ وَجَلَّ
أَلَمْ تُنَجِّنَا

ترجمہ صہیب سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت مین جا چکین گے اوس وقت اللہ تعالی فرما دے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو وہ کہین گے تو نے مونہہ ہمارے سفید کیے ہمکو جنت دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اوٹھہ جاویگا اوس وقت جنتیون کو کوئی چیز اس سے بھلی معلوم نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے عن حماد بن سلمۃ بھذا الاسناد وزاد ثم تلا ھذہ الایۃ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ترجمہ حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہو اتنا زیادہ ہو کہ پھر آپنے یہ آیت پڑھی للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ یعنی نیکون کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتون سے بڑھ کر لذت دیگا عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اخبرہ ان ناسا قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ھل نری ربنا یوم القیمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تضارون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا یا رسول اللہ قال ھل تضارون فی الشمس لیس دونھا سحاب قالوا لا قال فانکم ترونہ کذلک یجمع اللہ الناس یوم القیمۃ فیقول من کان یعبد شیئا فلیتبعہ فیتبع من کان یعبد الشمس الشمس ویتبع من کان یعبد القمر القمر ویتبع من کان یعبد الطواغیت الطواغیت وتبقی ھذہ الامۃ فیھا منافقوھا فیاتیھم اللہ تبارک وتعالی فی صورۃ غیر صورتہ التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون نعوذ باللہ منک ھذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ فیاتیھم اللہ فی صورتہ التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا فیتبعونہ ویضرب الصراط بین ظھرانی جھنم فاکون انا وامتی اول من یجیز ولا یتکلم یومئذ الا الرسل ودعوی الرسل یومئذ اللھم سلم سلم وفی جھنم کلالیب مثل شوک السعدان ھل رایتم السعدان قالوا نعم یا رسول اللہ قال فانھا مثل شوک السعدان غیر انہ لا یعلم ما قدر عظمھا الا اللہ تخطف الناس باعمالھم فمنھم المؤمن بقی بعملہ ومنھم المجازی حتی ینجی حتی اذا فرغ اللہ عز وجل من القضاء بین العباد واراد ان یخرج برحمتہ من اراد من اھل النار امر الملٰئکۃ ان یخرجوا

فلیتبعہ

ظھرانی

المؤمن بقی بعملہ
الموبق بعملہ

مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ
يَّقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ
اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ
قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ
السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُّقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ وَهُوَ
اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَدْ
قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدْعُوَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا اَسْاَلُكَ
غَيْرَهٗ وَيُعْطِيْ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ
النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيْ رَبِّ
قَدِّمْنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْاَلُنِيْ
غَيْرَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ
حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ فَهَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ
فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا قَامَ عَلٰى
بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ
اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ
عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْاَلُ غَيْرَ مَا اُعْطِيْتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ
اَيْ رَبِّ لَا اَكُوْنَنَّ اَشْقٰى خَلْقِكَ قَالَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَضْحَكَ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْهُ فَاِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِذَا دَخَلَهَا قَالَ
اللّٰهُ لَهٗ تَمَنَّهْ فَيَسْاَلُ رَبَّهٗ وَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُذَكِّرُهٗ مِنْ كَذَا وَكَذَا
حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَاءُ بْنُ
يَزِيْدَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى اِذَا حَدَّثَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ
ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مَعَهٗ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ اِلَّا قَوْلَهٗ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ

تعالٰی
الست
لا اکونن
عزوجل

اشھد انی حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولہ ذلک لک وعشرۃ امثالہ قال
ابو ھریرۃ وذلک الرجل اخر اھل الجنۃ دخولا الجنۃ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک
لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے روز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین
(یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون
نے کہا نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا بہلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے
ہو سورج کے دیکھنے مین جسوقت کہ بادل نہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپنے
فرمایا پھر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے
ف یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ
کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہو سکتا فرمایا اللہ تعالے
نے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اوسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود
یہ ہے کہ خدا کے دیدار مین اسطرحکا ہجوم معلوم نہ ہوگا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہنچاوینگے
بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھہ خدا کو دیکھیگا جیسے دنیا مین چودہوین رات
کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی ف حقتعالی لوگون کو
قیامت کے دن جمع کریگا تو فرماویگا جو کوئی جسکو پوجتا تہا اوسکے ساتھہ ہو جاوے پھر جو شخص
آفتاب کو پوجتا تہا وہ سورج کے ساتھہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تہا وہ چاند کے ساتھہ اور جو طاغوت کو
پوجتا تہا وہ طاغوت کے ساتھہ ف طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا خدا کے
یہی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم
نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا بت کو (نووی) سراج الوہاج مین ہے
کہ پہلا معنے اچہا ہے اور وہ شامل ہو لیا اور انبیا کی قبر پوجنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی
تقلید کرنے والون کو (جو اون کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکھین) اور تمام مشرکین اور
مبتدعین کو ف اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بہی ہونگے ف
منافق مومنین مین شریک رہین گے اس لیے کہ دنیا مین بہی بظاہر مومنون مین شریک تہے اور اپنے

تیئن ایمان کے قالب مین چھپائے ہوئے تہی تو وہان بہی مومنون کے ساتہہ ملے رہین گے اور ان کے ساتہہ
چلین گے اونکی روشنی سو فائدہ اٹھاوین گے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک دیوار ہو جاوے
گا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سو عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہو جاوینگے اور مومنون کی روشنی
اون سو جاتی رہے گی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جاوین گے اور ان سو کہا جاویگا دور ہو دور
ہو (نووی) **ف** پہر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا
مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجہ سو اور ہم اسی جگہہ ٹہرے ہین یہان
تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اوسکو پہچان لین گے پہر اللہ تعالی
ان کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے
تو ہمارا رب ہے پہر اوسکے ساتہہ ہو جاوینگے **ف** یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سو ہوگی
کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سو ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت
کو خدا کی صورت سو مغایر اور مباین سمجہین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سو ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے
لیے بیان کین ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اوسکی جوڑ کا کوئی نہین وہ پاک ہے ہر عیب سے پہر جب پہلی صورت
نمودہ ہوگی تو وہ ان صفات سو خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت
مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اوس
کے ساتہہ ہونگے ۔ اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرے آنا تیسرے ہنسنا
چوتہی باتین کرنا اور علماء اہلسنت کو اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہے اور
اور ایک خطا حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ انپر
ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئی ہین اوسی
طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکہنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجہنا چاہیے
کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بہی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہے
ہر ایک آفت سو اور اسی پر چلتی رہی تمام امت کی سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب ہے کتاب الجوائز
والصلات ہی سید ابو الخیر طیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا
کے آنے کی بحث مین لکہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کی ابر کے سایون مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب مین ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون پر اور
اون کے وجود کو سمجھتے ہین اور کسیقدر انکو جانتے ہین پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہین نہ مثال نہ مشابہت دیتے
ہین نہ اون کو بیکار کرتے ہین اور سلف کیطرح یون کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اسکی
مثل کوئی چیز نہین پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کنف اور اصبع
اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور قول اور کلام اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین
اور خنو کا اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو
متکلمین نے کی ہے اور جسپر پچھلے لوگ چلے ہین۔ اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی انکی تاویل کرنا چاہیے
ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث مین کہتے ہین کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھینگے اور
یہ آنے کے معنی مجازی ہین یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی
بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پھر جب
وہ ان سے کہے گا مین تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگین گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی
اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہین اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہین اور مومنین
نے اگرچہ پیشتر خدا کو نہین دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لین گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہینگے
تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا
نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے بھی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص
نہین ہوگا اور اسکو ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرین گے اور جنت مین جاوینگے یا اس کے
فرشتون کے ساتھ ہو کر جنت مین جاوین گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت
نہین ہے (سراج الوہاج) **ف** اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا **ف** جسکو لوگ پل
صراط کہتے ہین اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم
کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا تو مومن اپنے اپنے درجے کے موافق اوسپر سے گذر جاوینگے
اور کافر اوسپر سے گر کر جہنم مین چلے جاوین گے اللہ تعالی ہمکو بچاوے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول
ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے **ف**
تو مین اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگے اور سوائے پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نکر سکیگا **ف** یعنی پل پر سے گزرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتین کرینگے اور ایک دوسرے سے جہگڑین گے اور ایک دوسرے کو ملامت کرین گے اور مرید اپنی مرشدون سے لڑین گے (نووی) ف اور پیغمبرون کا بول اسوقت یہ ہوگا یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہین گے اور خلق پر) اور دوزخ مین آنکڑے ہین (لوہے کی جنکا سر ٹیڑھا ہوتا ہے اور تنور مین گوشت جب ڈالتے ہین تو ان کے دن مین لگا کر ڈالتے ہین) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جہاڑ ہے کانٹون دار) حضرت نے فرمایا صحابہ سے تم نے سعدان کو دیکہا ہے اونہون نے کہا ہان دیکہا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹون کی وضع پر ہونگے (یعنی سر خم) پر یہ کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ لوگون کو دوزخ مین گہسیٹین گے (یعنی فرشتے ان آنکڑون سے گہسیٹ لین گے دوزخیون کو) اون کے بد عملون کیوجہ سے اب بعضے اون مین مومن ہونگے جو بچ جاوین گے اپنے عمل کے سبب سے ف حدیث مین یون ہے فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ اوسکا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُوثَقُ بِعَمَلِهِ یعنی بعض ان مین کا جکڑا جاویگا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ یعنی بعض ان مین کا تو ہلاک ہوجاویگا اپنے عمل سے اور بعض نسخون مین یون ہے فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ یعنے بعض ان مین سے مومن ہونگے جو باقی رہ جاوین گے (دوزخ مین گہسیٹنے سے) اپنے عمل کی وجہ سے نووی نے کہا ہمارے شہر مین اکثر نسخون مین ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان مین سے بدلہ دیے جاوین گے اپنے عمل کا ف یہ ترجمہ ہے مجازی کا جیسا حدیث مین گزرا اور بعض نسخون مین مخردل ہے یعنی کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاوے گا اور بعض نسخون مین مجردل ہے یعنے قریب ہلاکت کے ف یہانتک کہ جب اللہ تعالی بندون کے فیصلے سے فراغت کریگا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم کریگا کہ نکال لین دوزخ سے اوسکو جس نے خدا کے ساتہہ کسی چیز کو شریک نکیا ہو جسپر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگون کو دوزخ مین پہچان لیوین گے انکو پہچانین گے سجدہ کی نشانی سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو خدا تعالی نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ سات اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگا کر آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی مونہہ اور دونون ہاتہہ اور دونون گہٹنے اور دونون پانون ایسا ہی کہا ہے بعض علما نے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت
کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلینگے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص
لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہونگے بنظر عموم اس
حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے انہی لوگوں سے انتہا **ف** پھر وہ دوزخ سے نکالے جاوینگے
جیسے بہنے جب اونپر آب حیات چھڑکا جاویگا وے تازے ہو کر ایسے جم اٹھینگے جیسے دانہ کچرے
کے بہاؤ میں جم اوٹھتا ہے (یعنی جہان پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہان دانہ خوب اوگتا ہے اور جلد
شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہو جاوینگے
اور جلن بھلس کے نشان بالکل جاتے رہینگے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندوں کے فیصلے سے فراغت
کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والوں میں سب سے
پیچھے بہشت میں جاویگا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سے پھیر دے اوس کی بو نے مجھے
مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور ہوگا
بعد اوس کے اللہ تعالی فرمادیگا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہیں میں
پھر کچھ نہیں سوال کرونگا اور جیسے خدا کو منظور ہیں وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا
مونہہ دوزخ کیطرف سے پھیر دیگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا
جبتک خدا کو منظور ہوگا پھر کہیگا ای رب مجھے جنت کے دروازے تک پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا تو کیا کیا
قول اور قرار کر چکا تہا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدمی کیسا دغاباز ہے وہ کہے گا اے
رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماویگا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو پھر تو اور
کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور
ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہان کھڑا ہوگا تو ساری بہشت اوسکو
دکھلائی دیگی اور جو کچھ اوس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور
ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اسکے عرض کرے گا ای رب مجھے جنت کے اندر لیجا اللہ تعالی فرماویگا تو نے کیا قرار
کیا تہا تو بولا تہا کہ اب میں کچھ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہے وہ عرض کریگا ای میرے
رب تیری مخلوق میں بدنصیب میں نہ ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہان تک کہ اللہ جلشانہ ہنس دیگا اور جب حق تعالی

کو ہنسی آجاویگی تو فرماوے گا اچھا جا جنت میں ف نووی نے کہا خدا کے ہنسنے سے اسکا راضی ہونا
مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے پچھلے متکلمین کی تقلید سے اسکو لکھہ
دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی
معنوں پر اسیطرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا
مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنیکیطرح نہیں ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی
طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور
تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا ف جب وہ جنت کے اندر جاویگا تو خدا ی
تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالی خود
اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوئیں ختم ہو جاوینگی تو حق تعالے
فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کے ساتھہ اوتنی ہی اور دیں (یعنے تیری خواہشوں سے دوچند۔ سبحان
اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی
خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید
خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابو ہریرہ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہ
نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابو سعید نے کہا دس حصے
زیادہ دیں ابو ہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب
تجھے دیں اور اوتنی ہی اور دیں ابو سعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔ ابو ہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے اخیر میں
جنت میں جاویگا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض
اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ
سَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے۔ قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح
جیسے اوپر گذری عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهٖ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
فَذَكَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَ یَتَمَنّٰی

بمثل معنا

فیقول له هل تمنیت فیقول نعم فیقول له فان لک ما تمنیت ومثله معه ترجمہ ہمام بن منبہ
سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیان کیا
کئی حدیثوں کو اُن میں سے ایک یہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے کم درجہ کا جنتی تم میں سے
جو ہوگا اس سے کہا جاوے گا آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جاویگا تو آرزو کر چکا وہ
کہے گا ہاں پھر اللہ تعالی اوس سے فرماویگا تجھے یہ سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور **عن** ابی
سعید الخدری رضی الله عنه ان ناسا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا یا
رسول الله هل نری ربنا یوم القیمة قال رسول الله صلعم نعم قال فهل تضارون فی رؤیة الشمس بالظهیرة صحوا
لیس معها سحاب وهل تضارون فی رؤیة القمر لیلة البدر صحوا لیس فیها سحاب قالوا لا یا رسول الله قال ما
تضارون فی رؤیة الله تبارک وتعالی یوم القیمة الا کما تضارون فی رؤیة احدهما
اذا کان یوم القیمة اذن مؤذن لیتبع کل امة ما کانت تعبد فلا یبقی احد کان
یعبد غیر الله من الاصنام والانصاب الا یتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من
کان یعبد الله من بر وفاجر وغبر اهل الکتاب فیدعی الیهود فیقال لهم ما
کنتم تعبدون قالوا کنا نعبد عزیر ابن الله فیقال کذبتم ما اتخذ الله من صاحبة
ولا ولد فماذا تبغون قالوا عطشنا یا ربنا فاسقنا فیشار الیهم الا تردون فیحشرون
الی النار کانها سراب یحطم بعضها بعضا فیتساقطون فی النار ثم یدعی النصاری
فیقال لهم ما کنتم تعبدون قالوا کنا نعبد المسیح ابن الله فیقال لهم کذبتم
ما اتخذ الله من صاحبة ولا ولد فیقال لهم ماذا تبغون فیقولون عطشنا یا ربنا فاسقنا
فیشار الیهم الا تردون فیحشرون الی جهنم کانها سراب یحطم بعضها بعضا
فیتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من کان یعبد الله من بر وفاجر اتاهم رب
العلمین فی ادنی صورة من التی راوه فیها قال فما تنتظرون تتبع کل امة ما کانت تعبد
قالوا یا ربنا فارقنا الناس فی الدنیا افقر ما کنا الیهم ولم نصاحبهم فیقول انا ربکم فیقولون
نعوذ بالله منک لا نشرک بالله شیئا مرتین او ثلاثا حتی ان بعضهم لیکاد ان ینقلب فیقول
هل بینکم وبینه آیة فتعرفونه بها فیقولون نعم فیکشف عن ساق فلا یبقی من کان

يَعْبُدُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَبْقَىٰ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً
وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلَىٰ قَفَاهُ ثُمَّ
يَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمْ
الصُّورَة
فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَىٰ جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ
سَلِّمْ سَلِّمْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْجِسْرُ قَالَ دَحْضٌ مَزِلَّةٌ فِيهَا خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ
حَسَكَة
تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ
وَكَالرِّيحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوسٌ
مَكْدُوس
فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّىٰ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ
بِأَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِلّٰهِ فِي اسْتِقْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ
استیفاء
الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فَيُقَالُ
لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ
النَّارُ إِلَىٰ نِصْفِ سَاقَيْهِ وَإِلَىٰ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ
فَيَقُولُ جَلَّ وَعَزَّ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ
خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا
فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ
يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ
الْخُدْرِيُّ يَقُولُ إِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
تعالیٰ
وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ
وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا
قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي نَهَرٍ فِي أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهَرُ الْحَيَاةِ
فَيَخْرُجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَلَا تَرَوْنَهَا تَكُونُ إِلَى الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا
يَكُونُ إِلَى الشَّمْسِ أُصَيْفِرُ وَأُخَيْضِرُ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَبْيَضَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ

كُنْتَ تَرْعَى الْبَادِيَةَ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَاَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا اَيُّ شَيْءٍ
اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا ترجمہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کچھ لوگوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے
فرمایا ہاں دیکھو گے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو تمکو کچھ
تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو انہوں نے [illegible] فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالی کے دیکھنے میں
قیامت کے دن جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے ف یعنی بالکل تکلیف نہوگی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے میں کسی طرح
کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور یہ کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو
اتنی ہی ہوگی بعض علما نے کہا کہ یہ روایت مغایر ہے اوس روایت کی جو خاص مومنین کو جنت میں ہوگی اور یہ رویت
امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے (طیبی) ف جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک
پکارنیوالا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جاوے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے
بتوں کو اور تھانوں کو اونمیں سے کوئی نہ بچیگا سب کے سب آگ میں گر پڑیں گے اور باقی رہ جاوینگے وہی لوگ جو اللہ کو
پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جاوینگے اور ان سے کہا
جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے ہم پوجتے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہیں انکو جواب ملے گا تم
جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اوسکا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے اے رب ہمارے ہم پیاسے
ہیں ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پھر وہ ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب
ف سراب کہتے ہیں اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی میں پانی کیطرح دکھلائی دیتی ہے
جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہیں ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیوں کا ہوگا کہ
پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراب کیطرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوسمیں گھس جاوینگے خدا کی پناہ ف
اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کو ایک کھا رہا ہے وہ سب گر پڑیں گے آگ میں بعد اوس کے نصاری بلائے
جاوینگے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے ہم پوجتے حضرت مسیح کو جو اللہ کے
بیٹے ہیں اون کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے ف یہ ہوئی

اور نصاری کا اصلی دین عمدہ اور سچا تہا اور خدا کیطرف سے آیا تہا جیسے اسلام کا دین پر اون دونون مذہبوان
کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کرلین جو سراسر عقل کے
خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجہا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دینگے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے
بڑا سمجہکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان
لوگون مین ذرا بہی عقل ہوتی اور کچہ بہی سمجہ رکہتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک
کرکر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو اس بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت
ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاری کی بہی فروغ کو عربون نے اسلام کے زور سے
میٹ دیا اب اس زمانے مین گو نصاری دنیاوی علوم و فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہو گئے ہین اور بظاہر
بہت کچہ دہوم دہام رکہتے ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ
یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجہتے جاتے ہین کہ نصاری کا یہ بے
دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تہے کتنی وقعت رکہتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاری اسوقت
بہی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور اور فکر کر رہے ہین اوسی طرح اپنے دین
کے اصول کو بہی جانچین تو یہ سب طمع کاری اور دغا بازی جو اون کے پچہلے پادریون نے کی ہے اون پر
کہلجاوے اور وہ بہی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہون اگر نصاری اس لغو اور بیہودہ اور
خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چہوڑ کر توحید پر آجاوین تو پہر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تہوڑا فرق
رہ جاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین بسر کرنے لگین اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو
جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چندروز مین اور باقی قومین بہی اونکی مطیع ہو جاوین اور ابغض نا اتفاقی اور اختلاف
اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے
تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے
وقت انکو پکارتے ہین اور ان سے دعا کرتے ہین ہر امر پر اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ در
حقیقت نصاری سے بہی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاری کو اعتراض کی جگہہ
دے رکہی ہے **ف** پہر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے اے
رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پہر وہ سب ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف

زیادہ سراب ہوگا اور لپیٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک ایک کو کہاتا ہوگا پہر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک
کہ جب کوئی باقی نرہیگا سوا ان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تہے نیک ہون یا بد اوسوقت پاک سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک
ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین **ف** یعنی اوسکی صفات سے جو اوسنے بیان کی ہین اسکو بہچانا کرتے
ہین اوسمین کی ایک صفت یہ بہی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نکسی چیز کا ہی پاک ہے ہر عیب اور نقص سے
ف اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتہہ ہوگیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہینگے ای ہمارے رب ہمنے تو دنیا مین ان
لوگونکا ساتہہ نہ دیا (یعنے مشرکونکا) جب ہم اونکے بہت محتاج تہے نہ اونکی صحبت مین رہے **ف** یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش
کے واسطے ان لوگون سے ملنیکی اور دوستی کرنیکی ضرورت تہی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتہہ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار کرتے رہے پہر آج جب ہمکو انکی کچہہ احتیاج نہین ہے تو ہم اونکے ساتہہ کیونکر جاوین
اور غرض یہہ کہ مومنین حقتعالے سے عاجزی اور دعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین اور انصار کا دنیا مین یہی حال تہا
کہ اونہون نے قرابت اور عزیزداری کا بہی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علحدہ ہوگئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال ہمیشہ
ان سچے موحدونکا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکونکے ہاتہہ سے تکلیفین اوٹہائین راضی ہوا اللہ کیطرف اور نسے اور ہمارا حشر اونکے
ساتہہ کرے آمین یا رب العلمین **ف** پہر وہ فرماویگا مین تمہارا رب ہون وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجہہ سے اور
اللہ کیساتہہ کسی کو شریک نہین کرتے دو یا تین بار یہی کہینگے یہانتک کہ انمین کے بعض لوگ پہر جانے کے قریب ہونگے
(کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دلمین دور کریگا) پہر وہ فرماویگا اچہا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اسکو
پہچانو وہ کہینگے ہان پہر خدا کی پنڈلی کہل جاویگی **ف** قرآن مین ہے یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ یعنے جسدن کہولا جاویگا
ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو نووی نے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور زور کئے ہین یعنے ایک
امر شدید ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب سخت کام مین
پڑجاتا ہے تو اپنی آستین چڑہاتا ہے اور پنڈلی کہولتا ہے کوشش کے لئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک
نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث مین بہی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو ملینگے خدا کے
دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچہہ فرشتے ظاہر ہونگے او
بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اوسوقت کیلئے اور ساقون سے
الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہیگا اور رعب اوٹہہ جاویگا اور رجوع انکے
دلون پر زیادہ جاتا رہیگا اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار دہے اور وہ جو

جو مومنین کو جنت مین ہوگا وہ اور ہی۔ انتہی ما قال النووی اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہین اور مختار السلف مین
سلف کا اصل یہ ہی کہ خداوند کریم نے جو اعضا اپنے لیے ثابت کیے ہین جیسے وجہ اور ید اور عین اور ساق یہ سب حق
ہین اور محمول ہین اپنے معانی پر لیکن جیسے خدا کی کنہ اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہین ویسے ہی ان اعضا
کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین پس انپر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو خداوند کریم کے سپرد کرنا
چاہیے اور بچنا چاہیے تشبیہ سے یعنی یون نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتھہ یا منہ یا آنکھہ یا پنڈلی آدمیون
کی یا اور کسی مخلوق کی ہاتھہ یا منہ یا آنکھہ یا پنڈلی کیطرح ہین بلکہ جیسے اوسکی ذات بیمثل اور بے نظیر ہے ویسی ہی
اوسکی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہین یہی عقیدہ ہے اہل حدیث کا رحمہم اللہ تعالے **ف** اور جو شخص
خدا کو (دنیا مین) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہوگا اوسکو وہان بھی سجدہ میسر ہوگا اور
جو شخص (دنیا مین) سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو (تلوار کے ڈر سے اور دل مین اوسکے ایمان نہ تھا)
یا لوگون کے دکھلانے کو اوسکی پیٹھ اللہ تعالے ایک تختہ کر دیگا جب وہ سجدہ کرنا چاہیگا تو چت گر پڑے گا
ف اس لیے کہ پیٹھ کے جوڑ جھک نہ سکین گے پھر سجدہ کیونکر کرے گا نووی نے کہا یہ سجدہ امتحان
کے لیے ہوگا اور اس سے بعضے علما نے دلیل قائم کی ہے اثبات پر کہ تکلیف مالایطاق جائز ہے یعنے
اوس بات کا حکم کرنا جو ہو نہ سکے حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہہ نہین ہے
اور اس سجدہ سے امتحان مقصود ہوگا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بھی مومنون کے
ساتھہ خدا کو دیکھین گے ابن فورک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانون کے
علما کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقون کو خدا کا دیدار نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے
کہ منافق بھی خدا کو دیکھین گے بلکہ اوس جماعت کا دیکھنا نکلتا ہے جسمین منافق اور مومن سب ہونگے
اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہین آتی کہ ہر ایک شخص اون مین کا دیکھے اور کتاب اور سنت
سے بہت دلیلین ہین اس امر پر کہ منافق کو اللہ سبحانہ کا دیدار نہ ہوگا **ف** پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھاوینگے
اور خدا تعالی اوس صورت مین ہوگا جس صورت مین پہلے اوسے دیکھا تھا اور کہے گا مین تمہارا رب ہون
وہ سب کہین گے تو ہمارا رب ہے بعد اوس کے جہنم پر پل رکھا جاوے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی
اور لوگ کہین گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگون نے کہا یا رسول اللہ پل کیسا ہوگا آپ نے فرمایا ایک پھسلنی کا
مقام ہوگا وہان آنکڑے ہون گے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک مین ایک کانٹا ہوتا ہے جسکو سعدان

جہنم مین مومن اوسپر پار ہون گے بعضے پل پار نے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے
پرند کیطرح بعضے تیز گہوڑ ون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہوجاوین گے
(یعنے اون کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچے گا) اور بعضے کچہ صدمہ اوٹہاوین گے لیکن پار ہوجاوین گے
اور بعضے صدمہ اٹہا کر جہنم مین گر جاوین گے جب مومنون کو جہنم سے چہٹکارا ہوگا توقسم اوسکی جسکے ہاتہہ مین
میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جہگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جہگڑنے والی ہون گے
خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بہائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جہگڑنے والے یعنے
خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بہائیون کے چہڑانے کے لیے) وہ کہین گے ای رب ہماری
وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتہہ اور نماز پڑہتے تہے اور حج کرتے
تہے حکم ہوگا اچہا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانو پہر ان کی صورتین جہنم پر حرام ہوجاوین گی
(یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو
پہچان لیوین) اور مومنین بہت سی آدمیون کو جہنم سے نکالین گے اون مین سے بعضون کو آگ نے
آدہی پنڈلیون تک کہایا ہوگا بعضون کو گہٹنون تک پہر وہ کہین گے ای رب ہمارے اب تو جہنم میں
کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تونے ہمین حکم دیا تہا (یعنے روزہ نماز
اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر
بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالین گے بہت سی آدمیون کو اور کہین اے رب ہمارے
ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے
دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سی آدمیون کو نکالین گے
اور کہین گے ای پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تونے حکم
دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہو اوسکو بہی نکال لو **ف** قاضی
عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شئے ہے جو ایمان
کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے حصے نہین ہوسکتے بلکہ یہ حصے اس شئے کے ہین جو ایمان
پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الٰہی یا
نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بہی جس نے

لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اوسکی دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہوگی (نووی) ف پہر وہ نکالینگے بہت سی آدمیون کو اور کہین گے ای رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بہی بہلائی تہی (بلکہ اب سب اوسی قسم کے لوگ ہین جو بدکار اور کافر تہے اور رتی برابر بھی بہلائی اُن مین نہ تھی) ابو سعید خدری رض جب اس حدیث کو بیان کرتے تہے تو کہتے تہے اگر تم مجہکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑہو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہین کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کر دیگا اور اپنے پاس سے بہت کچہ ثواب دیگا پہر اللہ فرماوے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اسکی ذات مقدس کے) پہر ایک مٹھی آدمیون کی جہنم سے نکالے گا ف جنکی تعداد کوئی نہین جانتا سوای خدا کریم کے پر خدا تعالے کی مٹھی اسقدر بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹھی مین آجاویگی قیامت کے دن ۔ مبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹہی سے نکالے جاوینگے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے ف اور اس مین وہ لوگ ہون گے جنہون نے کوئی بہلائی نہین کی کبہی ف پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکہتے تہے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالے خود اپنے مبارک ہاتہہ سے اون کو نکالے گا ف وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہون گے پہر خدائے تعالے ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدے گا جو جنت کی دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہون گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (زور سی بہبک کر) تم دیکہتے ہو وہ دانہ کبہی پتہر کے پاس ہوتا ہے کبہی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سائے مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پہر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلین گے اون کے گلون مین پٹے ہون گے جنت والے اوران کو پہچان لین گے اور کہین گے یہ اللہ تعالے کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بہلائی کے پہر فرماوے گا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکہو

دیکھو وہ تمہاری ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو اتنا کچھ دیا کہ اوتنا کسی کو نہیں دیا سارے جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرماویگا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے اب اس سے بڑھ کر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماوے گا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہوگا **ف** سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتیں اوس کے سامنے بے حقیقت ہیں جوان مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طالب ہو اور ہر حال میں اوس کا شکر گذار رہے **عن** ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنری ربنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تضارون فی رؤیة الشمس اذا کان یوم صحو قلنا لا وسقت الحدیث حتی انقضی آخره وهو نحو حدیث حفص بن میسرة وزاد بعد قوله بغیر عمل عملوه ولا قدم قدموه فیقال لهم لکم ما رأیتم ومثله معه قال ابو سعید الخدری بلغنی ان الجسر ادق من الشعرة واحد من السیف ولیس فی حدیث اللیث فیقولون ربنا اعطیتنا ما لم تعط احدا من العالمین وما بعده فاقر به عیسی بن حماد **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج دیکھنے میں جب صاف دن ہو ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا ہے اور ابو سعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہونچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور لیث کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو وہ دیا جو ساری جہان والوں میں کسی کو نہیں دیا **عن** زید بن اسلم باسنادهما نحو حدیث حفص بن میسرة الی آخره وقد زاد ونقص شیئا **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا اگر کچھ کمی بیشی ہے

باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار

شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے نکالا جانا **ف** قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت کا لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا
لِمَنِ ارْتَضَىٰ اور حدیثین شفاعت کے باب مین بہت آئی ہین اور آثار صحابہ بہی بہت ہین ان سب کے ملانے سے
شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گنہگار مومنین کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل
سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعۃ کا اور ان کے نزدیک گنہگار ہمیشہ
ہمیشہ جہنم مین رہین گے دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا
شَفِيعٍ يُطَاعُ حالانکہ یہ آیتین کافرون کے حق مین ہین اور انہون نے جو شفاعت کی آیتون کی تاویل کی ہے
کہ مراد اس سے درجون کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی
ہے کیونکہ حدیث مین یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک
تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب
کتاب جلدی شروع کرا دینا جیسا کہ اسکا بیان آگے آویگا **دوسری** بعضے لوگون کو بغیر حساب اور کتاب
کے جنت مین لے جانا یہ بہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے **تیسری** شفاعت ان لوگون کی
لیے جو مستحق ہو گئے ہون جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے **چوتہی** شفاعت
ان لوگون کی جو جہنم مین جا چکے ہون گنہگارون مین سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور فرشتون اور مومنین کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث مین ہے کہ پہر اللہ تعالی نکالے
گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اوسمین رہ جاوینگے **پانچوین** وہ شفاعت
جو جنت مین درجے بڑہانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلہ بہی انکار نہین کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی
عیاض نے کہا مشہور روایتون سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت مین
جو کہتا کہ اللہ تعالی سے ہماری پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے
اس لیے کہ شفاعت انکی کچہ گنہگارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات
کے لیے بہی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین وہ گنہگارون مین سے نہ ہو جاوے اور
اپنی عمل پر بہروسا نہین ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجہا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بہی
دعا نکرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) عن
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ

الجنة يدخل من يشاء برحمته ويدخل اهل النار النار ثم يقول انظروا من وجدتم في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجوه فيخرجون منها حمما قد امتحشوا فيلقون
في نهر الحيوة او الحيا فينبتون فيه كما تنبت الحبة الى جانب السيل الم تروها
كيف تخرج صفراء ملتوية ترجمہ ابوسعید خدری رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ جنت والوں کو جنت میں لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جاویگا پھر
فرماویگا دیکھو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ
کیطرح جلے ہوئے پھر ڈالے جاوینگے نہر الحیوۃ یا نہر الحیا میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس
حدیث کے اوروں کی روایت میں نہر الحیوۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگیں گے جیسے دانہ بہاؤ کے ایک
طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہیں دیکھا کیسا زرد لپٹا ہوا اوگتا ہے عن عمرو بن يحيى بهذا
الاسناد وقالا فيلقون في نهر يقال له الحياة ولم يشكا وفي حديث خالد كما تنبت
الغثاءة في جانب السيل وفي حديث وهيب كما تنبت الحبة في حمئة او حميلة السيل
ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گزرا اسمیں یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوینگے ایک نہر میں
جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہیں کی اور خالد کی روایت میں ہے جیسے کوڑا کچرا بہاؤ کے ایک طرف اوگ
آتا ہے اور وہیب کی روایت میں ہے جیسے دانہ کالی مٹی میں جو بہاؤ میں ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی
میں جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس اصابتهم
النار بذنوبهم او قال بخطاياهم فاماتهم الله اماتة حتى اذا كانوا فحما اذن با
لشفاعة فجيء بهم ضبائر ضبائر فبثوا على انهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة افيضوا
عليهم فينبتون نبات الحبة تكون في حميل السيل فقال رجل من القوم كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد كان في البادية ترجمہ ابوسعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جئیں گے
لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کیوجہ سے دوزخ میں جاوینگے انگار انکو مار کر کوئلہ بنادیگی پھر اجازت ہوگی
شفاعت کی (فیضا) نووی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں

وہ نہ تو مرینگے نہ جئیں گے یعنی کسی طرح اُنکو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالےٰ
نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جاویں اور نہ عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا پھر نہ اوسمین مریگا نہ جیے گا اور اہل
حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گنہ
گار ہو کر جہنم میں جاوین گے یہ وہ لوگ ہیں جو مومن تھے پر گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالی انکو جہنم
کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا
رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح ف — اور یہ لوگ لائے جاوین گے گروہ گروہ اور
پھیلائے جاوین گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگوں انپر پانی ڈالو تب وہ اس
طرح سے جمین گے جیسے دانہ اوس مٹی میں جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل میں رہے ہیں (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی
جمع ہوتی ہے اسمین دانہ خوب اوگتا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ اِلٰی قَوْلِہٖ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا بَعْدَہٗ ترجمہ
دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہیں تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی
میں جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَہْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْہَا وَاٰخِرَ اَہْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ
رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَہٗ اذْہَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَاْتِیْہَا
فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّہَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّہَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَہٗ
اذْہَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَاْتِیْہَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّہَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّہَا
مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ اذْہَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَۃَ اَمْثَالِہَا
اَوْ اِنَّ لَکَ عَشَرَۃَ اَمْثَالِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ تَضْحَکُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ
لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ قَالَ فَکَانَ
یُقَالُ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَہْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا میں جانتا ہوں اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلیگا اور سب کے بعد جنت میں جاویگا یہ وہ شخص
ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالی اوس سے فرماویگا جا جنت میں تیرے لیے دنیا کی برابر جگہ ہے یا دس دنیا کی برابر

١ اور دس گنا دنیا

وہ ہنیگا کیا تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہوکر ف سخریہ اور ضحک مین شک ہے راوی کو اور ضحک
دوسری روایتون مین بھی آیا ہے اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پھر ضحک خدا کی صفت ہونیمین کوئی مانع نہین اور
وہ مثل اور صفات الٰہی کے مشابہ نہین مخلوق کی صفات کے نووی نے کہا ٹھٹھا کرنیکے معنون مین اختلاف
ہے اور سہین کئی قول ہین ایک یہ ہے جو امام مازری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اسلیے کہ اسنے اللہ
تعالی سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگونگا پھر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا
اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ تعالے کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹھٹھا ہے یعنی اس
کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹھٹھے کا بادشاہ ہوکر
دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اوس سے نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تون ٹھٹھا نہ کریگا بادشاہ ہوکر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھہ
نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین تیسرا قول یہ ہے کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نرہی اور وہ خوشی مین
ایسا بھول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسے دنیا مین ایسے محل مین کرتا تہا اور خدا کیطرف ٹھٹھے کی نسبت کردی
اور یہ ایسا ہے جیسے آپنے دوسرے شخص کے حقمین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نسکا اور کہنے لگا
تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تہا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تون میرا رب ہے اور خوشی کے
وقت بے اختیاری مین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتین ہین انتہے ف عبد اللہ
بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کھل
گئے اور آپنے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنْھَا زَحْفًا فَیُقَالُ لَہٗ انْطَلِقْ
فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَذْھَبُ فَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَیَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَیُقَالُ لَہٗ اَتَذْکُرُ
الزَّمَانَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْہِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لَہٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی فَیُقَالُ لَہٗ لَکَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ وَعَشَرَۃُ
اَضْعَافِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ ترجمہ عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا
ہون اوس شخص کو جو سب کے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو گھسٹتا ہوا چوتڑون کے بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاویگا
جا جنت مین جا وہ جاویگا دیکھیگا تو سب مکانون مین جنتی ہین اور کوئی مکان خالی نہین چہوٹا سا بہی اوس سے کہا
جاویگا تجھے یاد ہے وہ زمانہ جسمین تو تہا یعنے وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی وہ کہیگا ہان یاد ہے پھر اوس سے کہا جاویگا

اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ آرزو کریگا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور وہ کہیگا
ای بار خدایا کیا تو مجھسے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہوکر (یعنے دس دنیا کے برابر مجھکو دیتا ہے اور
وہان تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہین) راوی نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کے دانت کہل گئے **ف** حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے
اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے
ہین اور یہ دانت اوسی وقت کہلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے **عن** ابن مسعود ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال اخر من يدخل الجنة رجل فهو يمشي مرة ويكبو مرة وتسفعه
النار مرة فاذا ما جاوزها التفت اليها فقال تبارك الذي نجاني منك لقد اعطاني
الله شيئا ما اعطاه احدا من الاولين والاخرين فترفع له شجرة فيقول اي رب
ادنني من هذه الشجرة فلاستظل بظلها واشرب من مائها فيقول الله عز وجل
يا ابن ادم لعلي ان اعطيتكها سالتني غيرها فيقول لا يا رب ويعاهده ان
لا يسأله غيرها وربه تعالى يعذره لانه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها
فيستظل بظلها ويشرب من مائها ثم ترفع له شجرة هي احسن من الاولى
فيقول اي رب ادنني من هذه الشجرة لاشرب من مائها واستظل
بظلها لا اسألك غيرها فيقول يا ابن ادم الم تعاهدني ان لا تسألني غيرها
فيعاهده ان لا يسأله غيرها وربه تعالى يعذره لانه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه
منها فيستظل بظلها ويشرب من مائها ثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هي احسن
من الاوليين فيقول اي رب ادنني من هذه الشجرة لاستظل بظلها واشرب من
مائها لا اسألك غيرها فيقول يا ابن ادم الم تعاهدني ان لا تسألني غيرها قال بلى
يا رب هذه لا اسألك غيرها وربه تعالى يعذره لانه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها
فاذا ادناه منها فيسمع اصوات اهل الجنة فيقول اي رب ادخلنيها فيقول يا ابن ادم ما يصريني
منك ايرضيك ان اعطيك الدنيا ومثلها معها فيقول يا رب اتستهزئ مني وانت رب العلمين فضحك
ابن مسعود فقال الا تسألوني مم اضحك قالوا مم تضحك فقال هكذا ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقالوا مم تضحك يا رسول الله قال من ضحك رب العالمين حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين
حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فيقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قادر ترجمہ

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلیگا پھر
اوندھا گریگا اور جہنم کی آگ اسکو جلائی جاویگی جب دوزخ سے پار ہو جاویگا تو پیٹھ موڑ کر اسکو دیکھیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہے
وہ صاحب جسنے نجات دی مجھکو تجھسے بیشک اللہ تعالی نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ اگلوں میں نہ پچھلوں میں
پھر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا وہ کہیگا ای رب مجھکو نزدیک کر دے اس درخت سے میں اسکے تلے سایہ میں رہوں اور اسکا
پانی پیوں اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو اور سوال کریگا وہ کہیگا نہیں ای رب میرے اور
عہد کریگا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اوسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھیگا جسپر اس سے
صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہوا اور عیش کی باتیں دیکھے تو بے اختیار اوسکی خواہش
کرتا ہے) آخر اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیئے گا پھر اسکو
ایک درخت دکھلائی دیگا جو اس سے بھی اچھا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجھکو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے میں اسکا
پانی پیوں اسکے سایہ میں آرام پاؤں اور میں اور کچھ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تو نے عہد نہیں کیا
تہا کہ میں پھر سوال نکرونگا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو پھر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہیں
پھر میں اور کچھ سوال نکرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکھیگا اس لیے کہ اوسکو صبر نہیں اوس نعمت پر جو دیکھتا ہے
تب اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیئے گا پھر اسکو ایک درخت
دکھلائی دیگا جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجھکو اس
درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اسکے سایہ تلے رہوں اور وہاں کا پانی پیوں اب میں اور کچھ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا
ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہیں کر چکا تہا کہ اب میں اور کچھ سوال نکرونگا وہ کہیگا بیشک میں اقرار کر چکا تہا
لیکن یا رب میرے یہ سوال پورا کر دے پھر میں اور کچھ سوال نکرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکھیگا اسلیے کہ وہ دیکھیگا
ان نعمتوں کو جنپر صبر نہیں کر سکتا آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کے پاس کر دیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت
والوں کی آوازیں سنیگا اور کہیگا ای رب میرے مجھکو جنت کے اندر پہنچا دے اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے
تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیونکر بند ہوگا) بہلا تو راضی
ہے کہ میں تجھکو ساری دنیا کے برابر دوں اور اوتنا ہی اور دوں وہ کہیگا ای رب میرے تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے حالانکہ تو سارے جہان کا مالک

پہر عبداللہ بن مسعودؓ ہنسے مگر اور لوگون سے کہا تم یہ پوچہتے نہین مجہسے مین کیون ہنستا ہون لوگون نے پوچہا کیون ہنستے ہو تم انہون
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنستے تہے لوگون نے پوچہا آپ کیون ہنستے ہین یا
رسول اللہ آپنے فرمایا رب العلمین کے ہنسنے سے مین بہی ہنستا ہون جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تو مجہ سے ٹہٹہا کرتا ہے سارے
جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنس دیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرماویگا مین ٹہٹہا نہین کرتا (ٹہٹہا اور
مذاق میرے لائق نہین وہ تو بندون کو لائق ہے) بلکہ مین جو چاہتا ہون کرسکتا ہون **ف** پہر دو دنیا کے
برابر دنیا کون سا مشکل کام ہے جسپر تو نے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجہا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے
کہ لاکہون کروڑون دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم مین بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزارون لاکہون دنیا ہماری زمین کے
برابر اور اس سے لاکہون حصے بڑی اسکی سلطنت مین موجود ہین — یہ حدیث اگرچہ جنتیون کے حال مین وارد ہے
پر دنیا مین اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہین اون مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور
بے صبری کی کوئی انتہا نہین اگر خزانہ قارون بہی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بہی پا جاوے
تب بہی اوس سے زیادہ کی حرص رہیگی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور
جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسمین خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر
رنج اور تکلیف مین گرفتار رہیگا **عن** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ
اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّۃِ وَمَثَّلَ لَہٗ شَجَرَۃً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ
اَیْ رَبِّ قَدِّمْنِیْ اِلٰی ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اَکُوْنُ فِیْ ظِلِّھَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ یَذْکُرْ
فَیَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا یَصْرِیْنِیْ مِنْکَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَزَادَ فِیْہِ وَیُذَکِّرُہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سَلْ کَذَا وَکَذَا فَاِذَا
انْقَطَعَتْ بِہِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھُوَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ قَالَ ثُمَّ یَدْخُلُ بَیْتَہٗ فَتَدْخُلُ عَلَیْہِ
زَوْجَتَاہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَاکَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ
مِثْلَ مَا اُعْطِیْتُ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جسکا منہ اللہ تعالی جہنم کیطرف سے پہیر کر جنت کیطرف کر دیگا اور اسکو ایک درخت دکہلاوے
گا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجہے اس درخت کے پاس لیجا مین اسکے سایے مین ہونگا اور بیان کیا حدیث کو
اوسی طرح جیسے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا مگر اوسمین یہ نہین ہے کہ اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون
چیز تمام کریگی آخر تک اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو یاد دلاویگا فلانی چیز مانگ فلانی چیز کی آرزو کر یہان تک کہ

ن تعالیٰ

جب اوس کی سب آرزوئین ختم ہو جاوین گی تو اللہ تعالے فرماوے گا تو یہ سب اور دس حصے ان سے
زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر مین جاوے گا اور حوروں میں سے دونون حورین اوس کے پاس آوینگی
اور کہین گے شکر خدا کا جس نے تجھکو جلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہیگا کہ
کو اللہ نے اتنا نہین دیا جتنا مجھکو دیا **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَرْفَعُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبَّهٗ مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً
قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيْئُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهٗ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ
اَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهٗ اَتَرْضٰى
اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ لَكَ
ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيْتُ رَبِّ
فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ
فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُ غَرَسْتُ
كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ
عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ
مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ الْاٰيَةَ

ترجمہ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچھا
سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب
جنتیون کے جنت مین جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ کہے
گا اے رب میرے کیسے جاؤن وہان تو سب لوگون نے اپنے ٹھکانے کر لیے اور
اپنی اپنی جگہین سنبھالین اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر تجھے اتنا
ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ پاس تھا وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب میری
حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور
اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور پانچوین بار مین وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب

میرے اللہ تعالے فرماویگا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور
تجھکو بھلا لگے دیکھنے مین وہ لے وہ کہیگا مین راضی ہو گیا ای رب میرے پھر حضرت موسے نے پوچھا سب سے
بڑا درجے والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہے جنکو مین نے خود چُنا اور انکی بزرگی
اور عزت کو مین نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کر دی کسی آنکھ نے نہین دیکھا کسی کان نے سنا
نہ کسی کے دلپر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ مین ہے فَلَا
تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ الآیۃ یعنے کوئی نہین جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے انکے
لیے انکی آنکھون کی ٹھنڈک اخیر تک عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنَّ مُوْسٰی عَلَیْہِ
السَّلَامُ سَئَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی عَنْ اَخَسِّ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنْھَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِہٖ ترجمہ مغیرہ بن
شعبہ منبر کہتے تھے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اللہ تعالے سے پوچھا سب سے کم درجے کے جنتی کو پھر بیان کیا
حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ
لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ وَاٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْھَا رَجُلٌ یُّؤْتٰی بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
فَیُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَیْہِ صِغَارَ ذُنُوْبِہٖ وَارْفَعُوْا عَنْہُ کِبَارَھَا فَتُعْرَضُ عَلَیْہِ صِغَارُ ذُنُوْبِہٖ فَیُقَالُ عَمِلْتَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَ
کَذَا وَعَمِلْتَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّنْکِرَ وَھُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ کِبَارِ ذُنُوْبِہٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَیْہِ فَیُقَالُ لَہٗ فَاِنَّ
لَکَ مَکَانَ کُلِّ سَیِّئَۃٍ حَسَنَۃً فَیَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْیَاءَ لَا اَرَاھَا ھٰھُنَا فَلَقَدْ رَاَیْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ ترجمہ ابوذر رض سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اُس شخص کو جو سب کے بعد جنت مین جاویگا
اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو
اُسپر اُسکے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوینگے اسپر ہلکے گناہ
اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرسکے
گا اور ڈریگا اپنے بھاری گناہون سے لیکن وہ پیش نہ ہون حکم ہوگا ہمنے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے
ایک نیکی دی وہ کہے گا مالک میرے مین نے اور بھی کچھ کام کیے ہین گناہ کے جنکو مین یہان نہین پاتا
راوی نے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کی داڑھین کھل
کھل گئین عَنِ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسا اوپر گذری عن ابی الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یسال عن الورود فقال نجئ نحن یوم القیمۃ عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس قال فتدعی الامم باوثانہا وما کانت تعبد الاول فالاول ثم یاتینا ربنا بعد ذلک فیقول من تنظرون فیقولون ننظر ربنا عز وجل فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیک فیتجلی لہم یضحک قال فینطلق بہم ویتبعونہ ویعطی کل انسان منہم منافق او مومن نورا ثم یتبعونہ وعلی جسر جہنم کلالیب وحسک تاخذ من شاء اللہ ثم یطفا نور المنافقین ثم ینجو المومنون فتنجو اول زمرۃ وجوہہم کالقمر لیلۃ البدر سبعون الفا لا یحاسبون ثم الذین یلونہم کاضوء نجم فی السماء ثم کذلک ثم تحل الشفاعۃ ویشفعون حتی یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن شعیرۃ فیجعلون بفناء الجنۃ ویجعل اہل الجنۃ یرشون علیہم الماء حتی ینبتوا نبات الشیء فی السیل ویذہب حراقہ ثم یسال حتی تجعل لہ الدنیا وعشرۃ امثالہا معہا ترجمہ ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے ف یہ روایت موقوف ہے جابر پر اور مسلم کی شرط پر نہیں مگر انہوں نے بیان کیا اسکو اسلیے کہ وہ مسند اسی مروی ہے دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اوسکے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شعبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اسکا اسناد اور سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ت انسے پوچھا گیا لوگوں کے آنیکا حال قیامت کے دن انہوں نے کہا ہم آوین گے قیامت کے دن اس طرح سے اس طرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب آدمیوں کے ف نووی نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور خلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اسپر متقدمین اور متاخرین نے اور یہ غلطی ہے لکھنے والے کی قاضی عیاض نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس جسکا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہیں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہے علی کوم یعنی ایسا ہی روایت کیا بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے یحشر الناس یوم القیمۃ علی تل وامتی علی تل یعنی جمع کیے جاوین گے لوگ قیامت کے دن ٹیلا پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی اور کوم بھی ٹیلے کو کہتے ہیں اور اونچی زمین کو جو شکر کی طرح ہوتی ہیں طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ پھر چڑھیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑھا نہ گیا یا مٹ گیا ہوگا تو اسنے کذا وکذا اسکے بدلے

کہا پہر اُسکی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہان لکھدیا ب نقل کرنے والون
نے بعینہ اس عبارت کو نقل کردیا اور انظر کو بھی حدیث مین شریک کردیا واللہ اعلم ف پہر بلائی جاوینگی
اُمتین اپنی اپنی بتون اور معبودون کے ساتھہ پہلی امت پہر دوسری امت بعد اُسکے ہمارا پروردگار آویگا
اور فرماویگا تم کسکو دیکھہ رہے ہو۔ (یعنے امت محمدی سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماویگا) وہ کہین گے ہم اپنے
پروردگار کو دیکھہ رہے ہین (یعنے اُسکے منتظر ہین) پروردگار فرماویگا مین تمہارا مالک ہون وہ کہین گے
ہم تجکو دیکھین (تو معلوم ہو) پہر دکہلائی دیگا پروردگار اون کو ہنستا ہوا اور اُنکے ساتھہ چلیگا اور
لوگ سب اُسکے پیچہے ہون گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اُسکے ساتھہ
ہون گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہون گے وہ پکڑ لین گے جنکو خدا چاہیگا بعد اُسکے منافقون
کا نور بجھہ جاویگا اور مومن نجات پاوین گے تو پہلا گروہ مومنون کا اُنکے مونہہ چودہوین رات کے چاند کے
سے ہون گے ستر ہزار آدمی ہونگا ہوگا جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب ف اور وہ بے پوچھہ پاچھہ
کے جنت مین داخل ہون گے بخاری کی روایت مین ہے یہ وہ لوگ ہون گے جو نہ منتر کرتے ہین اور نہ بد فال
لیتے ہین اپنے پروردگار پر بہروسا کرتے ہین ف اونکے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کی طرح ہون گے پہر
اُنکے بعد کا اُنسے اتر کر یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کرین گے اور جہنم
سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اُسکے دل مین ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتر
تھے یہ لوگ جنت کی آنگن مین ڈالدیے جاوینگے اور جنتی لوگ اُنپر پانی چھڑکین گے وہ اسطرح جمین جمین
جیسے جہاڑ پانی کے بہاؤ مین پنپتا ہے اور اون کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پہر
وہ سوال کرینگے خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا برابر عن جابر رض
سَمِعَہ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَیْہِ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُخْرِجُ نَاسًا مِّنَ النَّارِ فَیُدْخِلُہُمُ
الْجَنَّۃَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے انہون نے سنا اپنے کانون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے بیشک
اللہ تعالی چند لوگون کو دوزخ سے نکالکر جنت مین لیجاویگا عن حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ اَسَمِعْتَ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَوْمًا مِّنَ النَّاسِ بِالشَّفَاعَۃِ قَالَ نَعَمْ ترجمہ حماد
بن زید سے روایت ہے کہ مین نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کی
ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالی کچہہ لوگون کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کیوجہ سے انہون کہا ہان

سنا ہے عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قوما یخرجون من
النار یحترقون فیہا الا دارات وجوہہم حتی یدخلون الجنۃ ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جلکر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جاوینگے
گے انکا سب بدن جل گیا ہوگا سوا منہ کے چکر کے ف کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث
میں ہے کہ تمام اعضاء سجدہ کے انگارے سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گذر چکا عن یزید الفقیر قال کنت
قد شغفنی رای من رای الخوارج فخرجنا فی عصابۃ ذوی عدد نرید ان نحج ثم نخرج
علی الناس قال فمررنا علی المدینۃ فاذا جابر بن عبد اللہ یحدث القوم جالس الی ساریۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاذا ہو قد ذکر الجہنمیین قال فقلت لہ یا
صاحب رسول اللہ ما ہذا الذی تحدثون واللہ یقول انک من تدخل النار فقد اخزیتہ و
کلما ارادوا ان یخرجوا منہا اعیدوا فیہا فما ہذا الذی تقولون قال فقال اتقرأ القرآن قلت
نعم قال فہل سمعت بمقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الذی یبعثہ اللہ فیہ قلت نعم قال
فانہ مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم المحمود الذی یخرج اللہ بہ من یخرج قال ثم نعت
وضع الصراط ومر الناس علیہ قال واخاف ان لا اکون احفظ ذاک قال غیر انہ قد
زعم ان قوما یخرجون من النار بعد ان یکونوا فیہا قال یعنی ابا نعیم فیخرجون کانہم
عیدان السماسم قال فیدخلون نہرا من انہار الجنۃ فیغتسلون فیہ فیخرجون کانہم
القراطیس فرجعنا قلنا ویحکم اترون الشیخ یکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرجعنا فلا واللہ ما خرج منا غیر رجل واحد کما قال ابو نعیم ترجمہ یزید بن صہیب ابو
عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور جو جہنم میں جاویگا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی
جماعت کے ساتھ اس ارادہ سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلا دیں جب ہم مدینہ میں
پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے یکایک ذکر کیا دوزخیوں کا میں نے کہا اے صحابی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالی تو فرماتا ہے۔ اے رب ہمارے جسکو

تو جہنم میں لے گیا تو نے اسکو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈالدیے جاوینگے **ف** یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں دوزخ میں جا کر پھر کوئی وہاں سے نہ نکلیگا حالانکہ یہ آیتیں اُن کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے **ف** اب تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا پھر تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہے یعنے وہ مقام جو اللہ تعالے انکو قیامت کی روز عنایت فرماویگا (جسکا بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا) میں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے انہوں نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکے وجہ سے اللہ تعالی نکالے گا جہنم سے اُن لوگوں کو جنکو چاہیگا پھر بیان کیا انہوں نے پلصراط کا حال اور لوگوں کے گذرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد نہ رہا ہو یہ مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اسمیں جانے کے بعد اور وہ اسطرح سے نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں (سیاہ جل بھن کر) **ف** حدیث میں سماسم کا لفظ ہے جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے ہیں تل کو اسکی لکڑیاں بھی ہوتی ہیں کاٹنے سے کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا یہ لفظ اصل میں ساسم تھا اسمیں تحریف ہو کر سماسم ہو گیا اور ساسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آبنوس کو (نووی مختصرا) **ف** پھر جنت کی ایک نہر میں جاوینگے اور وہاں غسل کرینگے اور کاغذ کیطرح سفید ہو کر نکلیں گے ۔ یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنے وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نہ پھرا تھا یا ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللهِ تَعَالَى فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ إِذْ

فلا تعیدنی

أَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِيْ فِيْهَا فَيُنْجِيْهِ اللهُ مِنْهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاوینگے پھر وہ پیش کیے جاوینگے خدا کے سامنے انمیں سے ایک جہنم کیطرف دیکھکر کہیگا ای مالک میرے جب تو نے مجھکو نجات دی اس سے تو اب پھر مت لیجا اسمیں اللہ تعالے اسکو نجات دیگا جہنم سے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ

اللہ تعالیٰ

اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ

لو استشفعنا الی ربنا حتی یریحنا من مکاننا ھذا قال فیاتون ادم علیہ الصلاۃ والسلام فیقولون
انت ادم ابو الخلق خلقک اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملئکۃ فسجدوا لک اشفع لنا عند
ربک حتی یریحنا من مکاننا ھذا فیقول لست ھناکم فیذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ
عزوجل منھا ولکن ائتوا نوحا اول رسول بعثہ اللہ قال فیاتون نوحا علیہ الصلاۃ والسلام
فیقول لست ھناکم فیذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ منھا ولکن ائتوا ابراھیم
علیہ الصلوۃ والسلام الذی اتخذہ اللہ خلیلا فیاتون ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام فیقول
لست ھناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ منھا ولکن ائتوا موسی علیہ الصلوۃ
والسلام الذی کلمہ اللہ عزوجل واعطاہ التوراۃ قال فیاتون موسی علیہ الصلوۃ والسلام
فیقول لست ھناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب فیستحیی ربہ منھا ولکن ائتوا عیسی علیہ
الصلوۃ والسلام روح اللہ وکلمتہ فیاتون عیسی علیہ الصلوۃ والسلام روح اللہ وکلمتہ
فیقول لست ھناکم ولکن ائتوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم عبدا قد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
وما تاخر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاتونی فاستاذن علی ربی فیؤذن
لی فاذا انا رایتہ وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی فیقال یا محمد ارفع راسک
قل تسمع سل تعطہ اشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیہ ربی عز
وجل ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجھم من النار وادخلھم الجنۃ ثم اعود فاقع ساجدا
فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقال ارفع یا محمد قل تسمع سل تعطہ اشفع تشفع
فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرجھم من النار وادخلھم
الجنۃ قال فلا ادری فی الثالثۃ او فی الرابعۃ قال فاقول یا رب ما بقی فی النار الا من حبسہ القرآن
ای وجب علیہ الخلود وقال ابن عبید فی روایتہ قال قتادۃ ای وجب علیہ الخلود

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو
اکٹھا کریگا پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا اونکے دل میں خدا اسکی فکر ڈالیگا وہ کہیں
گے اگر ہم کسیکی سفارش کراویں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آوینگے حضرت آدم علیہ
السلام کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالی نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا

چند چیزون کو اللہ تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک آنمین سو حضرت آدم علیہ السلام ہین دوسرے توریت کو تختیون پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنۃ العدن مین درخت اپنے ہاتھ سے لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئین پر ان چیزون کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسے حدیث مین وارد ہی پر خدا کا ہاتھ ویسا ہی مقدس او ربے شبہہ اور بے نظیر ہے جیسے اسکی ذات عز جل شانہ **ف** اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوئی روح) تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا تمکو سجدہ کرین انہون نے سجدہ کیا تمکو تو آج ہم لوگون کی سفارش کرو اللہ تعالے کے پاس وہ آرام دیوے ہمکو اس جگہ کی تکلیف سے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کرکے خدا تعالے سے شرماوین گے **ف** وہ گناہ کیا تہا اُس درخت مین سے کہانا جس سے اللہ تعالی نے انکو منع کیا تھا۔ نووی نے کہا علمار نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے اس بحث مین ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہہ ہی کہ نبوت کے بعد اُنسے کفر سرزد نہین ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اب رہی اور گناہ جو کفر سے کم ہین تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح اُن غلطیون سے جو تبلیغ رسالت مین ہون قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاذ ابو مظفر اسفرائنی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا اور بعضون کے نزدیک فعل مین غلطی ہو سکتی ہی جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز مین لیکن ضرور ہے کہ وہ مطلع ہو جاوین اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وفات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علمار اور اکثر محققین کا اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہین کہ انسے دناءت اور خست اور کمینہ پن نکلتا ہے اُن سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور باقی صغیرہ گناہون مین اختلاف ہے اکثر فقہا اور محدثین اور متکلمین سلف اور خلف اسطرف گئی ہین کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ انسے ہو سکتے ہین اور دلیل انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین مین سے اسطرف گئی ہین کہ وہ صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہین اور نبوت کا منصب بالا تر ہے اپنے گناہون کے اور قصداً خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جلنے پیغمبرون کا گناہ لر انکا سہو وہ تاویل کی گئی ہین یا محمول ہین سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزون مین لیکن انکو گ ذہوا ہوا خلاف کا اور بعضی چیزین ایسی ہین جو نبوت سے پہلے اُنسے سرزد ہوئین اور یہہ مذہب

حق ہے اسلیئے کہ انبیا کو افعال او اقوال کی انکو پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطا وار ہون تو بہت سی اشغال مین انکی
پیروی لازم نہ ہو قاضی عیاض نے کہا ہے ہمنے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا مین خوب بیان کیا ہے کہ ویسا
دوسری کتابون مین نہین ملتا اور تو اس نابت ای مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور بدعتیہ
کے گروہون کی طرف اس لیے کہ انکا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کا فر ہو
جانا اور ہم پاک ہین اس خیال سے اور یہہ جو خطائین انبیا کی بیان کی گئین ہین جیسے آدم علیہ السلام کا
بھولکر اس درخت مین سے کھالینا اور نوح علیہ السلام بد دعا کرنا کافرون پر اور قتل کرنا موسے علیہ السلام کا ایک کا فر
کو اور سچا نا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئین کافرون کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو
سکتی تھی یہ درحقیقت اورون کے حق مین گناہ نہین ہین مگر انبیا پر عتاب ہوا یا وہ ڈر ان باتون سے کہ
بوجہ قرب اور علو منزلت کی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا **ف** لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ
پہلے پیغمبر ہین جنکو بھیجا اللہ تعالیٰ نے **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ
حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہہ
قول صحیح نہین کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث سے صاف یہہ اقرار نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہین
جو دنیا مین آئے اور بعضون نے کہا کہ حدیث مین رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہون رسول نہ ہون
قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہین اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے
یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت مین کوئی اعتراض نہ ہوگا اسیطرح یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ آدم
اور شیث دونو پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ
تھے اسیطرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافرون کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو یہ امر سب سے پہلے نوح
کے لیے ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطال کا مذہب یہہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے اور ابوذر کی حدیث سے صاف یہہ بات
معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونو رسول تھے (نووی) **ف** وہ آوینگے نوح کے پاس تو نوح کہینگے مین
لائق نہین اور اپنی خطا کو جو دنیا مین انسے ہوئی تھی یاد کرین گے اور شرماوینگے اپنے پروردگار سے اور
کہینگے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا تھا **ف** یعنے خلیل
قاضی عیاض نے کہا خلت کی اصل مین معنے خاص کر لینا اور چن لینا اور صاف کر لینا اور بعضون نے کہا خلت کے
معنے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہون نے قطع کیا اپنی حاجتون کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

رہے یا اور بعضون نے کہا خلت کے معنی سچی اور صاف دوستی جو باعث ہوتی ہے اسرار اور رموز کے تخلل کے یعنی بھیدون
کے کہنے کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنے محبت تمام ہو اکلام قاضی کا ابن انباری نے کہا خلیل کہتے ہین دوست
کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت مین کوئی نقص اور خلل نہو واحدی نے کہا
یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس صورت مین خلت کے معنے
قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالے کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف وی سب لوگ ابراہیم علیہ
السلام کے پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنے خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے
شرماوینگے لیکن تم جاؤ موسی علیہ السلام کے پاس جنسے اللہ تعالے نے بات کی اور انکو توریت شریف عنایت
کی وے سب موسی علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی
یاد کر کے خدا سے شرماوین گے ف نووی نے کہا موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات کی اسپر
اجماع کیا اہلسنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالے نے حقیقۃً حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا
جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف
لیکن تم جاؤ عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کے روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوگئے ہین وہ آوینگے عیسی
روح اللہ پاس وہ کہینگے مین اس لائق نہین لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے
جنکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے گئے ہین ف مراد اگلون سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلون
سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد امت کے اگلے اور پچھلے گناہ ہین اس صورت مین بخشش
سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد اُن گناہون سے وہ
بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضون نے کہا کہ مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہے اور پچھلے سے امت کے
گناہ اور بعضون نے کہا یہ تقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ سب معاف اور مغفور ہین اور بعضون
نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہون سے (نووی) نصاری اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہین کہ جب وے خود گنہگار رہے تو اورون کو گناہون سے کیونکر پاک
کرینگے انکا جواب یہ ہے کہ انکی کتب آسمانی سے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب انکی
طرف سے دیا جاویگا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندون کی اور
اور خاص بندون کے اور دنیا مین بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عام لوگون کی بہت سی اُن باتون کی شکایت نہین ہوتی

جو خاص بندون کے لیے بڑی تقصیرین سمجھی جاتی ہین اسیطرح پیغمبرون اور فرشتون کے گناہ ایسے ہین جو
ہماری حق مین گناہ ہی نہین لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہین اور چونکہ انبیا بشر ہین انکا دامن
کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اسلیے خواہ کوئی نہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت مین انسے واقع ہوجاتی ہے
پھر اگر مالک اپنی کسی بندے کی ایسی تقصیرون کو بھی بالتمام معاف کر دیوے تو یہ اسکی کمال محبت ہے انکے
کے ساتھ اور اسمین عظمت اور بزرگی ہے اُس خدا کی اور بندون پر تو یہ آیند درحقیقت ایک نعمت ہے انکے
کے لیے نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہین خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا اعتراض اس صورت مین درست
ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر سوا ذات اللہ بندگی سے بڑھا کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہون نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا
یہ ایسی بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاری کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہین اور اس خیال
کے وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہوگیا ہے لا حول لا قوۃ ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پھر وہی سب لوگ میرے پاس آوینگے ف یعنے جب اور سب پیغمبر اُن کو جواب دیدین گے
اور کہین گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہین تو وہ میرے پاس آوین گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبرون کا
کہنا براہ تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اسبات کا کہ یہہ درجہ یعنے شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہین بلکہ
اُسکے بعد والے کا ہے اور شاید یہہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہماری پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تا
کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبرون پر ظاہر ہووے آہستہ آہستہ
سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کامون مین پہلے سن اور بزرگ لوگون کیطرف رجوع کرنا چاہیے
اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرین گے اور مستعد ہوجاوینگے وہ اسوجہ سے کہ آپ جانتے ہونگے
کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالے جو اُن لوگون کے دل مین
ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسیطرح آخیر تک اسمین یہ
حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبرون پر معلوم ہوجاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس
آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبرون سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے
قبول نہ کیا اور آپنے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے انکا کمال قرب ثابت ہوا
اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہون آدمی ہون یا جن
یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنے شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہو سکیگا اور آپ اسکو قبول کرلینگے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمان بہائیون کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین ف یعنی آپ پروردگار
سے اجازت چاہونگا (بار یاب ہونے کی) مجکو اجازت ملیگی جب مین اوسکو دیکھونگا تو سجدے مین گر پڑونگا
پہر وہ مجھے چھوڑ دیگا سجدے مین جب تک چاہیگا اور بعد اوسکے کہا جاویگا ای محمد اوٹھا اپنے سر کو اور کہہ
جو کہتا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ درجہ اللہ تعالے
نے خاص آپکے لیے رکھا ہے پر اُسکے اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہین کہ شفاعت کا
اذن آپ کو ہو چکا ہے اونکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن مین خود موجود ہے کہ وہان کسی
کی شفاعت کارگر نہ ہوگی مگر جسکو خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی اونہی لوگون کے لیے ہوگی جنکا نجات
دینا خدا کو منظور ہوگا تو درحقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانیوالا سوا خدا کے کوئی نہین بظاہر مین
پیغمبرونکا رتبہ بڑہانے کے لیے اور انکو خوش کرنے کے لیے انسے سفارش کراویگا اور اُن کی سفارش قبول
کریگا یون نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ مین کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے ہون گے کہ خدا
تعالی مجبور ہوکر انکی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا تعالے کی وہ شان ہے کہ اسکے برابر کسی کا زور یا دباؤ
نہین اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اُس سے یون ہی مانگین گے جیسے بندہ اپنے مالک
[illegible] اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے ۔ ف پہر مین سر اوٹھاونگا اور اپنے پروردگار کی تعریف
کرونگا اسطرح جیسے وہ مجکو سکہاویگا پہر سفارش کرونگا تو ایک حد میرے لیے مقرر کیجاویگی مین اس حد
کے موافق لوگون کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین لیجاونگا اور دوبارہ اپنے پروردگار پاس آکر پہر
سجدہ مین گر پڑونگا تو ویسا ہی رہنے دیگا سجدے مین جب تک اوسکو منظور ہوگا پہر حکم ہوگا ای محمد اپنے سر کو
اوٹھا اور کہو سنا جاویگا مانگو دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاویگی مین اپنے سر کو اوٹھاونگا اور اپنے مالک کی
تعریف کرونگا جسطرح وہ مجھکو سکہاویگا پہر سفارش کرونگا تو ایک حد باندہی جاویگی مین اس حد کے موافق لوگون
کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین داخل کرونگا راوی نے کہا مجھے یاد نہین آپنے تیسری بار یا چوتھی
بار یون فرمایا مین کہونگا ای مالک میرے اب تو کوئی دوزخ مین نہین رہا مگر وہ جو قرآن کے موجب ہمیشہ
دوزخ مین رہنے کے لائق ہے قتادہ نے کہا یعنی جسکا ہمیشہ رہنا وہان ضرور ہے ف یعنی کافر
اور مشرک جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اللہ نہین بخشیگا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جسپر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہیگا (نووی) عن انس قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتمع المؤمنون یوم القیمة فیهتمون بذلك او یلهمون
ذلك بمثل حدیث ابی عوانة وقال فی الحدیث ثم اتیه الرابعة او اعود الرابعة فاقول یا رب
ما بقی الا من حبسه القرآن ترجمہ انس رض سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمیں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار
کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن
نے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے) عن انس بن مالك
ان نبی الله صلی الله علیه وسلم قال یجمع الله المؤمنین یوم القیمة فیلهمون لذلك بمثل
حدیثهما وذکر فی الرابعة فاقول یا رب ما بقی فی النار الا من حبسه القرآن ای وجب علیه الخلود
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ تعالی اکٹھا کریگا مومنوں کو قیامت کے دن
انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گذری اسمیں یہ ہے کہ آپ چوتھی بار میں عرض کرینگے اے پروردگار
اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے عن انس
بن مالك ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یخرج من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه من
الخیر ما یزن شعیرة ثم یخرج من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه من الخیر ما یزن برة
ثم یخرج من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه من الخیر ما یزن ذرة زاد ابن منهال فی روایته
قال یزید فلقیت شعبة فحدثته بالحدیث فقال شعبة حدثنا به قتادة عن انس بن مالك عن
النبی صلی الله علیه وسلم بالحدیث الا ان شعبة جعل مكان الذرة ذرة قال یزید
صحف فیها ابو بسطام ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے
گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا اله الا الله کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ
سے وہ شخص جس نے لا اله الا الله کہا ہوگا اور اسکے دلمیں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے
وہ شخص جسنے لا اله الا الله کہا ہوگا اور اسکے دلمیں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف
کی اور بجائے ذرہ کے (جسکے معنی چیونٹی کے ہیں) انہوں نے ذُرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو
جینا کہتے ہیں) عن معبد بن هلال العنزی قال انطلقنا الی انس بن مالك وتشفعنا بثابت
فانتهینا الیه وهو یصلی الضحی فاستاذن لنا ثابت فدخلنا علیه واجلس ثابتا معه علی سریره

فقال له يا ابا حمزة ان اخوانك من اهل البصرة يسألونك ان تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال اذا كان يوم القيامة ماج الناس بعضهم الى بعض فيأتون آدم
عليه الصلوة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بابراهيم
فانه خليل الله فيأتون ابراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فانه كليم الله
عز وجل فيؤتى موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فانه روح الله
وكلمته فيؤتى عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فاؤتى فاقول انا لها فانطلق فاستأذن على ربي فيؤذن لي فاقوم بين يديه فاحمده بمحامد
لا اقدر عليه الان الا ان يلهمنيه الله عز وجل ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك
وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع فاقول رب امتي امتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من برة او شعيرة من ايمان فاخرجه منها فانطلق فافعل ثم ارجع الى
ربي عز وجل فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل
يسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يا رب امتي امتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجه منها فانطلق فافعل ثم اعود الى ربي فاحمده بتلك
المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع
فاقول يا رب امتي امتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه ادنى ادنى ادنى مثقال حبة من
خردل من ايمان فاخرجه من النار فانطلق فافعل هذا حديث انس الذي انبأنا به فخرجنا
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو ملنا الى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار ابي خليفة
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه قلنا يا ابا سعيد جئنا من عند اخيك ابي حمزة فلم نسمع
مثل حديث حدثناه في الشفاعة فقال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما ادري انسي
الشيخ ام كره ان يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الانسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا الا وانا اريد ان احدثكموه ثم ارجع الى ربي عز وجل في الرابعة
فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقول لي يا محمد ارفع راسك وقل يسمع لك

الله تعالى
تعالى
فأخرجه
قال
فيقال

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ لَيْسَ ذَاكَ اِلَيْكَ اَوْ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ وَجِبْرِيَائِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَاَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ اَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيْعٌ ترجمہ معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (انسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہونچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھون نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابوحمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہین تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انہون نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پاس آوینگے اور کہین گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے) وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہین لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہین (یعنے اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہین اور اس کا کلمہ ہین (یعنے بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہین) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے مین کہونگا اچھا یہ میرا کام ہے اور مین چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا (باریاب ہونے کی) مجھکو اجازت ملیگی مین اسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفین اسکی بیان کرونگا جو اب مین نہین بیان کر سکتا اسوقت اللہ میرے دلمین ڈالدے گا بعد اسکے سجدے مین گر پڑونگا آخر حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنین گے مانگ ہم دین گے سفارش کر ہم قبول کرینگے مین عرض کرونگا مالک میری امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین گیہون یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسکو نکال لے دوزخ سے مین ایسے سب لوگون کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آنکر ویسی ہی تعریفین کرونگا پھر سجدے مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جو مانگتا ہے

لیگا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی مین عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنے
اپنی امت کی بخشش چاہتا ہون) حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکال لے مین ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آونگا اور ایسی ہی تعریفین کرونگا
اور سجدے مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنین گے مانگ دیوین گے سفارش کر قبول
کرینگے مین عرض کرونگا اے مالک میرے امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین رائی کے
دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی کم ایمان ہو اوسکو جہنم سے نکال لے مین جا کر ایسا ہی کرونگا **ف** نووی نے
کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان
اوپر گذر چکا **ف** معبد بن ہلال نے کہا یہ انس کی حدیث ہے جو انہون نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہونچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے
طرف چلین اور ان کو سلام کرین وہ ابو خلیفہ کے گھر مین چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم
کے ڈر سے) خیر ہم اونکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ
(انس) کے پاس سے آرہے ہین انہون نے شفاعت کے باب مین ایک حدیث ہم سے بیان کی ویسی
حدیث ہم نے نہین سنی انہون نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث انسے بیان کی انہون نے کہا اور بیان
کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہون نے بیان نہین کی انہون نے کہا یہ حدیث تو انہون نے ہم سے
بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ مانٹھے تھے (یعنے اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہین) اب انہون نے (انس) کچھ چھوڑ
دیا مین نہین جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور
نیک اعمال مین سستی کرنے لگو) ہم نے اونسے کہا وہ کیا ہے ہم سے بیان کر یہ سنکر ہنسے اور کہا انسان کی پیدایش
مین جلدی ہے مین نے تم سے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ مین تم سے بیان کرون اس ٹکڑے کو جو
انس نے چھوڑ دیا یعنے تم جلدی کرکے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب
بھی مین بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین پھر لوٹونگا اپنے پروردگار پاس چوتھی
بار اور اسی طرح تعریف توصیف کرونگا پھر سجدے مین گرونگا مجکو حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھاؤ اور کہو ہم سنین گے
مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اسوقت مین عرض کرونگا مالک میرے مجکو اجازت دے
اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنے صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالی

فرماوے گا یہہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور بڑائی اور جلال کی میں جہنم سے
نکالونگا اُس شخص کو جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہو معبد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جسنے یہ حدیث
ہمسے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے ہمکو انس رضی سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا بیس برس آگے
جب وہ زوردار تھے (یعنے انکا حافظہ اچھا تھا مدینہ میں ملاقات تھی) عن ابی هريرة قال اتى
رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما بلحم فرفع اليه الذراع وكانت تعجبه فنهس منها
نهسة فقال انا سيد الناس يوم القيمة وهل تدرون بم ذاك يجمع الله عز وجل
يوم القيمة الاولين والاخرين في صعيد واحد فيسمعهم الداعي وينفذهم البصر
وتدنو الشمس فيبلغ الناس من الغم والكرب ما لا يطيقون وما لا يحتملون فيقول
بعض الناس لبعض الا ترون ما انتم فيه الا ترون ما قد بلغكم الا تنظرون الى من يشفع لكم
الى ربكم فيقول بعض الناس لبعض ائتوا ادم فياتون ادم فيقولون يا ادم انت ابو البشر خلقك
الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملئكة فسجدوا لك اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن
فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول ادم ان ربي غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب
بعده مثله وانه نهاني عن الشجرة فعصيته نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى
نوح فياتون نوحا فيقولون يا نوح انت اول الرسل الى الارض وسماك الله عبدا شكورا
اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى الى ما قد بلغنا فيقول لهم ان ربي قد
غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وانه قد كانت لي دعوة
دعوت بها على قومي نفسي نفسي اذهبوا الى ابراهيم فياتون ابراهيم فيقولون انت
نبي الله وخليله من اهل الارض اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد
بلغنا فيقول لهم ابراهيم ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولا يغضب بعده
مثله وذكر كذباته نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى موسى فياتون موسى
عليه السلام فيقولون يا موسى انت رسول الله فضلك الله برسالته وبتكليمه على الناس اشفع
لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم موسى عليه الصلوة و
السلام ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله واني قتلت نفسا

لَمْ اُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا اِلٰى عِيسٰى فَيَاْتُونَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ يَا عِيسٰى اَنْتَ
رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةٌ مِّنْهُ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى
رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسٰى اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا
اِلٰى غَيْرِي اذْهَبُوا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاْتُونِّي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ
وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا
تَرٰى مَا نَحْنُ فِيهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَاَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ
ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِاَحَدٍ قَبْلِي
ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِي فَاَقُولُ يَا رَبِّ اُمَّتِي
اُمَّتِي فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنْ بَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ
الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنَّ مَا
بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرٍ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى ترجمہ

(حاشیہ: اللہ تعالےٰ — الباب — ہجر)

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست دیا
گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا ف اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہی
اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو
پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت ایک دن آکر ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے ف آپنے
دانتون سے اوسکو نوچا پھر فرمایا مین سردار ہونگا سب آدمیونکا قیامت کے دن ف آپنے یہ فرمایا اللہ کا احسان
ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپکو اور اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے فائدہ کے لیے قاضی
عیاض نے کہا سردار وہ ہی جو سب لوگون سے درجے مین زیادہ ہوا اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ
لیوین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہین آدمیون کے دنیا اور آخرت دونون مین پر آپنے خاص کیا
قیامت کا اسلیے کہ وہان کی سرداری عمدہ ہی اور وہان سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہونگے اور آدم اور انکی
اولاد آپ کے جھنڈے کے تلے ہونگے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اس دن کسی کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے
زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا مین بھی ہی پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی اسلیے کہ اور کوئی دعوے

کرنے والا نہین رہے گا (نووی) ف ۱ اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالی اکٹھا کریگا قیامت کے دن
اگلون اور پچھلون کو ایک ہی میدان مین یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی
نگاہ ان سب پر پہونچے گی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے مین نگاہ سب تک جاسکے
گی برخلاف دنیا کے کہ یہان زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب طرف نہین جاسکتی بعضون نے کہا مراد خدا
کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہونچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف ۲ اور آفتاب نزدیک
ہو جاویگا اور لوگون پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اسکو سہہ نہ سکینگے اور برداشت کر نہ سکینگے آخر آپس مین
ایکدوسرے سے کہین دیکھتے نہین تم کس حال مین ہو دیکھتے نہین تمکو کیا صدمہ پہونچا اب تم تلاش نہین
کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمہاری خدا کے پاس پھر وہ ایکدوسرے سے کہین چلو آدم علیہ السلام
کے پاس اور انکے پاس جاوینگے اور کہین گے ای آدم تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالے نے
تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا انہون نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش
کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس حال مین ہین کیا تم نہین دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے آدم علیہ
السلام کہین گے آج میرا پروردگار غصہ ہوا اور ایسا غصہ ہو کہ کبھی ایسا غصہ نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع
کیا تھا درخت سے لیکن مین نے اسکی نافرمانی کی (وہ درخت مین سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے
پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای نوح تم
سب پیغمبرون سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالے نے تمہین شکرگذار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو
اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر آئی ہے وہ کہین گے میرا رب آج
ایسا غصہ ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے
تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے
ای ابراہیم تم اللہ کے نبی ہو اور اسکے دوست ہو زمین والون مین سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس
کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہین گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ
ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتونکو بیان کرینگے (یعنے جو دنیا مین جو انہون نے تین بار
جھوٹ بولا تھا) اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے اور کسی کے پاس جاؤ موسے کے پاس جاؤ وہ لوگ موسی علیہ السلام
کے پاس آوینگے اور کہین گے ای موسے تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہین بزرگی دی اپنے پیامون سے اور

اپنی کلام سے سب لوگونپر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین
اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے موسے کہین گے میرا پروردگار آج ایسے غصے مین ہے کہ اتنا کبھی غصے نہین ہوا
تھا نہ ہوگا اور مین نے دنیا مین ایک خون کیا تھا جسکا مجھے حکم نہ تھا اسلیے مجھ خود اپنی فکر ہے تم عیسے علیہ السلام
کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسی علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے ای عیسے تم اللہ کے رسول
ہو تم نے لوگون سے بات کی مہنڈولے مین (جھولی مین دودہ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو
جو اوسنے ڈالدی مریم مین اور اُسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے
ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے عیسے علیہ السلام کہین گے میرا پروردگار آج اسقدر
غصہ ہے کہ اتنا غصے کبھی نہین ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا ف نووی نے کہا مراد غصے سے یہ ہے کہ اللہ
تعالی بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانون سے اور اسکا عذاب سامنے موجود ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر
جو حشر والون کو ہونگے اور یہ باتین نہ پہلے ہوئین ہین اور نہ آیندہ ہونگی تو اللہ کے غضب سے یہی مراد
ہے اسواسطے کہ محال ہے تغیر اوسکے حق مین غضب یا رضا سے سراج الوہاج مین ہے کہ نووی نے اس
مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ سلف کا مذہب صفات مین یہ ہے
کہ جو صفات کتاب اور سنت مین وارد ہین اونکو روایت کرنا اونپر یقین کرنا ظاہر پر روان کرنا بغیر تاویل
اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ اوسکا معنے لغوی
ش اور کوئی گناہ اونکا بیان نہین کیا (جیسے اور پیغمبرون کی خطائین بیان کین کیونکہ حضرت
عیسی کا کوئی گناہ منقول نہین) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسیکے پاس جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ وہ سب میرے پاس آوینگے اور کہین گے ای محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیا ہو اللہ
نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیے ہین تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا
حال نہین دیکھتے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس مصیبت مین ہین مین یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے
آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالے میرا دل کھولدیگا اور وہ تعریفین اپنی مجھے بتلادیگا
جو مجھ سے پہلے کسی کو نہین بتلائین (مین اُسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرماویگا اے محمد اپنا
سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاوے گی مین سر اوٹھاونگا اور کہونگا ای
پروردگار امت میری امت میری ف یہانسے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبرون کا درجہ

پہچان لینا چاہیے وہ نفسی نفسی کہین گے اور اپنی جان کی فکر مین سرگردان ہونگے اور ہمارے پیغمبر عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑانے کے جویان ہون گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت صادق ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا اور آخرت مین اس سے بڑھکر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا اس شخص مین جو دنیا مین اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص مین جو عالم لوگون کی بھلائی چاہتا ہے اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہین ہے جو شخص عام مسلمانون کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسے بناوے سرا بنواوے مسلمانون کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی اور ذلت سے بچین دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلاوے تجارت یا صنعت یا حرفت کے آلات و اسباب شائع کرے اسکا درجہ اس مسلمان سے کہین فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت مین مصروف رہے

ف: حکم ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مین سے ان لوگون کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا باب الیمن مین سے جنت مین داخل کرا اور وہ اور لوگون کے شریک ہین باقی دروازون مین جنت کے یعنی انمین سے بھی جا سکتے ہین پر یہہ دروازہ انکے لیے مخصوص ہے) قسم اسکی جسکے ہاتھہ مین محمد کی جان ہے جنت کے دروازے کے دونون بازون مین اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (ہجر ایک شہر ہے بحرین مین) یا جیسے مکہ اور بصرے مین (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) **ف**: یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ پر ہے تو جنت کا پھاٹک اسقدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونا دوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہے اللہ اکبر جل شانہ اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اللہ سے کتنی بڑی ہے **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ مِّنْ ثَرِيْدٍ وَّلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ اَحَبَّ الشَّاةِ اِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ نَهَسَ نَهْسَةً اُخْرٰى فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَمَّا رَاٰى اَصْحَابَهٗ لَا يَسْئَلُوْنَهٗ قَالَ اَلَا تَقُوْلُوْنَ كَيْفَهْ قَالُوْا كَيْفَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِیْ حَيَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ وَزَادَ فِیْ قِصَّةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَذَكَرَ قَوْلَهٗ فِی الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّیْ وَقَوْلَهٗ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَوْلَهٗ اِنِّیْ سَقِيْمٌ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ اِلٰى عِضَادَتَیِ

البابین کما بین مکۃ وھجر او ھجر ومکۃ قال لا ادری ای ذلک قال ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹے اور شوربا
ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپنے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ
نے ایک بار منہ سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور
فرمایا میں لوگوں کا سردار ہونگا قیامت کے دن جب آپنے دیکھا آپکے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
نہیں پوچھتے کیونکر انہوں نے کہا کیونکر یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے
اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ اونہوں نے
بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو
خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب وے سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہی ہے جسنے ان سب کو پیدا
کیا) تو بتوں کو آپنے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا ہے بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جسکے ہاتھ
میں محمد کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے
یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں ہے مجھے یاد نہیں کیونکر کہا (یعنے ہجر کو پہلے کہا یا مکے کو) عن ابی ہریرۃ
وحذیفۃ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع اللہ تبارک وتعالی الناس فیقوم
المؤمنون حتی تزلف لھم الجنۃ فیاتون آدم فیقولون یا ابانا استفتح لنا الجنۃ فیقول و
ھل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم آدم لست بصاحب ذلک اذھبوا الی ابنی ابراھیم خلیل
اللہ قال فیقول ابراھیم علیہ السلام لست بصاحب ذلک انما کنت خلیلا من وراء وراء اعمدوا
الی موسی الذی کلمہ اللہ تکلیما فیاتون موسی علیہ السلام فیقول لست بصاحب ذلک اذھبوا
الی عیسی کلمۃ اللہ وروحہ فیقول عیسی علیہ السلام لست بصاحب ذلک فیاتون محمدا صلی
اللہ علیہ وسلم فیقوم ویؤذن لہ وترسل الامانۃ والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمینا وشمالا
فیمر اولکم کالبرق قال قلت بابی انت وامی ای شیء کمر البرق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الم تروا الی البرق کیف یمر ویرجع فی طرفۃ عین ثم کمر الریح ثم کمر الطیر وشد الرجال تجری
بھم اعمالھم ونبیکم قائم علی الصراط یقول رب سلم سلم حتی تعجز اعمال العباد حتی یجیء

آدم علیہ السلام

الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ
اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ اَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ
خَرِيْفًا ترجمہ ابو ہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن لوگون کو جمع کریگا تو مسلمان کھڑے رہینگے یہانتک کہ جنت اُن کے پاس آجاویگی پھر وہ آدم علیہ
السلام پاس آوینگے اور کہین گے باوا ہمارے جنت کو کھولدو ہمارے لیے وہ کہین گے جنت سے تمکو نکالا
کسنے میری ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھسے یہ کام نہین ہوسکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے
پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کہین گے مجھسے یہ کام نہین ہوسکتا مین اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے
(یعنی مجھسے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہین ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے مین نے اُس سے بات کی
بلا واسطہ نہ اوسکو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جنسے اللہ تعالیٰ نے بات کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہین اور اوسکے روح ہین عیسیٰ
علیہ السلام کہین گے میرا یہ کام نہین پھر وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے آپ کھڑے ہونگے
اور آپ کو اجازت ملیگی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیجدیا جاویگا وہ پلصراط کے داہنے
اور بائین کھڑے ہو جاوینگے ف کیونکہ یہ دونو بڑے کام ہین جنکا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے
امانت یعنی خلوص اور سچائی صداقت اور راستباری بات چیت اور ہر کام کاج مین اور ناتا یعنے رشتہ
دارون سے جو محتاج ہون سلوک کرنا انکی خبر لینا ت تم مین سے پہلا شخص پلصراط سے اسطرح
پار ہوگا جیسے بجلی انہون نے کہا آپ پر ہمارے مان باپ صدقے ہون بجلی کیطرح کونسی چیز گذرتی ہے آپنے فرمایا
تمنے بجلی کو نہین دیکھا وہ کیسی گذر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے مین پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے
پرندہ اُڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہونگے وہ کہتے ہونگے
یا اللہ بچا یا اللہ بچا یہانتک کہ اعمال کا زور گھٹ جاویگا (یعنے عمدہ اعمال والے نکل جاوین گے اور وہ لوگ رہجاوینگے جنکے نیک
عمل کم ہین انکو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آویگا وہ چل نہ سکیگا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونو طرف
آنکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جسکو حکم ہوگا اُسکو پکڑ لین گے پھر بعضا آدمی چھل چھلا کر نجات پا جاویگا اور بعضا
آدمی الٹ پلٹ کر جہنم مین گر پڑیگا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین ابو ہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس
کی راہ ہے ف یعنے اگر کوئی چیز اسمین گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ ع ف آمین ثم آمین

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول الناس يشفع في الجنة وانا اكثر الانبياء
تبعا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت
میں شفاعت کرونگا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے لوگ ہوں گے قیامت کے دن عن انس
بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اكثر الانبياء تبعا يوم القيمة وانا
اول من يقرع باب الجنة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہونگے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا
(یعنے کھلواؤنگا) عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول
شفيع في الجنة لم يصدق نبي من الانبياء ما صدقت وان من الانبياء نبيا ما يصدقه
من امته الا رجل واحد ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے
مجھکو مانا اور بعضا پیغمبر تو ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عن انس بن مالك
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتي باب الجنة يوم القيمة فاستفتح فيقول
الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت لا افتح لاحد قبلك ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤنگا
اور دروازہ کھلواؤنگا چوکیدار پوچھے گا تم کون ہو میں کہونگا محمد وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم
ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لكل نبي دعوة يدعو بها فاريد ان اختبئ دعوتي شفاعة لامتي يوم
القيمة ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا
ہوتی ہے (جسکو خداوند تعالے ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی
ہوتیں) تو میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کو لیے
ف یعنے دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے
لیے صرف کروں سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپ کو بیٹے
سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اوسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے سے

يدعو بها

بیٹا باپ سے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان
بچانے کی فکر ہوگی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ
نَبِیٍّ دَعْوَةً وَاَرَدْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ
ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی
ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا اوٹھا رکھون اور قیامت کے دن اپنی امت کی
شفاعت کرون عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لِکَعْبِ الْاَحْبَارِ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ
یَدْعُوْ بِهَا فَاَنَا اُرِیْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَقَالَ
کَعْبٌ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ نَعَمْ
ترجمہ ابوہریرہ رضی نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی
ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ مین اس دعا کو چھپا رکھون اپنی امت کے
لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ
نے کہا ہان عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ
مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو
ہر ایک نبی نے جلدی کی وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی مین) اور مین اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہون قیامت
کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ
وہ شرک پر نہ مرا ہو ف یعنے خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار رہو۔ نووی نے
کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جاوے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے
جہنم مین نہین رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہو چکے سراج الوہاج مین ہے
کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ
کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ
تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہین لیکن وہ مشرک ہین اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدین پر

جنہون نے اپنے عالمون اور مجتہدون کو خدا بنا رکھا ہے اور اُن لوگو نپر جو قبر وغیرہ کا کام کرتے ہین جو خاص
ہین اللہ ہی اور کاٹتے ہین جانورون کو سوا اللہ کے اور اونکے نام پر وہ سب مشرک ہین اور باوجود اسکے
امید رکھتے ہین نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنی بزرگون کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہی جو اللہ
کے ساتھ کسی قسم کا شرک نکرے نہ کھلا نہ چھپا اور جو شرک کرے اُسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم
مین رہیگا خواہ کوئی ہو کہین ہو لتے ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ یَدْعُوْ بِھَا فَیُسْتَجَابُ لَہٗ فَیُؤْتَاھَا وَاِنِّیْ اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
دیجاتی ہے اور مین نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ دَعَا
بِھَا فِیْ اُمَّتِہٖ فَاسْتُجِیْبَ لَہٗ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اَنْ اَدَّخِرَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہر پیغمبر کی ایک
دعا ہوتی ہے اوسکی امت کے حق مین اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد یہ ہے خدا چاہے تو مین
اپنی دعا کو اٹھا رکھون اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ
رضہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ دَعَاھَا لِاُمَّتِہٖ وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ
شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اُسنے مانگی اپنے امت کی لیے اور مین اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت
کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ قَدْ دَعَا بِھَا فِیْ اُمَّتِہٖ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے
جسکو اوسنے مانگا اپنی امت کی حق مین اور مین نے اپنی دعا کو اوٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت
کے لیے بَابُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِہٖ وَبُکَائِہٖ شَفَقَۃً عَلَیْھِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا اُنکے حال پر شفقت سے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

اَنْ اَخْتَبِئَ

بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالیٰ فی ابراہیم رب انہن اضللن کثیرا
من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم الآیۃ وقال عیسیٰ علیہ السلام
ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال اللہم
امتی امتی وبکی فقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد وربک اعلم فسئلہ ما
یبکیک فاتاہ جبریل علیہ السلام فسألہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال و
ہو اعلم وقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک
ولا نسوءک ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی جسمین حضرت ابراہیم کا قول ہے ای رب انہوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو سو جو
کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جسمیں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دیوے تو
تو مالک ہے حکمت والا پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا ای پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای جبرائیل تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور میں خوب جانتا ہوں لیکن تم جاکر انسے
پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرائیل آپکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپنے سب حال بیان کیا
جبرائیل نے اللہ تعالیٰ سے جاکر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای جبرائیل محمد کے پاس
جا اور کہہ ہم تمکو خوش کردینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے ف نووی نے کہا
اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت
اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے
اور وہ اور زیادہ ہوگئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اوسنے کیا کہ ہم تمکو راضی کردینگے تمہاری امت میں
اور ناراض نہیں کرینگے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں
یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھلجاوے اور معلوم ہو جاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالیٰ
آپکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی اللہ تعالیٰ تمکو دیگا پھر
تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اسلیے کہ رضامندی جب

بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالے بعضون کو معاف کریا اور بعضون کو جہنم مین لیجاتا تو آپ کو رنج رہتا اُن لوگونکا جہنم مین
جاتے تو فرمایا مین تمکو رنج نہین دونگا بلکہ سب لوگون کو تمہاری اُمت کی نجات دونگا **باب** بیان
اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَھُوَ فِی النَّارِ وَلَا تَنَالُہٗ شَفَاعَۃٌ وَلَا تَنْفَعُہٗ قَرَابَۃُ الْمُقَرَّبِیْنَ جو شخص کفر پر مرے
وہ جہنم مین جاویگا اور اُسکی شفاعت نہوگی اور بزرگون کی عزیزداری کچھ کام نہ آویگی **عَنْ** اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا
قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّا الرَّجُلُ دَعَاہُ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ ترجمہ
انس سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے آپنے فرمایا دوزخ مین جب وہ پیٹھ موڑکر چلا تو آپنے اُسکو
بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین **ف** اسلیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے
وہ جہنم مین جاویگا اوسکو کسی کا ناتا رشتہ کام نہ آوے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ
جو نبوت سے پہلے مرے ہین اور وہ بتون کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہین اور اُس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
دعوت سے پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ انکو اور پیغمبرون کی دعوت پہونچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی اور یہ جو آپنے اُس شخص کو بلاکر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم مین ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اُس شخص
کا رنج گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کرلے کہ خدا کے یہان سب برابر ہین جو قاعدہ اُس نے ٹھہرا دیا اُسکا خلاف
نہین ہو سکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رح نے کئی
حدیثون سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والد
کے حق مین قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے
اور ان حدیثون کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا
فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا
اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ
النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا فَاطِمُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ یَا فَاطِمَۃُ
لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جب آیت
اُتری ڈراؤ اپنے کُنبے والون کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگون کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے
آپنے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے اے مرہ بن

کعب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای عبد شمس کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای عبد مناف کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای ہاشم کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای عبد المطلب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای فاطمہ چھوڑا اپنے تئین جہنم سے اسلیے کہ مین خدا کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا (یعنے اگر وہ تمکو عذاب کرنا چاہے تو مین بچا نہین سکتا) البتہ تم مجھسے ناتا رکھتے ہو اسکو مین جوڑتا رہون گا یعنی دنیا مین تمہارے ساتھ احسان کرتا رہون گا عن عائشۃ قالت لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصفا فقال یا فاطمۃ بنت محمد یا صفیۃ بنت عبد المطلب یا بنی عبد المطلب لا املک لکم من اللہ شیئا سلونی من مالی ما شئتم ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبے والون کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور اے عبد المطلب کے بیٹو مین خدا کے سامنے تمکو بچا نہین سکتا البتہ میرے مال مین سے تم جو جی چاہے مانگ لو عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزل علیہ وانذر عشیرتک الاقربین یا معشر قریش اشتروا انفسکم من اللہ لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا بنی عبد المطلب لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اغنی عنک من اللہ شیئا یا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت لا اغنی عنک من اللہ شیئا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والون کو تو آپنے فرمایا ای قریش کے لوگو تم اپنی جانون کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) مین اللہ کے سامنے تمہاری کچھ کام نہین آسکتا ای عبد المطلب کے بیٹو مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای عباس عبد المطلب کے بیٹے مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای صفیہ پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای فاطمہ محمد کی بیٹی تو میرے مال مین سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے مین تیرے کچھ کام نہین آسکتا عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ہذا ترجمہ ابوہریرہ رض سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عن قبیصۃ بن المخارق وزہیر بن عمرو قالا لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین قال انطلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی رضمۃ من جبل فعلی اعلاہا حجرا ثم نادی

يا بني عبد مناف اني نذير انما مثلي ومثلكم كمثل رجل رأى العدو فانطلق يربأ اهله
فخشي ان يسبقوه فجعل يهتف يا صباحاه ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچی پتھر پر کھڑے ہو کر پکار کر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو مین ڈرانے
والا ہون میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو اور ڈرا کہین دشمن اس سے پہلے نہ پہونچ جاوے تو لگا پکارنے یا صباحاہ ف یا صباحاہ ایک
کلمہ ہے جسکو عرب لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہین اور اکثر عرب مین لوٹ مار صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے تو اس کلمہ کو کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جاوین اور اپنا بچاؤ کر لین عن
زهير بن عمرو وقبيصة بن مخارق عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ترجمہ دوسری روایت
بھی ایسی ہی ہے عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الاية وانذر عشيرتك الاقربين
ورهطك منهم المخلصين خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صعد الصفا فهتف
يا صباحاه فقالوا من هذا الذي يهتف قالوا محمد فاجتمعوا اليه فقال يا بني فلان يا
بني فلان يا بني فلان يا بني عبد مناف يا بني عبد المطلب فاجتمعوا اليه فقال ارأيتكم لو اخبرتكم
ان خيلا تخرج بسفح هذا الجبل اكنتم مصدقي قالوا ما جربنا عليك كذبا قال فاني
نذير لكم بين يدي عذاب شديد قال فقال ابو لهب تبا لك اما جمعتنا الا لهذا
ثم قام فنزلت هذه السورة تبت يدا ابي لهب وقد تب كذا قرأ الاعمش الى اخر السورة
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ والوں کو اور اپنی قوم کے مخلص
(سچے) لوگوں کو ف نووی نے کہا اب قرآن مین صرف اسی قدر ہے وانذر عشیرتک الاقربین
یعنی ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہین ہے ورهطك منهم المخلصين شاید اسکی
تلاوت منسوخ ہو گئی ف تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یہانتک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے انہوں نے کہا محمد ہین پھر سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلانے کے بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر مین تم سے کہون کہ اس پہاڑ کے تلے سوار ہین تو تم میری بات مانو گے

انہون نے کہا ہمنے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہین پائی آپنے فرمایا تو پھر مین تمکو ڈراتا ہون سخت عذاب سے ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سبکو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اسوقت یہ سورت اتری تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ یعنے ہلاک ہون دونون ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا اور اعمش نے اس سورت کو یون ہی پڑھا اخیر تک یعنے قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت تب ہی بغیر قد کے عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُولَ الْآيَةِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ترجمہ اعمش سے اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ صفا پہاڑ پر چڑھے ایک روز اور فرمایا یاصباحاہ اسطرح بیان کیا جیسے ابواسامہ کی روایت اوپر گذری اور ذکر نہین کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنیکا

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپنے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ تو آپکی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنے جو کوئی آپکو ستاتا اسپر غصے ہوتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان وہ جہنم کے اوپر کے درجے مین ہین اور اگر مین نہ ہوتا (یعنے مین انکے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجے مین ہوتے (جہان عذاب بہت سخت ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کافرون کو بھی فائدہ پہونچا گو وہ اسی قدر ہو کہ انکا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص نے خواب مین ابولہب کو دیکھا اسنے کہا مین سخت عذاب مین گرفتار ہون پر پیر کے دن کچھ عذاب ہلکا ہو جاتا ہے اسوجہ سے کہ مین نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کی خوشی مین اس روز ثویبہ کو آزاد کیا تھا سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی خاطر کسقدر اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافرون کا عذاب بھی ہلکا ہو جاتا ہے ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور انکا احسان آپ پر بہت تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ

النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلَى ضَحْضَاحٍ ترجمہ عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے مین نے سنا عباس سے وہ کہتے تھے مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے اور آپکے لیے لوگون پر غصہ کرتے تھے تو ان کو کچھ فایدہ ہوا ان باتون سے آپنے فرمایا ہان مین نے اُن کو سخت انگارے مین پایا تو مین نکال لایا انکو ہلکی آگ مین عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِي عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپکے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی آگ مین رکھے جاوین جو انکے ٹخنون تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اُس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت ہوگی) عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اُسکو ہوگا جسکو دو جوتیان آگ کی پہنائی جاوینگے پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَّهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ ابن عباس رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب کو ہوگا وہ دو جوتیان پہنے ہونگے ایسی جنسے انکا بھیجا پکیگا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَّخْطُبُ وَيَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُّوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انھون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہین سب سے کم درجے کا عذاب قیامت کے دن اسکو ہوگا جسکے بیچ تلوون مین دو انگارے رکھ دیے جاوینگے اور بھیجا پکیگا ان کی وجہ سے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

منہا

مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا ترجمہ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اوسکو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمہ انگار کی پہنے ہوگا اوسکا
بھیجا اسطرح پکتا ہوگا جیسے ہانڈی بھد بھد پکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ
اُسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهٗ عَمَلٌ جو شخص کفر کی
حالت میں مرے اوسکو کوئی عمل کام نہیں آویگا عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَالِكَ نَافِعُهٗ قَالَ لَا يَنْفَعُهٗ اِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ جدعان کا بیٹا جاہلیت کے
زمانے میں ناتے کو جوڑتا تھا (یعنے ناتے والوں سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام
اُسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپنے فرمایا کچھ فائدہ نہ دیں گے اوسنے کبھی یوں نہ کہا اے مالک میرے بخش دے
میری خطا قیامت کے دن ف یعنے اوسکو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لاوے
وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل فائدہ نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو اُنکے نیک اعمال
فائدہ نہ دیں گے اور اُنکو کسی قسم کا اجر نہیں ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ بعضے کافروں
پر دوسرے کافروں کی نسبت اونکے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا تمام ہوا کلام قاضی کا امام
حافظ فقیہ ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث و النشور میں بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے بیہقی نے کہا یہ بات ممکن ہے
کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اس کافر کی نیکیوں میں جو کفر پر مرے
مراد انسے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اسکا عذاب ان نیکیوں کی وجہ سے ہلکا ہو سکتا
ہے اگر وہ یہ نیکیاں نہ کرتا تو اسکا عذاب اوسکی خطاؤں پر سخت ہوتا علماء نے کہا ہے کہ جدعان کا بیٹا لوگوں
کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جسپر سیڑھی سے چڑھتے تھے اور وہ
بنی تیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہؓ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسوں میں سے تھا اسکا نام
عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا (نووی) باب مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ
باب بیان میں مومنین کے ساتھ دوستی رکھنے میں اور جو مومن نہ ہوں انسے دوستی قطع کرنا اور انسے جدا رہنا ٭
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ اٰلَ اَبِيْ
يَعْنِيْ فُلَانًا لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ عمرو بن عاص سے روایت ہے میں نے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہین فلان کی اولاد میری عزیز نہین بلکہ میرا
مالک اللہ ہی اور میرے عزیز وہ مومن ہین جو نیک ہون **ف** راوی نے اس شخص کا نام نہین لیا خوف کی وجہ
سے اپنے تئین یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے
عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہین جو نیک ہون اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہو وہ میرا عزیز
نہین اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے بعضون نے کہا مراد فلان سے حکم بن
ابی العاص ہے اور یہ آپنے کھلم کھلا فرمایا چپکے سے نہین اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعدائے دین سے کھلے
طور سے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگون سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ڈر نہو (نووی)

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى دُخُوْلِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ مسلمانونکا ایک گروہ بغیر حساب اور کتاب کے جاویگا جنت مین

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ اللّٰہَ لِیْ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت
مین جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے مجھکو ان لوگون مین کرے آپنے دعا کی یا اللہ
اسکو ان لوگون مین سے کردے پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدا مجھکو ان لوگون مین سے
کرے آپنے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا **ف** یعنے اس نے دعا کی درخواست کی تجھ سے پہلے اور دیر
سے کردی اب ہر شخص کو یہہ مرتبہ حاصل نہین ہو سکتا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ
کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضون نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
گول گول جواب دے دیا اور یہہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان مین سے نہین ہی اور بعضون نے
کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ میری دعا عکاشہ کے باب مین قبول ہوگی اور دوسرے شخص کے باب مین
قبول ہونے والی نہین اس لیے آپنے دوسرے کے لیے دعا نہین کی اور خطیب بغدادی نے لکھا کہ یہہ دوسرا شخص
سعد بن عبادہ تھا (انصار کا رئیس) اگر یہہ بات صحیح ہو تو انکا منافق قرار دینا غلط ہوگا لیکن اخیر قول ظاہر ہے
اور اسیکو علما نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث مین امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہی اور اللہ جل جلالہ
کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر صحیح مسلم کی ایک روایت مین یون ہی کہ ان ستر ہزار آدمیونکا مین ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جاوینگے
چار عرب اور نوے کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمکو بھی ان لوگوں میں کرے (نووی مع زیادہ)
عن ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بمثل حدیث الربیع
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رض سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری عن ابی ہریرۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ من امتی زمرۃ ہم سبعون الفا تضیئ
وجوہہم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر قال ابوہریرۃ فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی یرفع
نمرۃ علیہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہم اجعلہ منہم ثم قام رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بہا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے میں نے سنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جاویگی جنکے مونہہ
چودھوین رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہ رض نے کہا یہ سنکر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھاتا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کرے پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا فرمایئے اللہ مجھکو
ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ کر چکا عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا زمرۃ واحدۃ
منہم علی صورۃ القمر ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے
ستر ہزار آدمی جنت میں جاوینگے ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کیطرح چمکتی ہوگی عن عمران
قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب
قالوا من ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربہم یتوکلون فقام
عکاشۃ فقال ادع اللہ یا نبی اللہ ان یجعلنی منہم قال انت منہم قال فقام رجل فقال یا نبی اللہ ادع
اللہ ان یجعلنی منہم قال سبقک بہا عکاشۃ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے فقط اپنے بیمار

مین دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہین کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار مین ہے
دوا اور علاج بغیر اسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہین دیتا پس سارا بھروسا انکا خدا پر ہوتا ہے - نووی نے کہا
علماء نے اس حدیث کے مطلب مین اختلاف کیا امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا بعضی لوگون نے اس حدیث سے
استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی مخالفت پر حالانکہ اکثر علماء اسکے خلاف مین ہین اور دلیل انکی وہ حدیثین
ہین جنمین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤن اور غذاؤن کے فائدے بیان کیے ہین جیسے
کلونجی اور قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری مین دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا
کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ بعضے صحابہ نے سورۂ
فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اسپر اجر لیا تھا جب یہ سب حدیثین ثابت ہین تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دوا اُن
کو بالطبع مفید جانتے ہین اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہین ہین وہ جنت مین نہ جاوین گے قاضی
عیاض نے کہا اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے ہین حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی فضیلت بیان کی ہے جو جنت مین بغیر حساب اور کتاب کے جاوین گے اور انکے
منہ چاند کیطرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگون نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص
نہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانونکا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنی دوا کو بالطبع
اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابو سلیمان
خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہین اور اسکی قضا اور حکم پر
راضی ہین انھون نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے . اسیطرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث
بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے مین اور منتر کرنے مین اور قسم کے علاج کرنے مین
کوئی فرق نہین اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت مین یہ کام
نہین کرتے اسلیے کہ مکروہ ہے حالت صحت مین تعویذ اور منتر لیکن بیماری کیحالت مین تو درست ہے اور بعضون
نے کہا کہ حدیث سے یہی دو قسم کے علاج مقصود ہین یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہین
ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس
سبب پر یقین ہے جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہین بگاڑتا اسی لیے انہون علاج کرنا نہین
چھوڑا اور روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچون کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا مگر یہ سب سبب ہے کہ اسکا بھروسا

خدا پر ہو نہ اپنی دوا اور علاج اور کمائی پر اور داغ دینے مین اور دوسرے قسم کے علاج مین فرق بیان
کرنہ بہت طول چاہتا ہے اور حضرت نے دونونکو جایز رکھا ہے اور دونونکی تعریف کی ہے لیکن ایک
نکتہ مین بیان کرتا ہون جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنی بھی دوا کی اور دوسرونکی بھی دوا کی اور داغ آپنے نہین دیا
البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح مین ممانعت آئی ہے داغ دینے سے اور آپنے فرمایا کہ مجھے
داغ دینا اچھا نہین لگتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور ظاہر وہی معنے ہین جو خطابی نے اختیار کیا
اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگونکا اعتقاد خدا پر قوی ہوگا اور وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہون گے
تو جو آفت اونپر آوے اسکے دفع کے لیے دنیاوی اسبابکی طرف انہون نے توجہ نہین کی اور بیشک
یہ درجہ بہت افضل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علاج کیا ہے وہ اسواسطے کہ علاج کا جائز ہونا
لوگون کو معلوم ہو جاوے انتہی ما قال النووی **ف** اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہین **ف** نووی
نے کہا سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت مین اختلاف کیا ہے امام ابو جعفر طبری نے ایک جماعت سلف سے
نقل کیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کا ڈر نہ رہے نہ درندے نہ دشمن کا اور روٹی کمانے
مین کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ تعالے ضامن ہے رزق کا اور دلیل ان لوگون کی حدیثین
ہین اور ایک جماعت نے کہا توکل یہ ہے کہ انسان خدا تعالے پر بھروسا رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ
اسکا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روٹی کمانے مین اور دشمن سے بچنے مین جیسے پیغمبرون نے کیا ہے
قاضی عیاض نے کہا طبری اور اکثر فقہا نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیون نے پہلے
قول کو اختیار کیا ہے لیکن محققین صوفیہ اکثر فقہا کے موافق ہین پر وہ یہ کہتے ہین کہ توکل صحیح نہین
ہوتا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال رہے یا ان اسباب پر دلکو اطمینان ہو البتہ اسباب کا کرنا اللہ
تعالے کا بتلایا ہوا طریقہ ہے اور اسمین اسکی حکمت ہے مگر یہ ضرور ہے کہ بھروسا اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا
یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر پہنچتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کیطرف سے
ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا استاذ ابو القاسم قشیری نے کہا کہ توکل کیجگہ دل ہے اور ظاہر کی
حرکت دلکے توکل کے خلاف نہین بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے
سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت پر راضی ہو جاوے اور جو اسکا ارادہ
ہو اسپر چھوڑ دیوے ابو عثمان جیری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کو کافی سمجھے اور اسپر بھروسا رکھے بعضون نے

کہا توکل یہ ہے کہ کم اور بیش سبکو برابر سمجھے واللہ اعلم ف اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا یارسول اللہ دعا فرمایے خدا مجکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو اُن مین سے ہے پھر ایک
اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھہ سے پہلی
عکاشہ کہہ چکا عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ
وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے کہا
یارسول اللہ وہ کون لوگ ہون گے آپنے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ لَا يَدْرِيْ اَبُوْ حَازِمٍ اَيُّهُمَا قَالَ
مُتَمَاسِكِيْنَ اٰخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ
الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت
مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ
مین ہوگا صف باندھی ہوئے تا ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جنت کا
دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی انمین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک اخیر کا شخص نہ گھسے اور
انکے مونہہ چودھوین رات کے چاند کیطرح ہونگے عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ
جُبَيْرٍ فَقَالَ اَيُّكُمْ رَاَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ قُلْتُ اَنَا ثُمَّ قُلْتُ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ فِيْ صَلٰوةٍ
وَلٰكِنِّيْ لُدِغْتُ فَقَالَ فَمَاذَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ حَدِيْثٌ
حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ قَالَ وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِيُّ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْاَسْلَمِيِّ
اَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ فَقَالَ قَدْ اَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى اِلٰى مَا سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا
ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ
وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ اِذْ رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ

أنتهم من أمتي فقيل لي هذا موسى وقومه ولكن انظر إلى الأفق فنظرت فإذا سواد عظيم فقيل لي
انظر إلى الأفق الآخر فنظرت فإذا سواد عظيم فقيل لي هذه أمتك ومعهم سبعون ألفا يدخلون الجنة بغير
حساب ولا عذاب ثم نهض فدخل منزله فخاض الناس في أولئك الذين يدخلون الجنة بغير حساب
ولا عذاب فقال بعضهم فلعلهم الذين صحبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال بعضهم فلعلهم
الذين ولدوا في الإسلام ولم يشركوا بالله وذكروا أشياء فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال ما الذي تخوضون فيه فأخبروه فقال هم الذين لا يرقون ولا يسترقون ولا
يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون فقام عكاشة بن محصن فقال ادع الله أن يجعلني منهم فقال
أنت منهم ثم قام رجل آخر فقال ادع الله أن يجعلني منهم فقال سبقك بها عكاشة

ترجمہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کسنے
اس تارے کو دیکھا کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اگر
یہ غرض ہے کہ کوئی مجھکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تھا تھیں سو نہ سکا اور تارا
ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے
کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی میں
نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا
مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنی بدنظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے
لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اسپر عمل کیا تو اچھا کیا ف خطابی نے کہا بریدہ کی
روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنیوالا نظر اور ڈنگ کے منتر سے نہیں
ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور
دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا مباح
ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس لیے احتمال ہے کہ
شاید اسمیں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے (اب خدا کی تقدیر سے
ہو جو جاہلیت کی طرز پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ... پر راضی ہو جاوے اور جو اسکا ارادہ
تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) ف لیکن ہم سے تو عبداللہ ... کو کافی سمجھے اور اسپر بھروسا رکھے بعض ...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبرون کی امتین لائی گئین بعضا پیغمبر
ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے
ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے مین ایک بڑی امت آئی مین سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگون نے کہا یہ موسیٰ
ہین اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو مین نے دیکھا تو ایک بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے
کہا گیا اب دوسرے کنارے کیطرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھ سے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے
اور ان لوگون مین ستر ہزار آدمی ایسے ہین جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین جاوینگے بعضون نے کہا
شاید یہ وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے بعضون نے کہا نہین شاید یہ لوگ ہین
جو اسلام کی حالت مین پیدا ہوئے ہین اور انہون نے اللہ کے ساتھ شریک نہین کیا بعضون نے کچھا
کچھ اور کہا تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو نہ منتر کرتے ہین نہ منتر کرلتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین اور
اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے
دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپ نے فرمایا تو ان لوگون مین سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجھکو بھی ان لوگون مین کرے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا عن ابن
عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی الامم ثم ذکر باقی الحدیث نحو حدیث
هشیم ولم یذکر اول حدیثه ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن
اسمین وہ شروع حدیث کا نہین جو پہلی روایت مین ہے (یعنے سعید اور حصین کی گفتگو)

باب بیان کون هذه الامة نصف اهل الجنة اس امت مین سے جنت کے آدھے

لوگ ہونگے عن عبد اللہ قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضون ان تکونوا
ربع اهل الجنة قال فکبرنا ثم قال اما ترضون ان تکونوا ثلث اهل الجنة قال فکبرنا ثم
قال انی لارجو ان تکونوا شطر اهل الجنة وساخبرکم عن ذلک ما المسلمون فی الکفار الا
کشعرة بیضاء فی ثور اسود او کشعرة سوداء فی ثور ابیض ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہو کہ جنتیون کی چوتھائی تم مین سے ہونگے
ہم نے اللہ اکبر کہا پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہوتے کہ تہائی جنتیون کے
آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیون مین آدھے تم لوگ ہوگے اور اسکی وجہ یہ ہے

ابن عباس عن النبی صلی ... والذی نفسی بیدہ ... الجنة

جو مین بیان کرتا ہون مسلمان کافرون مین ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل مین ہو یا ایک سیاہ
بال سفید بیل مین ہو **ف** یعنے دنیا مین ہر ایک زمانے مین کافرون کی تعداد بڑھی رہے اسوجہ سے
جنتی لوگ بہت کم ہون گے اور اس امت کے لوگ جنتیون سے آدہی تعداد کو گھیرین گے اگر جنتی بہت ہوئے
تو البتہ ان کے آدہے کو کہ اس امت مین سے ہونا قیاس سے بعید تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا
نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ
اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَالِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ
الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے مین
جسمین قریب چالیس آدمیون کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیون کے چوتھائی تم
لوگ ہو ہم نے کہا ہان پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیون کی ایک تہائی تم ہو ہمنے کہا ہان آپ
نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم مین سے آدہے جنتی ہونگے اور یہ اس لیے کہ
جنت مین وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکون کے اندر ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل
کی کھال مین ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال مین ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اَدَمٍ فَقَالَ اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
اَتُحِبُّوْنَ اَنَّكُمْ رُبُعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ
السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
خطبہ پڑہا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرے پر اور فرمایا خبردار
ہو جاؤ نہ جاویگا کوئی جنت مین مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ مین نے تیرا پیام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم
چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم مین سے ہون ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو
کہ جنت کی تہائی لوگ تم مین سے ہون سب نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیون کی نصف
ہو گے **ف** آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگو

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ اُنکی عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی کو دینے سے یہ نکلتا ہے کہ دینے والے کو اسکا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کرین اور اسکا شکر ادا کرین اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی مین سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہونگے اور دوسری حدیث مین یون ہے کہ جنتیون کے ایک سو بیس صفین ہونگی اُنمین سے اسّی صفین اِس امت کی لوگون کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی مین سے ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالے نے اپنی عنایت سے اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپکی امت مین سے کیے (نووی) ف تم مخالف لوگون مین ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل مین یا سفید بال سیاہ بیل مین عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ قَالَ یَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ قَالَ فَذَاكَ حِیْنَ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُكَارٰی وَمَا هُمْ بِسُكَارٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفٌ وَّمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰہَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰہَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِی الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَیْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِیْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے فرماویگا اے آدم وہ کہینگے حاضر ہون تیری خدمت مین تیری اطاعت مین اور سب بھلائی تیرے ہاتھ مین ہے حکم ہوگا کہ دوزخیون کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیون کی کیسی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیون مین سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت مین جاویگا) آپنے فرمایا یہی تو وہ وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اس دن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈالدیگی اور تو دیکھے گا لوگون کو جیسے نشہ مین مست ہین اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب سخت ہوگا ف علمار نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتین کسوقت ہونگی بعضون نے کہا قیامت قائم ہونے

فذاك
ذلك
فقال رسول الله صلى الله عليه

وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت مین بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے
کہ اسوقت ایسا ہول اور ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہان حاملہ ہو تو اسکا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے بچون کے
بوڑہے ہونے سے (نووی) ف صحابہ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا
رسول اللہ دیکھیے وہ ہزار مین سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم مین سے کون نکلتا ہے آپنے فرمایا تم خوش
ہو جاؤ یاجوج ماجوج کے کافر اسقدر ہین کہ اگر اونکا حساب کرو تو تم مین سے ایک آدمی اور اُن مین سے
ہزار آدمی پڑین ف وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے
ہین اور ضحاک نے کہا وہ ترکون کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہین لیکن حوّا کے پیٹ
سے نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا انکا نطفہ مٹی مین ملگیا تو اللہ تعالے نے اس مٹی سے
یاجوج ماجوج کو پیدا کیا واللہ اعلم (نووی) ف پھر آپنے فرمایا قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھکو
امید ہے کہ جنت کی ایک چوتھائی آدمی تم مین سے ہونگے اسپر ہمنے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ
نے فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھکو امید ہے کہ ایک تہائی آدمی جنت کی تم مین سے ہونگے
ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کی آدہے آدمی تم مین سے ہونگے
تمہاری مثال اور امتون کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین یا ایک نشان
گدہے کے پاؤن مین عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمَا قَالَا مَا اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ اِلَّا
كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ وَلَمْ يَذْكُرَا اَوْ كَالرَّقْمَةِ
فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ ترجمہ دوسری روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ تم اسدن اور لوگون کے
سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل مین یا سیاہ بال سفید بیل مین اور گدہے کے پاؤن کے نشان کا ذکر نہین کیا ط

تمت

۱۳۰۲

تمام ہوئی کتاب الایمان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی اللہ کی عنایت سے پھر وسا کر کے ۸ ربیع الاول

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

کتاب طہارت کے بیان مین ف ہر چند ایمان کے بعد سب
عبادات مین نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہی اسلیے پہلے طہارت کو بیان کیا بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ
وضو کی فضیلت کا بیان عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الطُّهُورُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَایِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا ترجمہ ابو مالک اشعری سے (جنکا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے ف یعنے اسکا ثواب اسقدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضون نے کہا ایمان اُن سب گناہون کو جو ایمان سے پہلے ہوئی میٹ دیتا ہے اسیطرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہوا تو آدھے ایمان کے برابر ہوا اور بعضون نے کہا ایمان سے اسحدیث مین نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنے اللہ تمہارے نماز کو بیکار نہین کریگا اور طہارت شرط ہے نماز کی اسلیے آدھی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر مین یہ ضرور نہین کہ برابر آدھی ہو آدھا ہو اور یہ قول سب قولون مین اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو چیزین ہین ایک دلسے یقین کرنا دوسری ظاہر مین اطاعت کرنا اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہو اسلیے طہارت شطر ایمان ٹھیری واللہ اعلم (نووی) ف اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو (یعنے اسقدر اسکا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اوسکے اجر سے بھر جاویگا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دیگی آسمانون اور زمین کے بیچ کی جگہہ کو (اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوے) اور نماز نور ہے ف یعنے روکتی ہے گناہون سے اور باز رکھتی ہے برائیون سے اور لیجاتی ہے ثواب اور نیکی کیطرف جیسے نور سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہو کہ نمازی کو قیامت کے دن نور ملیگا نماز کے ثواب مین اور بعضون نے کہا نماز نور ہے اسوجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالے کیطرف اور خود اللہ تعالے نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضون نے کہا نماز پڑھنے والے کے چہرے پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا مین بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی) ف اور صدقہ دلیل ہے ف یعنے صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن اسلیے کہ منافق صدقہ نہین دیتا اور نہ صدقے مین کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ف اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور
صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص ہمیشہ صابر رہے وہ
ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے ٹھہر رہنا کتاب اللہ اور حدیث
رسول اللہ پر ابن عطار نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ استاد
ابوعلی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالے نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے
لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ایوب علیہ السلام
کو اللہ تعالے نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) ف اور قرآن
تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنے اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھاوے
تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا)
صبح کو اٹھتا ہے پھر یا اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کر کے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام
کر کے) اپنے تئیں تباہ کرتا ہے باب وجوب الطھارۃ للصلوۃ نماز کے لیے طہارت کا
ضرور ہونا ۞ عن مصعب بن سعد قال دخل عبد اللہ بن عمر علی ابن عامر یعودہ وھو
مریض فقال الا تدعو اللہ لی یا ابن عمر قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا تقبل صلوۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول وکنت علی البصرۃ ۔ ترجمہ
مصعب بن سعد سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر ؓ ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے انکے پوچھنے کو
ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے سنا ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے ف نووی نے کہا
یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط
ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے
لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور
علماء نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ ہر ایک نماز کے
لیے وضو فرض ہے یا اسی حالت میں جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علماء اس طرف گئے ہیں کہ ہر
ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ حدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالی کا اذا قمتم الی الصلوۃ

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھو منہ اور ہاتھ اور آہین قید حدث کی نہین ہو اور ایک
جماعت کا قول یہہ ہی کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضون نے کہا کہ یہ حکم استحبابا
ہے نہ وجوبا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو
کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور انمین کوئی اختلاف نہین رہا
اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اوٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین تمام ہوا کلام
قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اسمین کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا
وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھین اور بعضون
نے کہا دونو امرون سے واجب ہوتا ہی اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت
نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور
نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کی نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول
ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے
کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہی اور اجماع کیا ہے علما نے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدا بے
وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے
منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اسلیے کہ اُس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہین ہوتا
مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہے کہ اُس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلا نہ پانی ملے
نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کیطرف علما گئے ہین سب مین زیادہ صحیح یہ
قول ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ
ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اسوقت قضا پڑھ لیوے تیسرا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے
لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا
ہے اور یہہ سب قولون مین قوی ہے از روئے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت
ہے آپنے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے
کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (نووی) مع زیادۃ ف اور نہین قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت
مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو ف اسوجہ سے غنیمت کے مال مین

سے خبردار تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالے اور بندون کے حقوق تم پر ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے
دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی
کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقون کے لیے مفید ہے جیسے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کافرون اور گنہگارون کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہدایت
کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ
اَخِيْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ
اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہین انھون
نے کہا یہہ وہ حدیثین ہین جو ابو ہریرہ نے ہمسے بیان کین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثون
کو انمین ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نہین قبول
کرتا تم مین سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہانتک کہ وضو کرے بَابُ صِفَةِ الْوُضُوْءِ
وَكَمَالِهٖ وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ
بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ
وَجْهَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى
مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ
الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا
ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُوْلُوْنَ هٰذَا الْوُضُوْءُ اَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّاُ بِهٖ اَحَدٌ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ حمران سے
روایت ہے (جو مولا غلام آزاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے) انہون نے کہا حضرت عثمان نے وضو
کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے تو پہونچون کو تین بار دھویا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو مین
پہونچون کا تین بار دھونا سنت ہے اور اسپر اتفاق ہے علماء کا نووی) ت چھرگی کی ف نووی نے
کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ مین لیوے پھر اوسکو پھراوے بعد اوسکے تھوک دیوے اور اونے درجہ اسکا یہ ہے

کہ پانی کو صرف منہ میں لیوے پھرا دے نہین لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہین ہے
اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسے
سر کے مسح مین اختلاف ہے بعضون کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضون کے نزدیک
اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضرور نہین مثل اور اعضا کے ان تک پانی پہونچانا کافی
ہے **ف** اور ناک مین پانی ڈالا **ف** حدیث مین استنثر کا لفظ ہے اکثر اہل لغت نے اور فقہا
اور محدثین نے استنثار کے معنی ناک چھنکنے کے کیے ہین یعنے پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور
ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک مین پانی ڈالنے کے معنی کیے ہین اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری
روایت اسکے موید ہے اسمین یہ ہے پہلے استنشاق کیا یعنے ناک مین پانی ڈالا پھر استنثار کیا
یعنے ناک سنکی فرا سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہین ناک کے ہلانے کو طہارت مین اور استنشاق
کہتے ہین پانی پہونچانے کو ناک کے اندر اور اوپر کھینچنے کو پانی کی سانس کے زور سے اور مستحب ہے کہ کلی اور
ناک مین پانی ڈالنے مین مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط کی روایت
مین ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے ہو جب پانی ناک اور مونہہ مین پہونچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق
ادا ہو گیا اور افضل کیونکر ہے اسمین پانچ قول ہین پہلا یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین سے
کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک
مین پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے
اور ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے
تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک مین پانی ڈالے پانچوان یہ کہ چھہ چلو لیوے پہلے تین چلوون سے کلی کرے پھر تین چلوون سے ناک مین
پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور
مسلم (نووی) **ف** پھر تین بار مونہہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بایان ہاتھ دھویا
تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤن دھویا ٹخنون تک تین بار پھر بایان پاؤن دھویا تین بار
ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو مین اور اجماع کیا ہے مسلمانون نے کہ

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہی اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہی کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور ایک بار کافی ہے اور اسی پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی صحابی سی تو یہ محمول ہی اس اوپر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور اختلاف کیا ہی علما نے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علما کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہی اور ایک بار سی زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہی حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اونھون نے سر کو اور اعضا پر اور جن حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہی انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کو واسطے ہے اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے منہ اور دونو ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤن کے مسح کو واجب کیا ہی اور یہ انکی خطا ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہین پاؤن کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کیا ہے اسنے پاؤن کا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اوسکے مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور شافعی کا ہے کہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سی حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ اور ربیعہ اور یحیے بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور غسل صحیح نہین ہوتے بغیر اونکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہی عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون غسل مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں
سنت ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے
احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے
اور ملنا ضرور نہیں اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں
اور کہنیوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علما نے کہ
ٹخنوں سے مراد وہ دو اونچی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں
دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور ٹخنہ وہ
ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے یہ صحیح نہیں
اور خلاف ہو لغت کے اور احادیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور
دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور
سب اماموں کے اختلاف کو اور انکے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں پر مقصد یہی تھا کہ حدیث سے
متعلق امورات کو بیان کروں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا
دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہوگا
اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر یعنی کہنی کے اسطرف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو
کہنی سے اوپر لگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی
ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو وضو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی)
ف بعد اسکے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسیطرح جیسے میں نے
اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو اور پیچھیں
انکے اور کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے ف نووی نے
کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو
رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ
دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جنمیں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث
ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں

کو واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین
تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسی پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سے تو یہ محمول ہے اس اوپر کہ بعضوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے سر کے مسح میں تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علما کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
میں ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اوضون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثوں میں ایک بار مسح منقول ہے انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے منہ اور دونو
ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤنکے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ انکی خطا
ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہیں پاؤں کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے اسنے پاؤنکا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اوسکے مقدار میں امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہیں اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چار مذہب ہیں ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ یہ دونو سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہیں اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں وضو اور غسل دونوں میں اور وضو اور
غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر انکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل
میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں
سنت ہے اور یہی قول ہے ابوثور اور ابوعبید اور داؤد ظاہری اور ابوبکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے
احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے
اور ملنا ضرور نہیں اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں
اور کہنیوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علما نے کہ
ٹخنوں سے مراد وہ دو اونچی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں
دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور ٹخنہ وہ
ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں
اور خلاف ہے لغت کے اور احادیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور
دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور
سب مذہبوں کے اختلاف کو اور انکے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے
متعلق امورات کو بیان کروں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے ہاتھ دو ہوں تو دونوں کا
دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہوگا
اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر ہو یعنے کہنی کے اسطرف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو
کہنی سے اوپر لگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی
ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی)
ث ابیداؤ سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسطرح جیسے میں نے
اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہوکر بیچ میں
انکے اور کسی خیال میں غرق نہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے ف نووی نے
کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو
رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ
دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنے ان وقتوں میں بھی جنمیں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث
ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں

اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل
ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا بیچ میں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں
میں نہ پہنچے جو نماز سے علاقہ نہیں رکھتی اگر کسی قسم کا خیال دلمیں گذرے اور اسیوقت اسکو
ٹالدے اسمیں غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی کیونکہ اسمیں
اسکا اختیار نہیں دوسری یہ کہ اللہ تعالے نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دلمیں گذریں اور
جمیں نہیں معاف کر دیے ہیں اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان میں گذر چکا ف ابن شہاب
نے کہا ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے
ف یعنے یہ کامل وضو ہے اب اس سے بڑھانا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جب ایک
بار میں سارا عضو دھل جاوے اگر دو بار میں سارا عضو دھلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاویگا اگر کسی کو
شک ہو گیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھولیوے یہی ٹھیک ہے اور
جو میں نے کہا کہ تین بار سمجھے اسلیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعضوں نے
اس حدیث سے دلیل لائی ہے کہنیوں اور ٹخنوں سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے
نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اسکی کراہت نہیں نکلتی (نووی) عَنْ حُمْرَانَ
مَوْلَی عُثْمَانَ اَنَّهُ رَاٰی عُثْمَانَ دَعَا بِاِنَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰی کَفَّیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ یَمِیْنَهُ
فِی الْاِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَیَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ
مَسَحَ بِرَاْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضکے انہوں نے دیکھا
حضرت عثمان کو انہوں نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا انکو دھویا
پھر داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالدیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں
ہاتھوں کو دھویا کہنیوں تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر بعد اسکے دو رکعتیں پڑھے
اور دل اور خیال اپنا بیچ لگاوے تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ف نووی نے کہا حدیث

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل اس میں حدیث سے کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح ہے اُن پانچوں طرحوں میں سے جنکو ہمنے اوپر بیان کیا اسیطرح یہ دلیل ہے کرتے ہیں کہ دونوں ہاتھ پہونچوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھوں کی نجاست کا گمان ہو اور ہمارا مذہب یہی ہے لیکن باب فضل الوضوء والصلوٰۃ عقبہ وضو کی اور اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت عن حُمران مولیٰ عثمان قال سمعت عثمان بن عفان وهو بفناء المسجد فجاءه المؤذن عند العصر فدعا بوضوء فتوضأ ثم قال والله لاحدثنكم حديثا لولا آية في كتاب الله عز وجل ما حدثتكم اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يتوضأ رجل مسلم فيحسن الوضوء فيصلي صلوٰة الا غفر الله له ما بينه وبين الصلوٰة التي تليها ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا میں نے سنا عثمان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں مؤذن اُنکے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم سے بیان نہ کرتا ف وہ آیت یہ ہے ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون یعنے جو لوگ چھپاتے ہیں اُن باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اسکے کہ ہمنے بیان کردیا انکو لوگوں کے لیے کتاب میں اُنپر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے علم کی بات کا بتلا دینا اور اُسکا پہونچا دینا واجب کیا ہوتا تو مجھے کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کے شان میں ہے مگر جو کوئی اُن کے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپاوے اُسکے شان میں بھی یہی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی بات چھپاوے اللہ تعالےٰ اسکو لگام دیگا انگار کی ف میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے ف یعنے پورا اسکے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور اُنپر عمل کرنا احتیاط

کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیے کہ آدمی اسطرح سے وضو کرے کہ سب علماء کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی خصومت سے بچے
کرو اسلیے کہ ضروری ہے کہ بسم اللہ شروع میں کہے نیت کرے کلی کرے ناک میں پانی ڈالے ناک چھنکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء
کو ملے پے در پے وضو کرے (یعنے ایک عضو کو دہو کر ٹھیر نہ جاوے یہانتک کہ وہ سوکہ جاوے) ترتیب کی رعایت رکھے اسیطرح
سب اختلافی باتون کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع طہارت ہو (نووی) ف پھر نماز پڑہے تو اوسکے وہ گناہ
جاتے رہینگے جو اس نماز سے لیکر دوسری نماز تک ہونگے یعنے مثلاً ظہر کے وقت ایسا وضو کیا تو ظہر سے لیکر عصر تک کے گناہ معاف ہونگے
اسیطرح اگر پھر عصر کیلیے تازہ وضو کیا اور عصر کی نماز پڑہی تو عصر سے لیکر مغرب تک کے گناہ معاف ہو جاوینگے اس حدیث سے ہر نماز کے
لیے وضو کرنیکی بھی فضیلت نکلی عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي
الْمَكْتُوبَةَ ترجمہ۔ یہ حدیث بھی ویسی ہے جیسی اوپر گذری اسمین اتنا زیادہ ہے پھر اچھا کرے وضو اپنا پھر فرض پڑھے عَنْ
حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ
إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ
إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ
الْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ اللَّاعِنُونَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو انہون نے
کہا قسم اللہ کی مین تمسے ایک حدیث بیان کرتا ہون قسم اللہ کی اگر اللہ کی کتاب مین ایک آیت نہ ہوتی تو مین
اس حدیث کو تم سے بیان نہ کرتا مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی
طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اسکے وہ گناہ بخشدیے جاوینگے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک
ہونگے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ اللَّاعِنُونَ
عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُورٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ يَقُولُ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَ
رُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ترجمہ عمرو
بن سعید بن عاص سے روایت ہے مین حضرت عثمان کے پاس بیٹھا تھا انہون نے وضو کا پانی منگوایا
پھر کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پاوے
پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑہے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اوسکے اگلے
گناہون کا کفارہ ہو جاویگی جبتک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہیگا ف یعنے اس نماز

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاوینگے اور کبیرہ معاف نہ ہونگے یہ مطلب نہیں ہے کہ صغیرہ بھی اُسوقت تک معاف ہونگے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ ظاہر حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار کرتا ہے قاضی عیاض نے کہا یہ جو احادیث میں صغائر کا معاف ہو جانا اور کبائر کا معاف نہ ہونا مذکور ہے یہی اہلسنت کا مذہب ہے اور کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے (نووی) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ اِلَّا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّاَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان رضی کے انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان پاس وضو کا پانی لایا انہوں نے وضو کیا پھر کہا بعضے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جنکو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اسطرح وضو کریگا اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے اور اوسکو نماز کا اور مسجد کے جانے کا الگ ثواب ہوگا ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا میں عثمان پاس آیا انہوں نے وضو کیا (یعنے پانی لانے کا ذکر نہیں) عَنْ اَبِیْ اَنَسٍ اَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّاَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ اَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوانس (مالک بن ابی عامر اصبحی ہیں جو دادا ہیں امام مالک کے) سے روایت ہے حضرت عثمان رضی نے وضو کیا مقاعد میں ف مقاعد ان دکانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیڑھی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا وہ مقام جو انہوں نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا ف پھر کہا میں تمکو دکھلاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پھر وضو کیا تین تین بار ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر ایک عضو کا تین تین بار کرنا چاہیے اور اوپر بیان کر چکے کہ تین بار بجا لانا سنت ہے بالاجماع اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے

جلیے اور اعضا کا دھونا اور اس باب مین بہت سی حدیثین آئی ہین جنکی صحت اور ضعیف کو ہین نے
شرح مہذب مین بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جسوقت حضرت عثمان نے یہ
حدیث بیان کی ہوقت اُنکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے ف اور
انہون نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہین کیا بیہقی کی روایت مین ہے کہ حضرت نے تین تین
بار وضو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا کرتے دیکھا ہے اُنہون نے کہاں (نووی) عَنْ حُمْرَانَ بْنِ اَبَانٍ قَالَ كُنْتُ اَسْكُبُ لِعُثْمَانَ
طَهُوْرَهُ فَمَا اَتٰى عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يُفِيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهٖ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اُحَدِّثُكُمْ
بِشَيْءٍ اَوْ اَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ
اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے مین حضرت عثمان کے لیے طہارت کا
کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنے غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت
اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے حدیث بیان کی جب ہم
اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مین سمجھتا ہون وہ عصر کی نماز تھی
آپنے فرمایا مین نہین جانتا تم سے ایک حدیث بیان کرون یا چپ رہون ف یعنے معلوم نہین
اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلیے
آپنے بیان کر دیا کہ اونکو رغبت پیدا ہو طہارت مین اور عبادات کی قسم مین اور پہلے آپنے بیان
کرنے مین تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اسپر تکیہ نہ کرین بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی)
ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت
پیدا ہو اچھی اعمال مین یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
ہے یعنے آپ اپنی رای پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھیں تو بیان فرمایے ورنہ خیر (نووی) ف آپنے فرمایا
جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالے نے فرض کیا ہے اور پانچون نمازین

نسخہ اَصُبُّ

پیشتر ہے اسکے وہ گناہ معاف ہو جاوینگے جو اُن نمازون کے بیچ مین کریگا ف احادیث سے معلوم
ہوا کہ اگر طہارت مین صرف فرضون کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی یہ فضیلت
حاصل ہو جاویگی یعنے گناہون کی مغفرت اگرچہ سنتون کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے
اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ
اَبَا بُرْدَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فِي اِمَارَةِ بِشْرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالصَّلٰوةُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ هٰذَا حَدِيْثُ
ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ غُنْدَرٍ فِي اِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوْبَاتِ ترجمہ جامع بن شداد سے
روایت ہے انہون نے کہا مین نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے
بشر کی حکومت مین (یعنے اسکی حکومت کے زمانے مین) کہ عثمان بن عفان رض نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازین کفارہ
ہونگی ان گناہون کی جو انکے بیچ مین کرے یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت مین یہ عبارت
نہین (بشر کی حکومت مین) نہ فرض نمازونکا بیان ہے عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ
بْنُ عَفَّانَ رض يَوْمًا وُضُوْءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ
الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا
مِنْ ذَنْبِهِ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رض نے ایک دن
اچھی طرح وضو کیا پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے
فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے بعد اسکے مسجد مین جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام
کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ
فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ اَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ اَوْ فِي
الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ ترجمہ حضرت عثمان بن عفان رض سے روایت ہے انہون نے کہا مین نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کیلیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگون کے ساتھ
یا جماعت سے یا مسجد مین پڑھے تو اللہ اسکے گناہ بخشدیگا عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ جمعہ کفارہ ہین اُن گناہون کا جو اُنکے بیچ بیچ ہون جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا مگر اسمین کبیرہ کرنیکا ذکر نہین عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَّا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے پانچون نمازین اور جمعہ جمعہ اور رمضان رمضان کفارہ ہوجاتے ہین اُن گناہون کا جو اُنکے بیچ بیچ ہون بشرطیکہ کبیرہ گناہون سے بچے

بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضُوْءِ

وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْاِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِيْ فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَاَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَاَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ فَقُلْتُ مَا اَجْوَدَ هٰذِهِ فَاِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُوْلُ الَّتِيْ قَبْلَهَا اَجْوَدُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ قَالَ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُكَ جِئْتَ اٰنِفًا قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ ترجمہ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے ہم لوگون کو اونٹ چرانے کا کام تھا میری باری آئی تو مین اونٹون کو چرا کر شام کو اُنکے رہنے کی جگہ لے کر آیا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگون کو وعظ سنا رہے ہین آپنے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتین پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر یعنے ظاہراً اور باطناً متوجہ رہے نہ دل مین ادہر اُدہر کا دنیا کا خیال لاوے نہ منہ ادہر ادہر پھراوے اُسکے لیے جنت واجب ہوجاویگی مین نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (جسکا ثواب اسقدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا وہ بولا پہلی بات سے بھی عمدہ تھی مین نے دیکھا تو وہ عمرؓ تھے انہون کہا مین سمجھتا ہون تو ابھی آیا آپنے فرمایا جو کوئی تم مین سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله تو اُسکو ابھی اختیار ہو

میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اسکے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے جاوینگے اوسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جسمیں سے چاہے جاوے **ف** وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی انکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) **عن** عقبۃ بن عامر الجھنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر مثلہ غیر انہ قال من توضأ فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یوں ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

باب اخر فی صفۃ الوضوء دوسرا باب وضو کی ترکیب میں

عن عبد اللہ بن زید بن عاصم الانصاری وکانت لہ صحبۃ قال قیل لہ توضأ لنا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا باناء فاکفأ منہ علی یدیہ فغسلھما ثلاثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فمضمض واستنشق من کف واحدۃ ففعل ذلک ثلاثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فغسل وجھہ ثلاثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فغسل یدیہ الی المرفقین مرتین مرتین ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فمسح راسہ فاقبل بیدیہ وادبر ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال ھکذا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے وہ صحابی تھے انسے لوگوں نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کرکے بتلاؤ انہوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں دونوں پہونچوں کا دھونا مستحب ہے (پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملاکر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا **ف** اور ایک روایت میں صحیح بخاری کے ابن عباس سے یوں ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اوسکو دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابوداؤد اور بیہقی میں حضرت علی رض سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور

ن برأسہ

پانی کا چلو لیکر منھ پر مارا تو ان حدیثون مین کسی مین ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہو اور کسی مین دو ہاتھ ڈالنا
اور کسی مین ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تین صورتین ہین لیکن صحیح اور مشہور یہ ہو کہ دونون ہاتھون
سے ملا کر پانی لیوے تا کہ منھ اچھی طرح دھویا جاوے ایسا ہی کہا امام شافعی اور مزنی نے ہماری اصحاب نے
کہا ہو کہ منھ دھونے مین اوپر کی جانب سے شروع کرے (نووی) ف پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور
دونون ہاتھون کو دو دو کہنیون تک دھویا دو دو بار ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک
عضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہو اور شاید یہ جواز کے لیے ہو ف پھر ہاتھ اندر ڈالا پھر باہر
نکالا اور مسح کیا سر پر پہلے دونون ہاتھون سے سامنے سر لگئے پھر پیچھے سر لے گئے ف نووی نے کہا یہ مستحب ہے
باتفاق علما اسلیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے ہماری اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے ہے جسکے
سر پر بال ہون کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہون یا جوڑا بندھا ہو تو دوبارہ ہاتھ لیجانے مین کوئی فائدہ نہین اور
اس حدیث سے یہ بات نہین نکلتی کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اسلیے کہ اسمین کمال کا بیان ہے نہ وجوب کا
ف پھر دونون پاؤن دھوئے ٹخنون تک بعد اسکے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح وضو کرتے تھے
ف وضو اور غسل مین علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی فائدے بہت ہین اطبا نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر
ہر روز گرد اور غبار ایسا جمتا ہے جسکی وجہ سے مسامات بدن کے بند ہو جاتے ہین اس میل کچیل کا صاف کرنا
حفظ صحت کے لیے نہایت ضرور ہے شریعت محمدی نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جسکی وجہ سے انسان کو دوسرے
تیسرے ہفتہ ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جمعہ کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل
اور چونکہ ہر روز غسل مین دقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اسوجہ سے کہ سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا
رہتا ہے اکثر منہ اور دونون ہاتھ اور پاؤن کھلے رہتے ہین تو انکے صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا اب پانچ
بار یا چار بار یا تین بار یا دو بار یا ایک بار تو روز وضو مین ان اعضا کو دھونا ہوگا البتہ اگر پاؤن موزون
مین چھپے ہوئے ہون تو ہر بار دھونا انکا ضرور نہین بلکہ مقیم کو دن رات مین ایک بار اور مسافر کو تین دن مین ایک
بار کافی ہے اب وضو کے شروع مین تین باتین پانی کی آزمایش کے لیے مقرر کین ہاتھ پہونچون تک دھونا
رنگ دریافت کرنے کیلیے اور کلی مزہ دریافت کرنے کے لیے اور ناک مین پانی ڈالنا بو دریافت کرنیکے لیے یعنی پانی
کے تینون اوصاف ہین جنکا دیکھنا طہارت کے لیے ضرور ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَ
لَمْ يَذْكُرْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین ٹخنون کا ذکر نہین عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ

مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ عمرو بن یحیے سے اسی اسناد سے روایت ہے اسمین یہ ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور یہ نہین کہا کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر پھیر کر لائے (دونوں ہاتھوں کو) اسی مقام پر جہان سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤن دھوئے ف شیعون نے پاؤن کے دھونے کے عوض انکا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤن پر جسقدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے سو منہ اور ہاتھو پر اوتنا نہین پھر اونکا دھونا ہی مقتضای عقل ہے اور یہی ثابت ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤن موزے مین ہون تو موزہ پر مسح کرنا جائز قرار دین اور جب پاؤن کھلا ہو تو اسکا دھونا ضرور نہ سمجھین عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ بَهْزٌ أَمْلَى عَلَيَّ وُهَيْبٌ هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ وُهَيْبٌ أَمْلَى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ ترجمہ دوسرے روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اسمین یہ ہے آپنے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک جھنکی تین چلوون سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لیگئے اور پیچھے سے لے گئے ایک بار عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ (يَدِهِ) وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا ترجمہ عبد الله بن زید بن عاصم سے روایت ہے انہون نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پھر مونہہ دہویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایان ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا پانی لیکر (نہ اس پانی سے جو ہاتھ مین لگا تھا) اور دونون پاؤن دہوئے یہانتک کہ انکو صاف کیا باب الْإِيتَارِ فِي الِاسْتِنْثَارِ وَالِاسْتِجْمَارِ ناک مین پانی ڈالنا اسیطرح استنجا کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ (لِيَنْثُرْ) ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پاخانے کی جگہہ کو ڈھیلون سے صاف کرے تو طاق ڈھیلون سے

صاف کرے ف یعنے تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استجمار کے
معنے وہ صورت لی انہوں کے کہی ہیں یعنے طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمے میں مذکور ہوئی
اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہے یعنے تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے
کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے
پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے
اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث
ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو کچھ حرج نہیں
(نووی) ف اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھنکے
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ
بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابوہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انہوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک
انہیں میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے
تو دونوں نتھنوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھنکے ف نووی نے کہا اس حدیث میں
دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھنکنا واجب کہتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ ترجمہ ابوہریرہؓ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور
جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ يَقُوْلَانِ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے ایسی ہی روایت
ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ
مِنْ مَنَامِهٖ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيَاشِيْمِهٖ ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک جھنکے تین بار اس لیے

اسلیے کہ شیطان اوسکے بانسے پر رہتا ہے یا ناک بین ف قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً شیطان ناک مین رہتا ہو کیونکہ ناک بین سے رستہ دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہین ہے اور حدیث مین ہے کہ شیطان بندھی ہوئی چیز کو نہین کھولتا اسی لیے جمائی مین منہ بند کرنے کا حکم ہے تا کہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ (نووی) عن جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوتِرْ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے استنجا کرے تو طاق بار کرے **باب** وُجُوبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا پانون دھونا واجب ہے عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ پاس عبد الرحمن بن ابی بکر گئے جس دن سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہون نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کر مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے ف نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤن کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور اس مسئلے مین لوگون نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہین مگر جسکو فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتوے نے ہر ایک زمانے اور ہر ایک شہر مین اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونون پاؤنکا ٹخنون سمیت دھونا واجب ہے اور انکا مسح کافی نہین اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضرور نہین اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہین اور شیعہ نے کہا کہ دونون پاؤنکا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونون پاؤنپر خواہ انکو دھووے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونون واجب ہین اور ان مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہین وہ ظاہر نہین ہین اور مین نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب مین کی ہے جو کوئی اوسکو دیکھے تو کوئی شبہہ نہ رہیگا اور یہان تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کرین نہ مخالفین کا رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات مین ان سب نے پاؤنکا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے یہ بھی دلیل ہے پاؤن کے دھونیکی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہین نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہے مولی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیے
آپ نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ پہنچے دھوئے یہاں تک کہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا وضو اسطرح چاہیے اور
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اوسنے برا کیا اور ظلم کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو ابوداؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ہے عن عبد اللہ مولی شداد بن الهاد حدثہ انہ دخل علی عائشۃ فذکر عنہا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن سالم مولی المهری قال خرجت انا وعبد
الرحمن بن ابی بکر فی جنازۃ سعد بن ابی وقاص فمررنا علی باب حجرۃ عائشۃ فذکر عنہا عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مثلہ ترجمہ سالم سے روایت ہے جو مولی تھا مہری کا اونے کہا میں اور عبد الرحمن بن ابی بکر دونوں
سعد بن ابی وقاص کے جنازے میں نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے سے گذرے پھر بیان کیا وہی
حدیث جو اوپر گذری عن سالم مولی شداد بن الهاد قال کنت انا مع عائشۃ فذکر عنہا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن عبد اللہ بن عمرو قال رجعنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ الی المدینۃ حتی اذا کنا بماء بالطریق تعجل قوم عند
العصر فتوضؤا وهم عجال فانتهینا الیهم واعقابهم تلوح لم یمسها الماء فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا
ہم جو انکے پاس پہنچے تو انکی ایڑیاں سوکھی معلوم ہوتی تھیں ان پر پانی نہیں لگا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی
آگ سے پورا کرو وضو کو عن منصور بهذا الاسناد ولیس فی حدیث شعبۃ اسبغوا الوضوء ترجمہ منصور سے بھی یہی ہے اور شعبہ نے اسبغوا
الوضوء کا جملہ بیان نہیں کیا عن عبد اللہ بن عمرو قال تخلف عنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر سافرناہ فادرکنا
وقد حضرت صلوۃ العصر فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی ویل للاعقاب من النار ترجمہ
عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر ہم نے پایا آپکو
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی
آگ سے عن ابی هریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا لم یغسل عقبیہ فقال ویل
للاعقاب من النار ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا
جسنے وضو میں اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے عن ابی هریرۃ

أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّؤُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ نے کچھ لوگون کو دیکھا جو بدہنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ مین نے سنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کونچون کی انگار سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے

باب وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ وضو مین تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے جسے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاؤن مین سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر آنکر نماز پڑہی

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو مین ایک ذرا مقام بھی جسکا دہونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہوگا اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم مین اگر کوئی حصہ موںھ کا چھوڑ دے اور اسپر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمین اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہوگا جیسے وضو درست نہین ہوتا اور ابو حنیفہ سے اسمین تین روایتین ہین ایک تو یہ کہ اگر آدہے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لاتے ہین اس حدیث سے کہ دونون پانؤن کا دہونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنے کی وجوب پر اسلیے کہ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہین حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھو لے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ اسی وضو کو پورا کر آ تھوڑا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ

اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرے) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اوسکے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پانون دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جسکو اوسنے پانون سے چلکر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہون سے پاک صاف ہوکر نکلتا ہے (نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پانون پر مسح کرتے ہیں) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اوسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہانتک کہ ناخونوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں

باب اِسْتِحْبَابِ اِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيْلِ فِي الْوُضُوْءِ منہ کو زیادہ دھونا اسقدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دہل جاوے اسیطرح ہاتھوں اور پانون کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دھونا مستحب ہے **ف** نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہان تک دھونا ہے بعضون نے کہا کہنیون اور ٹخنون سے بڑھکر دھونا چاہیے کتنا بڑھائے اوسکی کوئی حد نہین بعضون نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضون نے کہا مونڈھون اور گھٹنون تک دھونا مستحب ہے اور اس باب مین جو حدیثین مذکور ہین وہ اسبات کی تائید کرتی ہین اور یہ جو امام ابو الحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علما مستحب نہین ہے یہ دعوے باطل ہے اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اسکے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثون سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اوسپر یہ حدیثین حجت ہین اور یہ جو ایک حدیث مین مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے تعداد مین بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ

فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ
ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهٗ وَتَحْجِيْلَهٗ ترجمہ نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت
ہین نے ابوہریرہ رضہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہون نے مونھ دھویا تو اوسکو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ
دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایان ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر
سر پر مسح کیا پھر داہنا پاون دھویا یہانتک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہاری
پیشانیان اور ہاتھ پاون سفید (نورانی) ہونگے قیامت کے دن وضو پورا کرنیکی وجہ سے پھر جو کوئی
تم مین سے اپنے مونھ اور ہاتھ پاؤن کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھاوے عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ رَاٰى اَبَا هُرَيْرَةَ
يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ اِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ
مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہون نے
دیکھا ابوہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انھون نے مونھ دھویا اور دونون ہاتھ دھوئے یہانتک کہ مونڈھون
تک پہونچ گئے پھر دونون پاؤن دھوئے یہانتک کہ پنڈلیون تک پہونچ بعد اوسکے کہا مین نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید مونہہ اور سفید
ہاتھ پاون والے ہوکر آوینگے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم مین سے اپنے مونہہ کو زیادہ دھو سکے
تو دھووے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ
عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّيْ
لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ
قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ ترجمہ
ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے
عیلہ اس سے بھی زیادہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور آبخورے اوسکے

ہین وہ شمار مین تارون سے زیادہ ہین اور مین لوگون کو روکون گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لین گے اوسدن آپ نے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمھارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤن لیکر وضو کے طفیل سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِی الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ فَلَا یَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُجِیْبُنِیْ مَلَكٌ فَیَقُوْلُ وَ هَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور مین لوگون کو ہٹاؤنگا اس سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹون کو ہٹاتا ہے لوگون نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لیوینگے آپنے فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آؤ گے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤن لیکر وضو کی وجہ سے ف نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اسحدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضون نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہین ہے پر یہ فضیلت یعنے پیشانی اور ہاتھ پاؤن نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری حدیث ہے جسمین یہ ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبرونکا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہین ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر اسحدیث کو مان لیوین تو اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبرون کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتون کے لیے وضو نہین ثابت ہوتا ہے انتہی ف اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکیگا تب مین عرض کرونگا اے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہین اسوقت ایک فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہین جانتے جو ان لوگون نے تمہارے بعد دنیا مین نئے نئے کام کیے ف دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے یہ سنکر مین کہونگا تو پھر دور ہو دور ہو یعنے دور ہو نووی نے کہا علما نے اسمقام پر کئی طرح کی باتین لکھی ہین پہلی یہ کہ مراد ان لوگون سے منافق ہین اور جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤن کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

ت: اتعرفنا
ت: فیجیبنی

صلی اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی
حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے
یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے
پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو پہچان کر بلاوینگے اگرچہ انپر وضو
کا نشان نہ ہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد اُن
لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر گنہگار تھے اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے
درجے تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے
یہ سزا انکے جاری کی اونکو ملی پھر اللہ تعالی اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے
اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اونکے مونہہ اور ہاتھ پانوٗن سفید نورانی ہون اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانے
کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لیوین امام ابن عبد البر نے
کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاویگا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام
گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی راندے جاوین گے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق ڈباتے ہون
حق کو میٹتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب لوگون کے
لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاوین اُنتہٰی عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِيْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَذُوْدُ عَنْهُ
الرِّجَالَ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ
غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ غَيْرِكُمْ ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچمین) قسم
ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹا دونگا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون
کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانین گے آپنے فرمایا تم میرے پاس
آوگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پانوٗن وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے عَنْ
اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا
لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا
بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا ترجمہ ابوہریرہ رضسے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تمپر یہ گھر ہے مسلمان لوگون کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہین ف
اگرچہ مرنا یقینی ہی اس مین شک نہین پر انشاء اللہ آپنے برکت کیلیے فرمایا اور خدا کا حکم بجا لانے کیلیے
اسنے فرمایا تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یون نہ کہو مین کل کرونگا بلکہ یون کہو کرونگا اگر خدا چاہے اور جمال
نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا تحسین کلام کیلیے اور بعضون نے کہا کہ انشاء اللہ مرنے سے متعلق
نہین ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہوگا اور ہم بھی تم سے ملینگے
اسی جگہہ اور بعضون نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضون نے اور معنے کہے ہین جو
ضعیف ہین (نووی) ف میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیون کو دیکھین (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا سے ملنے کی) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے
بھائی نہین ہین آپنے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو ف امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہین کہ
تم بھائی نہین ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی پنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہین ہوئے وہ صرف بھائی ہین صحابی نہین جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومن
ایکدوسرے کے بھائی ہین قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپکے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہین یہان تک کہ بعض انمین سے افضل ہین بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم مین سے میرے زمانے کے لوگ ہین تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہین اور وہ بیشک
افضل ہین تمام امت مین لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت مین رہا ہو یا آپکو دیکھا ہو اور
اسکا کچھ اثر دین مین نہ ہو تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہی جیسے اور حدیثون سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا سوا ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علما اسکے خلاف ہین
اور کہتے ہین جو حضرت کی صحبت مین رہا یا ایک بار بھی آپکو دیکھا اسکو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اسکے بعد

کے زمانہ کا شخص اسکے برابر نہین ہو سکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد مین اور دلیل انکی حدیث ہی
اگر تم مین سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام
قاضی عیاض کا (نووی) ف اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ابھی دنیا مین نہین آئے صحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانین گے اپنی امت کے ان لوگون کو جنکو آپ نے نہین دیکھا آپ نے فرمایا بھلا تم
دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤن کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑون مین ملجاوین تو وہ
اپنے گھوڑے نہین پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ
اور سفید ہاتھ پاؤن رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور مین انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر
پر خبردار ہو بعضے لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے مین انکو پکارونگا
کہ آؤ آؤ اسوقت کہا جاویگا ان لوگون نے اپنے تئین بدل دیا تھا آپکے بعد (یعنے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر
ہو گئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم مین گرفتار ہو گئے تھے) تب مین کہونگا جاؤ دور ہو دور
ف سراج الوہاج مین ہے اللہ تعالے تباہ کرے رافضیون کو انہون نے ان لوگون سے صحابہ کرام
کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث مین رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ہوتا
ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہین جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ اللہ تعالے
نے انکی تعریف مین فرمایا وما بدلوا تبدیلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا لیغیظ بہم الکفار اس سے
یہ نکلتا ہی کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر انپر غصہ کرے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اس مردود
پر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقون اور جان نثارون پر تہمت کرے اور انکو اہل بیت رسالت
کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے انکی خدمتون کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جنکی سعی اور کوشش
سے آج تک دین کا قیام ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَی الْمَقْبَرَةِ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اِسْمٰعِیْلَ
بْنِ جَعْفَرٍ غَیْرَ اَنَّ حَدِیْثَ مَالِكٍ فَلَیُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِیْ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا
عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَکَانَ یَمُدُّ یَدَهٗ حَتّٰی
یَبْلُغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ فَقَالَ یَا بَنِیْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ هٰهُنَا لَوْ
عَلِمْتُ اَنَّکُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابو ہریرہؓ کے
پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک پہنچا
میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسا وضو ہے ابو ہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے
کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود
ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا ف کیونکہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ
بغلوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہے قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اس کو
چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی
خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت
پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے (نووی) ف میں نے سنا اپنے دوست سے
(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاوے گا
جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہو باب فَضْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ سختی اور تکلیف کی حالت میں
وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا
أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ
عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ
ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتلاؤں وہ باتیں
جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنی معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے
بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلائیے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا
سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک
(اس طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد
یہی رباط ہے (یعنی نفس کا روکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جس کا ذکر قرآن شریف
میں ہے وَرَابِطُوا) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ
ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا
لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دوبار ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

بَابُ السِّوَاكِ سواک کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے کہا مسواک سنت ہی واجب نہین
کسی وقت نہ نماز کے لیے اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتدبہ علما نے لیکن شیخ ابو حامد
نے داؤد طائی سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے
لیکن کہا انہون نے مسواک ایسا واجب ہی جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے
منقول ہی کہ مسواک واجب ہے اگر قصدًا اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہو جاوے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ
ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہی جیسے جماعت اور اگر
داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع مین اُن کی مخالفت ضرر نکریگی کس لیے کہ محققین علما
اور اکثر اسی طرف ہین کہ مسواک سنت ہی اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہین ہے پھر مسواک
مستحب ہے سب وقتون مین لیکن پانچ وقتون مین زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم
سے دوسری وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سوکر اوٹھنے کے وقت پانچوین منہ
کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبودار چیز کھانے سے یا بہت دیر تک
چپ رہنے سے یا بہت باتین کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلئے مکروہ ہے
دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو
پسند ہی جاتی نرہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہی
تو مسواک ادا ہو جاویگی جیسے کھرے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے (اسیطرح منجن سے) لیکن اگر
انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمین تین قول ہین ایک تو مشہور
ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو
تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کری نہ بہت سوکھی جس سے
مسوڑھے چھل جاوین نہ بالکل گیلے اور مستحب یہ ہے کہ مسواک منہ کو عرض مین کری نہ لنبائی مین ایسا نہ ہو کہ مسوڑھون
کو زخم لگے اگر طول مین مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھراوے
دانتون کے کنارے اور جڑون اور تمام حلق مین اونچی نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے
کی مسواک کرنا اسکی اجازت سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالین تاکہ عادت ہو جاوے انتہی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِیْ حَدِيْثِ

زُهَيْرٍ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا (یعنے دشوار) اور زہیر کی روایت میں اون سے اگر میری امت پر شاق
نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس
بات کی کہ مسواک واجب نہیں ہے امام شافعی نے کہا اگر مسواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگر چہ وہ شاق
ہوتا اور ایک جماعت علما نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے
اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ میں خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے اسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے انتہے باختصار **عَنْ** الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ
قَالَتْ بِالسِّوَاكِ ترجمہ مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہوں نے کہا مسواک کرتے
(اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کیسی ضروری چیز ہے) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ بَدَاَ بِالسِّوَاكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ ترجمہ ابوموسیٰ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس گیا مسواک کا کونا آپکی زبان پر تھا (یعنے زبان صاف کرتے تھے مسواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ حذیفہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے ہوئے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یا دانتوں کو گھستے
مسواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُوْلُوْا لِيَتَهَجَّدَ
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہیں **عَنْ** حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ

وَلَمْ يَقُوْلُوْا

إِنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
اٰخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي اٰلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ
فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ
ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو پچھلی
رات کو آپ اوٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِی خَلْقِ
السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے
ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اوٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر
اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے
نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث
کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے **باب خصال الفطرۃ** سنت
باتوں کا بیان **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ
الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے ابو سلیمان
خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنے سنت کے کہے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبرون کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا
فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزون کے وجوب میں اختلاف
ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا **ف** ختنہ کرنا یہ امام شافعی اور بہت علماء کے
نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں
پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا حشفہ کھل جاوے
اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جسپر جمہور
علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا
واجب ہے اوسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ
ہے کہ ختنہ بچہ کا پیدایش سے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدایش کا دن ان سات دنوں میں محسوب ہوگا

یا اوسکے سوا سات دن چاہیین اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور
ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل ہین (یعنے جسمین مرد اور عورت دونونکی نشانیان برابر موجود
ہون) بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج ہین کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اسکا حال
نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اُسکا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو
کام کے ہون تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب
ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مرجاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور
یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرا یہ کہ بڑا ہو تو کرین چھوٹا ہو تو نکرین تیسرا کرین اور زیر ناف کے بال مونڈ
نا استرے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے
اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہے اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مراد زیر ناف سے
وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکے گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون
اور ابو العباس بن سریج نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہرحال قبل اور دبر اور انکے گرد
آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت
مونڈے یعنی جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخون کترانے کے
لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا
اس سے مقصود یہ ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد
ہے (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی مین ایسی چھوٹی چھوٹی
باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہے جو سب شریعتون
سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اسکے لیے تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
باتون کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفون کا کام ہے
نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش یا بیکار غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی مین جن جن کامونکا حکم ہوا ہے خواہ اودنے ہو یا اعلیٰ سب کے سب مفید اور ضرر
اور فائدہ بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نجاست کے طبّا بھی یہ امر باہ کو
بڑھاتا ہے اسیطرح اور کامون کو قیاس کرو وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بے وقوف ہے جو پیغمبرون کی

ہو اور خیال کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ اونکے احکام مستحب ہیں اور ضروری نہیں ہو سکتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم ف اور ناخون کاٹنا ف یہ بھی سنت ہی واجب نہین ہے اور مستحب ہے
کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پاؤن کے پہلے داہنے ہاتھ کلمہ کی انگلی سے شروع
کرے بیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع
کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پاؤن مین چھنگلیا سے شروع
کرے اور بائین پاؤن کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) ف اور بغل کے بال اکھیڑنا ف یہ بالاتفاق سنت
ہے اور افضل بھی یہی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہی اور یونس بن عبد الاعلی
سے منقول ہی مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اپنی بغل کے بال مونڈ رہے تھے
انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہی لیکن مجھ سے نہین ہو سکتا درد کی وجہ سے اور
مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے (نووی) ف اور موچھہ کترنا ف یہ بھی سنت ہی اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع
کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتراوے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈاوے تو بھی جائز ہی لیکن زیر ناف کے بال خود مونڈے اب
اسمین اختلاف ہے کہ موچھہ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کتراوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل
جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے میٹ دو موچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر
ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہون اسیطرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی
کہ وہ داڑھیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑھی مین دس باتین
ایسی لکھی ہین جو ایک سے ایک زیادہ بری ہے ایک سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی غرض سے
نہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب
کرنا گندھک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور سمجھین کہ
بزرگ ہین چوتھی اوائل شباب مین جب شروع داڑھی کے بال نکلین تو اونکا اکھیڑنا زیبایش کے
لیے اور امرد بنانے کے لیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین تہ بہ تہ برنا تاکہ عورتونکو بھلا
معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈ کر یا بڑھانا کنپٹی کے بالون کو ملا کر آٹھوین کنگھی
کرنا بہیئت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے باریا سے اپنے تئین زاہد کہلانے
کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارہوین اوسکو باندھنا اور

گو مونڈنا یا رہنے دینا اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی داڑہی نکل آوے تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے ف عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْاِخْتِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَ
قَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ
لَا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچہہ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑین ہم انکو چالیس دن سے
زیادہ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی ترجمہ عبداللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا پست کرو مونچھون کو اور چھوڑ دو داڑہیون کو عَنِ
ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَنَا بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْیَةِ ترجمہ
عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور داڑہی کو چھوڑ دینے کا ف یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور اسمین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑہانا اور
داڑہیون منڈانا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقون کا شیوہ ہے عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفُوا اللُّحٰی
ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکون کا
نکال ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو داڑہیون کو یعنے چھوڑ دو اُن کو اور ان مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علمار کا اور قاضی عیاض نے
کہا داڑہی کو مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض مین سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنی داڑہی بڑہا کر مشہور کرے جیسے داڑہی کترانا اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ داڑہی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑہانے کہ مشہور ہو وے بلکہ کم کرے پوری امام
امام مالک نے داڑہی کو بہت لمبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کردی ہے
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضونے اسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

احفوا

صاف نہ رہا مثل دو مونچھوں کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں
کہ مونچھوں کا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا
دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص
سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنے مونچھوں کو کترنا چاہیے یہانتک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بعض
علمانے لکھا ہے کہ ان دونوں امروں میں اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اسمیں کمی نکریں اور مونچھیں اتنی کتریں کہ ہونٹ
کا کنارہ کھلا رہے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا
الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کترو مونچھوں کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیوں کو اور خلاف کرو پارسیوں کا یعنے آتش پرستوں کا عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ
اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ
الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِیَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ
زَادَ قُتَیْبَةُ قَالَ وَكِیْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک تو مونچھیں کترنا دوسرے ڈاڑھی
چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک میں پانی ڈالنا پانچویں ناخون کا کٹنا چھٹی پوروں کا دھونا
(بالوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا آٹھویں زیر ناف
کے بال لینا نویں پانی سے استنجا کرنا یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا مصعب
نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث میں وارد
ہے) استنجا مراد ہے عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْهُ وَ
نَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ باب
استنجا کے بیان میں عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِیْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِیُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّ شَیْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ
بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِرَجِیْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ ترجمہ سلمانؓ سے روایت ہے ان سے کہا گیا [illegible]

تمکو ہر ایک بات سکھائی یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کو بھی انہون نے کہا ہان ہمکو آپ نے منع کیا قبلے کیطرف منہ کرنے سے پیشاب اور پاخانے کے لیے ف نووی نے کہا اس مسئلے مین علما کے کئی مذہب ہین ایک تو امام مالک اور امام شافعی کا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانے مین قبلے کیطرف منہ کرنا جنگل مین حرام ہے مگر آبادی مین حرام نہین اور یہی روایت ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ حرام ہے جنگل مین ہو یا آبادی مین اور یہی قول ہے ابو ایوب انصاری اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابو ثور اور احمد کا دوسری روایت مین تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ درست ہے مکان مین ہو یا جنگل مین اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیر اور ربیعہ کا جو شیخ تھے امام مالک کے اور داؤد ظاہری کا چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا کہین درست نہین ہے نہ مکان مین نہ جنگل مین لیکن پیٹھ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد سے دوسرے مذہب والون کی دلیل وہ صحیح حدیثین ہین جو مطلقاً ممانعت مین وارد ہین جیسے سلمان کی حدیث اور ابو ایوب اور ابو ہریرہ وغیرہما کی انہون نے کہا کہ یہ ممانعت قبلے کی عظمت کے سبب سے ہے اور یہ بات ہر جگہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل مین بھی جائز ہو اسلیے کہ جنگل مین بھی پہاڑ اور کعبے کے بیچ مین پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہین تیسرے مذہب والون کی دلیل ابن عمر کی حدیث ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے اور کعبے کیطرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ بعضے لوگ قبلے کیطرف منہ کرنا حاجت کیوقت مکروہ جانتے ہین آپ نے فرمایا ہان ایسا خیال کر چکے تب آپ نے فرمایا میری کھڈی قبلے کیطرف کردو اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے چوتھے مذہب والون کی دلیل سلمان کی حدیث ہے پہلے مذہب والون کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث جابر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب مین قبلے کیطرف منہ کرنے سے پھر مین نے دیکھا آپ کو وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلے کیطرف منہ کیے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہما نے باسناد حسن اور حدیث مروان اصفر کی مین نے ابن عمر کو دیکھا انہون نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگے مین نے کہا یہ تو منع ہے انھون کہا
منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو
تو منع نہین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت
ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا
پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضروری ہے جب جمع ہو سکے اور
یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے
کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسیطرف بنی ہون یا
اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکے رد کے لیے بہت سی صحیح حدیثین موجود
ہین جنمین مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابو ایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق
مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے
کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی
سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے
چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کی اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین
مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ
مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین
اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اسلیے کہ آڑ ہو گئی اب جہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہان بھی کراہت نہین لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہین اور
مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو دوسری طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کیطرف
منہ کر کے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی
لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے
لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ
یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کر نہیں بچے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے
ت یا ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض اہل
ظاہر کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لیوے

پھر مدت کہ پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو پہلے ذکر پر [illegible]
اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دیوار یا دونوں
کے بیچ میں رکھا اوس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے
ہاتھ میں لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے (نووی) ف
تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں ف نووی نے کہا اس باب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین
بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلے میں علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے میں
نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو گئی
تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور
کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو گئی
تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب یہی ہے جو پہلے بیان
کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہوں اور ہر
کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جاوے گا اس لیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے
بہتر ہیں لیوے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونوں طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا
ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے
اسی طرح موٹے کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے ہمارے
اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا
ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچواں لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ
پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچویں سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے
سے صفائی ہو جاوے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے
ہو جاوے تو اب نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث میں پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے
استنجا کرنا جائز نہیں سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ جیسی [illegible]

بھی استنجا درست ہی اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سی نجاست دور ہو اور یہ امر سوای پتھر کے اور
چیزون سے بھی ہو سکتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھرون کا ذکر اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر
سہل سے ملجاتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر
کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزون سے منع کرتے (نووی) **ف** یا گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرین **ف** نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سی استنجا کرنا درست
نہین اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنون کی خوراک ہی اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز
سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جز سے اور کتابون کے ورقون سے نجس چیز رقیق ہو
پانی کیطرح یا جمی ہوئے ہو اوس سے کسیطرح استنجا درست نہین اگر کسی نے اس شے سے استنجا
کیا تو درست نہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہوگا اسلیے کہ مقام
استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سی اور جو کسی کھانیکی چیز پاک سی استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہوگا
لیکن ڈھیلے سی استنجا اوسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہین بڑھی اور بعضون
نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار رہیگا (نووی) **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُوْنَ
اِنِّیْ اَرٰی صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰی يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ اَجَلْ اِنَّهٗ نَهَانَا اَنْ يَّسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِيَمِيْنِهٖ
اَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِيْ اَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ
اَحْجَارٍ **ترجمہ** سلمان رضؓ سے روایت ہی ہم سے مشرکون نے کہا ہم دیکھتے ہین تمہارے صاحب کو وہ
تمکو ہر چیز سکھلاتے ہین یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہمکو
منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سی یا قبلے کیطرف منہ کرکے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم مین سی استنجا نہ کرے تین پتھرون کے بغیر یا تین
پتھرون سے کم مین **عَنْ** جَابِرٍ يَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ **ترجمہ**
جابر رضؓ سے روایت ہی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سی
(یعنے استنجا کو ان چیزون سے) **عَنْ** اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ
الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا
قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَ

وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ترجمہ ابوایوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانے کو
جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو اور پیٹھ کرو طرف پاخانہ یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو ف
نووی نے کہا یہ مدینے والوں کے لیے خاص حکم ہے یا جنکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہ ہووے
ابوایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھا تو کھڈیاں قبلے کی طرف بنی ہوئی ہیں ہم ادہر سے
منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی حَاجَتِهٖ فَلَا یَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا یَسْتَدْبِرْهَا ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی حاجت کو بیٹھے تو قبلے کی طرف
منہ نہ کرے نہ پیٹھ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ
اِلَی الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَیْتُ صَلَاتِیْ انْصَرَفْتُ اِلَیْهِ مِنْ شِقِّیْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ یَقُوْلُ نَاسٌ اِذَا قَعَدْتَ
لِلْحَاجَةِ تَکُوْنُ لَکَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَیْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَقِیْتُ
عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ مُسْتَقْبِلَ بَیْتِ
الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبداللہ
اپنی پیٹھ قبلے کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے اونکے پاس گیا
عبداللہ نے کہا لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو
اور میں چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کو بیت
المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے (اور جب بیت المقدس کی طرف منہ ہوگا تو قبلے کی طرف پیٹھ ہوگی)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِیْتُ عَلٰی بَیْتِ اُخْتِیْ حَفْصَةَ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَاعِدًا لِحَاجَتِهٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت
ہے میں اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کو بیٹھے
ہوئے شام کی طرف منہ تھا اور قبلے کی طرف پیٹھ تھی عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لَا یُمْسِکَنَّ اَحَدُکُمْ ذَکَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَهُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِیَمِیْنِهٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرنے میں داہنے ہاتھ سے نہ
تھامے اور پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن میں پھونک نہ مارے ف

یستقبلن ... (حاشیہ)

نووی نے کہا استنجا مین ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اور گذرا
اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کو کسیطرح کی مار نہ لگے ہو استنجا مین اور برتن مین پھونک مارنا
اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک مین سے کوئی چیز نکلکر پانی مین گرے لیکن برتن کے باہر پھونکنا تو
سنت ہے تین بار **عَنْ** اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ
الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب کوئی تم مین سے پائخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوے **عَنْ**
اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ وَاَنْ يَّمَسَّ ذَكَرَهُ
بِيَمِيْنِهٖ وَاَنْ يَّسْتَطِيْبَ بِيَمِيْنِهٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کیا برتن مین پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا

باب ۹ التیمن فی الطہور وغیرہ

کرنے سے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ
اِذَا تَطَهَّرَ وَفِيْ تَرَجُّلِهٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِيْ اِنْتِعَالِهٖ اِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت مین اور کنگھی
کرنے مین اور جوتا پہننے مین فقط نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شرع مین اور وہ یہ ہے کہ
جو کام دنیا مین ذرا عزت کے رکھتے ہین جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد مین جانا
اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھہ کترنا اور بالون مین کنگھی کرنا اور بغل کے
بال اکھاڑنا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دہونا اور پائخانہ سے نکلنا
اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتین انکی مثل ہین ان سب مین داہنی طرف سے
شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتین انکے خلاف ہین جیسے پائخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھینکنا اور
استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اتارنا اور جو کام انکے مثل ہین انمین بائین طرف سے شروع کرنا مستحب ہے
اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ داہنی جانب کو بائین جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے تمام علما نے
اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ یا پاؤن کو پہلے دہونا سنت ہے اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے
گی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک امر واجب ہے اور انکی خلاف کا اعتبار نہین اور بائین طرف
سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے شافعی نے صاف کہدیا ہے اور سنن ابو داؤد اور ترمذی

مین باسانید حسنہ ابوہریرۃ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو
یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو او. یہ مسنون ہے داہنی طرف سے شروع کرنے مین اب اسکا
خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہین ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض
اعضاء وضو کے ایسے ہین جنمین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہین بلکہ داہنی اور بائین دونو
کی ایکبارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونون کان دونون پہنچے دونون رخسارے اگر یہ امر نہ ہوسکے
تو داہنے سے شروع کرے (نووی) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ شَاْنِہٖ کُلِّہٖ فِیْ نَعْلَیْہِ وَتَرَجُّلِہٖ وَطُھُوْرِہٖ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام مین پسند کرتے
جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور طہارت کرنے مین (بخاری کی روایت مین ہے جہانتک
ہوسکتا ہر ایک کام مین) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا
اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّھِمْ
ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کامون
سے (یعنے جنکی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کرین) لوگون نے کہا وہ لعنت کے دو کام کونسے ہین آپنے
فرمایا ایک تو راہ مین جدہر سے لوگ آتے جاتے ہون پاخانہ پھرنا دوسری سایہ دار جگہ مین
(جہان لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہون) پاخانہ پھرنا (ان دونون کامون سے لوگون کو تکلیف ہوگی
اور وہ برا کہین گے لعنت کرینگے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَہٗ غُلَامٌ مَعَہٗ مِیْضَاۃٌ وَھُوَ اَصْغَرُنَا فَوَضَعَھَا عِنْدَ سِدْرَۃٍ فَقَضٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجَتَہٗ فَخَرَجَ عَلَیْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰی بِالْمَآءِ ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپکے پیچھے ایک لڑکا
گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب مین چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس
دہر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا
کرکے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ
اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِیْ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَۃً فَیَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت

باب التیمن فی الطہور وغیرہ

باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسواسطے ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ کے نماز پڑھیں) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَآتِيْهِ بِالْمَاءِ فَيَغْتَسِلُ بِهِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھروں پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلے میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجا کرکے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف کے نزدیک ڈھیلوں پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو انتہے بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزوں پر مسح کرنے کا بیان ف نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا ہمیں کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہیں اور امام مالک سے اوسمیں کئی روایتیں ہیں اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزوں پر اور میں نے شرح مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور انکی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے کہ علماء نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے یا پاؤں کا دھونا ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤں دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اسی طرف گئی ہیں کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد اور احمد کا پس امام احمد سے دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ ہمام سے روایت ہے جریر رضی نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورۃ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے ف اور سورۂ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا کہ انکی حدیث سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہوگئی ہو اور جب وہ اس سورت کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے موزوں کے مسح میں جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی (نووی) عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ دوسرے روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی اسلیے کہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا ف نووی نے کہا علماء نے اسحدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد
ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ آپکو جگہہ نہ ملی
بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہوکر کھڑے ہوے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک
چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین دبر سے حدث نکلنے کا اطمینان ہوتا
ہے بخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا دبر کو روکے
رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپنے کھڑے ہوکر اسلیے
پیشاب کیا تہا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی بیٹھکر
کر پیشاب کیا کرنے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہو انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھکر پیشاب
کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد
اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت
نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب
کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراف مین لکہا ہے کہ
علماء نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رض اور زید بن ثابت اور ابن
عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہو کہ انہون نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور
علی رض اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور
ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو
کھڑے ہوکر پیشاب کرے اور اس مسئلہ مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنیکی جگہہ
ایسی ہو جس پر سے پیشاب کی قطرے اڑین تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اڑنے کا ڈر
نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھکر کرنا میرے نزدیک پسند ہے
اور کھڑے ہوکر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر
کا لیکن ایک قوم کے گھورے پر پیشاب کرنیکی تو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس سے برا نہ مانتے
ہونگے بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور جس شخص کو ناراضگی ہو اسکی زمین مین پیشاب کرنا یا اسکا کھانا نادرست ہے

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہوگا بلکہ سب گھرون کے صحن مین مشترک ہوگا لیکن اونکے گھر کے قریب ہوگا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لگئے حالانکہ آپکی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہوا اسلیے آپ گھوری پر چلے گئے (نووی) **ف** مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا **ف** آپنے نزدیک اسواسطے بلایا تاکہ لوگون سے آڑ ہوجاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) **ف** یہانتک کہ انکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپنے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فواید پر مشتمل ہے ایک تو موزون پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہوکر پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے چھٹی پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ اَبُوْمُوْسٰی یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَبُوْلُ فِیْ قَارُوْرَةٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهٗ بِالْمَقَارِیْضِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ لَوَدِدْتُ اَنَّ صَاحِبَکُمْ لَا یُشَدِّدُ هٰذَا التَّشْدِیْدَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ کَمَا یَقُوْمُ اَحَدُکُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهٖ حَتّٰی فَرَغَ ترجمہ ابووائل سے روایت ہے ابوموسے نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کترتا کترنیون سے خذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابوموسے ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے اشارہ فرمایا پاس آ یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جبتک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے **ف** خذیفہ کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابوموسے کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھینٹیں اوڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشی وغیرہ میں
پیشاب نہیں کیا جیسا ابو موسیٰ کرتے ہیں **عن** المغیرة بن شعبة عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم انه خرج لحاجته فاتبعه المغيرة باداوة فيها ماء فصب عليه حين فرغ من حاجته
فتوضأ ومسح على الخفين وفي رواية ابن رمح مكان حين حتى **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لیکر گئے
اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنے وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح
کیا موزوں پر ابن رمح کی روایت میں یوں ہے پانی ڈالا آپ پر یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت
سے (یعنے وضو سے) **عن** يحيى بن سعيد بهذا الاسناد وقال فغسل وجهه ويديه
ومسح براسه ثم مسح على الخفين **ترجمہ** اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا مگر اسمین یہ ہے پھر منہ
دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزوں پر **عن** المغيرة بن شعبة قال
بينا انا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة اذ نزل فقضى حاجته ثم جاء فصببت
عليه من اداوة كانت معي فتوضأ ومسح على خفيه **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں
ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آئے
تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر
ف نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں
دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعضی حدیثوں میں اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں
میں ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے
اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمیں کچھ قباحت ہے دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے میں مدد لیوے یعنی دوسرا
شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کیوقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف
پانی ڈالے اسکا ترک اولی ہے پر کرنا مکروہ ہے یا نہیں اسمیں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا
پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو **عن** المغيرة بن شعبة قال كنت مع
النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فقال يا مغيرة خذ الاداوة فاخذتها ثم خرجت معه فانطلق
رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى توارى عني فقضى حاجته ثم جاء وعليه جبة شامية ضيقة

بِكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمَّيْهَا فَضَاقَتْ فَاَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ اَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے لو پانی کی میں نے لی اور آپکے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فراغ کر کے پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْاِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے واسطے نکلے جب لوٹے تو میں پانی کا ڈول لیکر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھونا چاہے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ مَسِيْرٍ فَقَالَ لِيْ اَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ دھویا آپ ایک جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دو میں نے انکو

باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا اُن دونوں پر **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا اس مسئلے
مین ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزونکا پہننا طہارت کاملہ پر ضرور ہے یہانتک کہ اگر کسی نے داہنا
پانون دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایان پاون دھویا اور بایان موزہ پہنا تو داہنے موزہ پر مسح درست
نہ ہوگا اسلیے کہ اسوقت طہارت کامل نہ تھی اب اُس کا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے
البتہ بایان موزہ اوتارنے کی حاجت نہین ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی
تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائین موزیکا بھی اُتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک
اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابو ثور اور داؤد کا قول
ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت مین بھی درست ہے بعد اسکے طہارت کامل کر لیوے انتہے **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ اَنَّهٗ وَضَّاَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ
ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے انہون نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا اور مسح
کیا دونو موزونپر مغیرہ نے کہا تو آپنے فرمایا مین نے ان کو طہارت مین پہنا ہے **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ
بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهٗ
قَالَ اَمَعَكَ مَاءٌ فَاَتَيْتُهٗ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ
فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ
وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا
فِى الصَّلٰوةِ يُصَلِّيْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْنَا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سفر مین پیچھے رہ گئے مین بھی آپکے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا
تمہارے پاس پانی ہے مین ایک چھاگل لے کر آیا پانی کی آپنے دونون ہاتھ دہوئے اور منہ دھویا پھر
باہین آستینون مین سے نکالنا چاہین تو آستین تنگ ہوئی آپنے نیچے سے ہاتھون کو نکالا اور جبہ کو اپنے
مونڈھون پر ڈالدیا اور دونون ہاتھ دہوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزونپر پھر سوار ہوئے مین بھی سوار
ہوا جب ہم لوگون مین پہونچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور عبد الرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت

پڑھ چکے تھی انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے
آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو آخر انہوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی **ف** یہی وہ
حدیث ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے
علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ حضرت
جبرائیل کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں ایک فضل کا
اقتدا کرنا اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑھنا امتی کے پیچھے تیسری فضیلت
اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے انکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی چوتھی جب امام حاضر نہ
ہو تو لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہوا اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ سب
لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں پھر دوبارہ جماعت میں شریک ہو جانا مستحب ہوگا پانچویں
مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کر لے اور یہ باقی نماز بدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط
نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پاوے چھٹی یہ کہ مسبوق کو
بھی امام کی پیروی رکوع اور سجدہ اور قعدہ سب ارکان میں ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعدے کا وقت
نہ ہو ساتویں یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے آٹھ عبد الرحمن بن عوف
جو نماز پڑھا چکے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک
رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی انتہی عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ نَبِيَّ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ وَعَلٰى عِمَامَتِهٖ ترجمہ مغیرہ سے
روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامے پر **ف** عمامہ پر مسح کرنا
درست ہے اور اسکا اوتارنا ضرور نہیں رفع حرج کے لیے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے
نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ مغیرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر عَنْ

بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالْخِمَارِ ترجمہ بلال سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزہ پر اور عمامہ پر عَنِ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِی الْحَدِیْثِ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ترجمہ روایت بھی ویسی ہی ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بَابُ التَّوْقِیْتِ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ
موزہ پر مسح کرنیکی مدت کا بیان عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِیٍٔ قَالَ اَتَیْتُ عَائِشَۃَ اَسْاَلُھَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَتْ عَلَیْکَ
بِابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَسَلْہُ فَاِنَّہٗ کَانَ یُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِّلْمُقِیْمِ قَالَ وَکَانَ سُفْیَانُ اِذَا ذَکَرَ عَمْرًا اَثْنٰی عَلَیْہِ ترجمہ شریح بن ہانی روایت
ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا انسے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابو طالب کے بیٹے (یعنی
حضرت علی رض) سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا
انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے
لیے ایک دن رات **ف** نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا
اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے
اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انکی دلیل ابن ابی عمارہ کی حدیث ہے جو ابو داود نے روایت
کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے
بعد حدث کیوقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت
گذرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوگی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر
اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزے کے اندر دھوئے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جاویگی
اب اگر اسکے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزہ پر مسح اسیوقت درست
ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کرکے پھر پہنے اس حدیث سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہو تو دوسرے کا حوالہ دیدے جو اوسکو خوب جانتا ہو عَنِ الْحَکَمِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ
عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِیٍٔ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِیًّا فَاِنَّہٗ اَعْلَمُ
بِذٰلِکَ مِنِّیْ فَاَتَیْتُ عَلِیًّا فَذَکَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ ان دو روایتوں
کا وہی جو اوپر گذرا بَابُ جَوَازِ الصَّلٰوۃِ کُلِّھَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ ایک وضو سے کئی نمازیں
پڑھنا عَنْ بُرَیْدَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصَّلَوٰتِ یَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ

وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمْدًا
صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ ۔ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے
کئی نمازیں ادا کیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے
فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزوں
پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع
علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء سے
اسکے خلاف نقل کیا ہے انکے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ
وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالے کا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآیۃ اور جمہور کی
دلیل احادیث صحیحہ ہیں ایک انہیں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک
حدث نہ ہو تو دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے تائید میں اور بہت سی حدیثیں
آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفے میں اور تمام سفروں میں اور قضا نماز کی بہت نمازوں کی جمع
کرنا خندق میں اور آیۂ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو آخر تک اور بعضوں نے کہا آیت منسوخ ہے اور رسول
اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے اور اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اسمیں کئی
قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھی خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ
وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام
کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال
میں مستحب ہے اگرچہ انمیں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گذرے
کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موافق
مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے میں دو
قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو نہ
ہو سکی ہو وضو کرنے میں اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی واجب

نہیں اور جو یہ حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اسدن جو کئی نمازیں
ایک وضو سے پڑھیں اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسا آپ نے فرمایا میں نے یہ کام
قصداً کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے
ان افعال سے جو عادت کی خلاف ہوں اسلیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاویگا
اس سوال کی وجہ سے انتہی **باب** کَرَاهِیَۃِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّیْ وَغَیْرِہٖ یَدَہُ الْمَشْکُوْکَ فِیْ نَجَاسَتِہَا
فِی الْاِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِہَا ثَلَاثًا - پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے عَنْ
اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ
فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَہَا ثَلَاثًا فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سوکر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے
جب تک اوسکو تین بار نہ دھولے کیونکہ معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اوسکا **ف** امام شافعی نے کہا
عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے اور انکے ملک گرم تھے سونے میں
پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہوگیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ
قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا
ضرور نہیں سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلوں سے پاک
نہیں ہوتا بلکہ معاف ہو نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست
متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے
صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹی یہ کہ عبادات میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط
وسوسہ کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اسطرف ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے
نہ تحریمی جس صورت میں نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن
بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاویگا اگر رات کو سوکر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر
طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت
ہے جب شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتی اور یہہ سوکر اٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہیں

بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ
ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے
اور جو دن کی خواب سے اوٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصرا
عن ابی ہریرۃ فی حدیث ابی معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حدیث وکیع قال یرفعہ بمثلہ عن
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ ان روایتوں کا وہی جو اوپر گزرا عن
ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم فلیفرغ علی یدہ ثلاث مرات
یدیہ
قبل ان یدخل یدہ فی اناۂ فانہ لا یدری فیم باتت یدہ ترجمہ ابو ہریرہ رض روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی
ڈالے پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اس لیے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اکارات کو ف
کنایہ ہے یعنے دریا ذکر پر رہا اور کنایہ اسی مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اسکی
بہت نظیریں ہیں جب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ
دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے
ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھووے
یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی) عن
ابی ہریرۃ فی ہذہ الاسناد جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذا الحدیث کلہم یقول حتی یغسلہا
ولم یقل واحد منہم ثلثا الا ما قدمنا من روایۃ جابر وابن المسیب وابی سلمۃ وعبد اللہ بن
شقیق وابی صالح وابی رزین فان فی حدیثہم ذکر الثلث ترجمہ اس روایت میں صرف ہاتھ
دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہیں باب حکم ولوغ الکلب کتے کا منہ ڈالنا
اور پانی پینا کسی برتن سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ
الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرار ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے کسی کے برتن میں تو بہا دے اسکو
پھر سات بار دھووے عن الاعمش بہذا الاسناد مثلہ ولم یذکر فلیرقہ ترجمہ اس میں
بہانے کا ذکر نہیں ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب

یغسلہما
مرار
فلم یقل

الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پیے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ
مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئیں پہلی بار
مٹی سے مانجیں عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ
إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ
نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں منہ ڈالے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوویں ف
ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پسینا ناپاک ہے جمہور علما کا یہی قول
ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا
کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے میں ضرور لگیگا مگر
یہ دلیل قوی نہیں کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے طہارت اس مقام کی جہاں کتے نے منہ لگایا ہے
ثابت نہیں ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کو نہیں ڈالتے اسکا جواب یہ
ہے کہ آنے جانے سے طہارت اسکی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے
نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی
تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہوگا بعد اسکے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری
دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں انمیں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے
کی اجازت سے اسکی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈالنے
سے برتن کا سات بار دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس
اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا حنفیہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاست تو پر حالانکہ یہ قیاس ہے مقابل
نص کے اور دلیل لائے ہین طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار
دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہ نے بھولکر یہ کہا ہو یا سات بار دھونے کو وہ مستحب جانتے ہون اور
تین بار کو واجب اور ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہون نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہرحال
ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل نہین ہو سکتا دلیل الا وطار نووی نے کہا ہمارے نزدیک
کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھووے
اور ایک بار مٹی سے عَنْ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ
ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي
الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ترجمہ عبد اللہ بن مغفل مزنی سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتون کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال انکا اور حال کتون کا پھر اجازت
دی کہ شکاری کتا اور گاؤ کا کتا پالنے کی (یعنے بکریون کے سندو کے حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن مین
منہ ڈالکر پیے تو اسکو سات بار دھوو اور آٹھوین بار مٹی سے مانجو ف نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما
کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئین انہین ایک بار مٹی ملکر دھوئین اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھوان
بار ہوا۔ اور بھید اسقدر احتیاط کا کتے کی جوٹھ مین یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات
بار دھونے مین برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہین کہ نجاست اسکی اور نجاستون سے بڑھکر ہے کیونکہ
سور کے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمین زہر نہین عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي
رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَلَيْسَ ذِكْرُ الزَّرْعِ
فِي رِوَايَةِ غَيْرِ يَحْيَى ترجمہ اس روایت مین کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت یعنے کھیت کی
حفاظت ف نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی
پالے اسکی صورت کو پسند کر کے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے
پالنا درست ہے اور اس حدیث مین تو تین کامون کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسری جانورون
کی حفاظت کیلیے تیسری کھیت کی حفاظت کیلیے ان تین کامون کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ
اختلاف ہے کہ گھرون کی حفاظت کیلیے اسکا پالنا درست ہے یا نہین اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کٹنا ہو تو اسکو مار ڈالیں اور اگر کٹنا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتون کے قتل کی حدیث
منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہے مختصراً **باب** النہی عن البول فی الماء الراکد
تھمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت **عن** جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
نہی ان یبال فی الماء الراکد ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھمے ہوئے
پانی مین پیشاب کرنے سے **عن** ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبولن احدکم
فی الماء الراکد الدائم ثم یغتسل منہ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کوئی تم مین سے تھمے پانی مین پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کرکے پھر اسمین غسل
کرے **عن** ہمام بن منبہ قال ہذا ما حدثنا ابوہریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فذکر احادیث منہا وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبل فی الماء الدائم الذی
لا یجری ثم تغتسل منہ ترجمہ ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثین ہین جو ہم سے ابوہریرہؓ نے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کین پھر کئی حدیثین بیان کین انمین سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ نے فرمایا ایسا مت کر کہ پیشاب کرے تو تھمے ہوئے پانی مین جو بہتا نہین پھر غسل کرے اسمین
ف نووی نے کہا یہ ممانعت بعضے پانی مین تو تحریماً ہے اور بعضون مین کراہۃً اور اس حدیث سے
نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اسمین پیشاب کرنا حرام نہین لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر
پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے کہا کہ اسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے
اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاویگا موافق مذہب ہمارے شافعی کے اور دوسرے
کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کریگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک
اسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہین اور اگر حرام کہین جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے
لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت مین اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے
سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہوا تو اسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسمین
پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن مین پیشاب
کرکے اسکو پانی مین ڈالدے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہکر اسمین جاوے یہ سب باتین
منع ہین اور نہین کسی عالم نے خلاف کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پاخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن مین پیشاب کرکے اسکو ڈالنے کی اور نہ پانی کے
نزدیک پیشاب کرنے کی اور علما نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ
پانی مین نہ جاوے کیونکہ لوگ وہان آتے جاتے ہین تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر
پانی مین غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور
اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت مین نہ کرنا اولے ہے

انتہے **باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد** تھمے ہوئے پانی مین غسل کی ممانعت **عن**
ابي هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغتسل احدكم في الماء الدائم وهو
جنب فقال كيف يفعل يا ابا هريرة فقال يتناوله تناولا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوے پانی
مین نہ نہاوے لوگون نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہون نے کہا ہاتھون سے پانی لیکر نہاوے
ف نووی نے کہا ہمارے علما کے نزدیک تھمے ہوئے پانی مین نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو
یا کثیر اسیطرح جاری چشمے مین شافعی نے بویطی مین کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون جنب کے لیے غسل کرنا
کنوئین مین اور تھمے ہوئے پانی مین جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ
تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی مین غسل کیا اور وہ دو قلون سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ
نہیں گو یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو
جاویگا اور جو دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے
اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں
ہے قلیل اور کثیر پانی مین خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم انتہے مع زیادۃ **باب وجوب غسل البول**
وغيره من النجاسات اذا حصلت في المسجد وان الارض تطهر بالماء من غير حاجة الى حفرها
مسجد مین جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی
ہے اسکا کھودنا ضرور نہین **عن** انس ان اعرابيا بال في المسجد فقام اليه بعض القوم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوه لا تزرموه قال فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبه عليه
ترجمہ انس رض سے روایت ہے ایک گنوار مسجد مین پیشاب کرنے لگا لوگ اوٹھے اسکو مارنے کو

قال

یا ہٹانے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب اسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا عن انس بن مالک یذکر ان اعرابیا قام الی ناحیۃ فی المسجد فبال فیھا فصاح بہ الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ فلما فرغ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذنوب فصب علی بولہ ترجمہ انس بن مالک ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے مین کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب پر ڈالا گیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور یہ اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کمسن بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہین یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہین ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہون سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے عن انس بن مالک قال بینما نحن فی المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاء اعرابی فقام یبول فی المسجد فقال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہ مہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزرموہ دعوہ فترکوہ حتی بال ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاہ فقال لہ ان ھذہ المساجد لا تصلح لشیء من ھذا البول ولا القذر انما ھی لذکر اللہ والصلاۃ وقراءۃ القرآن او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فامر رجلا من القوم فجاء بدلو من ماء فشنہ علیہ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد مین اتنے مین ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہوکر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا ہائین ہائین کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگون نے چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ

پیشاب کر چکا تب آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدین پیشاب اور نجاست کی لائق نہین یہ تو اللہ کی
یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئین ہین یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم
کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو
بچانا چاہیے ناپاک چیزون سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیون سے اور
خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہان پر مین چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہون ایک
یہ کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین
پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور
بعضے لوگون کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست
ہے امام شافعی نے ام مین اسکی تصریح کر دی ہے ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ مسجد مین سونے
کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو
خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد مین سو جاوے تو کچھ قباحت
نہین اور اوزاعی نے کہا مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافرون کو مسجد مین سونا
درست ہے اور مقیم کو مناسب نہین امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہین پر اگر کوئی
مسجد کو خوابگاہ بنا لیوے تو جائز نہین اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد مین
سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد مین سویا کرتے
تھے اور کافر مسلمانون کی اجازت سے مسجد مین جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اوسکو جانے سے
روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد مین وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام
مین وضو کرنا جس سے لوگون کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک اور سحنون سے
اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے - ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت
نے لکھا ہے کہ جانورون اور دیوانون اور لڑکون کا مسجد مین لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہین
جنکو تمیز نہین کیونکہ وہ نجس کر دین گے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہین ہے کسلیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہو کر اور یہ کراہت کے منافی نہین
اسواسطے کہ آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہوگا یا اسلیے کہ آپ سب لوگون کو دکھنے مین تو دوسر

اُنکی پیروی کرین اسیطرح مسجد مین نجاست کا لیجانا حرام ہے اور جسکے بدن مین ایسی نجاست لگی ہو کہ اُس سے مسجد کے نجس ہوجانیکا ڈر ہو وہ مسجد مین نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد مین فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد مین چیت لیٹنا پانون ہلانا اونگلیان چٹخنا درست ہو۔ مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَاُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ بَوْلَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچون کو لاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے اُنپر اور کچھ چباکر اُنکے مونہ مین دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے آپ پر پیشاب کردیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہہ ڈالدیا اور دھویا نہین اسکو عَنْ عَائِشَةَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِيْ حَجْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپکی گود مین پیشاب کردیا آپ نے پانی منگواکر اس جگہہ ڈالدیا عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى اَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ ترجمہ ام قیس بنت محصن سے روایت ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک بچہ لیکر آئین جو اناج نہین کھاتا اور اسکو بٹھادیا آپکی گود مین اسنے پیشاب کردیا آپ نے فقط پانی اسپر چھڑک دیا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهٗ ترجمہ زہری سے روایت ہی اسی اسناد سے اسمین یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ اَحَدِ بَنِيْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ اَنْ يَاْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلٰى ثَوْبِهٖ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا ترجمہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
بن مسعود سے روایت ہے ام قیس بنت محصن سے (جو مہاجرات میں سے تھیں جنھوں نے بیعت کی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ بہن تھیں عکاشہ بن محصن کی) بیان کیا مجھ سے وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اپنے ایک بچہ کو لیکر آئین جو کھانا نہیں کھاتا تھا اس بچے نے آپ کی گود میں
پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک دیا اسکو دھویا نہیں **ف** نووی نے کہا ان حدیثون
سے بچون کے منہ میں کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا
بھی نکلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچون کو بزرگون پاس لیجانا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملائمت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب کا مقصود یہ ہے کہ
بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس باب میں تین مذہب ہیں ایک تو صحیح اور مشہور وہ
یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستون کی دھونا ضرور
ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کا دھونا
ضرور ہے آخیر کے دونون مذہب شاذ اور ضعیف ہیں اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی بن ابی طالب
اور عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ایک جماعت سلف اور اصحاب
حدیث نے اور یہی قول ہے ابن وہب کا اور یہی مروی ہے ابوحنیفہ سے اور دوسرے مذہب کو مالک نے
اختیار کیا ہے ابوحنیفہ سے بھی یہی مشہور ہے یہ اختلاف اس بچے میں ہے جو سوا دودھ کے اور کوئی
غذا نہ کھاتا ہو لیکن جب وہ اناج کھانے لگی تو سب کے نزدیک اسکا پیشاب دھونا ضرور ہے انتہے
باختصار **بَابُ حُكْمِ الْمَنِيِّ** منی کا حکم **عَنْ** عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ
يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ
حَوْلَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ ترجمہ
علقمہ اور اسود سے روایت ہے ایک شخص حضرت عائشہ پاس اترا صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا (شاید رات
کو احتلام ہو گیا ہو گا) حضرت عائشہ نے کہا تجھ کو کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالنا
اور جو نہیں دیکھی تو پانی گرد اگرد چھڑک دینا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی
چھیل ڈالتی (یعنی کھرچ ڈالتی) اسلیے کہ وہ گاڑھی ہوتی پھر آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے

عن الاسود وهمام عن عائشة في المني قالت كنت افركه من ثوب رسول الله صلى الله
عليه وسلم ترجمہ اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عن عائشة في حت المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم نحو حديث
خالد عن ابي معشر عن عائشة بمثل حديثهم ترجمہ ان روایتون کا بھی وہی جو اوپر گذرا عن عمرو بن
ميمون قال سالت سليمان بن يسار عن المني يصيب ثوب الرجل ايغسله ام يغسل
الثوب فقال اخبرتني عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغسل المني ثم يخرج
الى الصلوة في ذلك الثوب وانا انظر الى اثر الغسل فيه ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے
میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھووے
انھون نے کہا مجھسے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز
کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونیکا نشان دیکھتی آپکے کپڑے میں عن عمرو بن ميمون
بهذا الاسناد اما ابن ابي زائدة فحديثه كما قال ابن بشر ان رسول الله صلى الله عليه و
سلم يغسل المني واما ابن المبارك وعبد الواحد ففي حديثهما قالت كنت اغسله
من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے
کہا میں دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عن عبد الله بن شهاب
الخولاني قال كنت نازلا على عائشة فاحتلمت في ثوبي فغمستهما في الماء فراتني جارية
لعائشة فاخبرتها فبعثت الي عائشة فقالت ما حملك على ما صنعت بثوبيك قال قلت
رايت ما يرى النائم في منامه قالت هل رايت فيهما شيئا قلت لا قالت فلو رايت شيئا غسلته لقد رايتني
واني لاحكه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم يابسا بظفري ترجمہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے
روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس اترا مجھے احتلام ہو گیا کپڑون میں میں نے انکو پانی میں ڈبویا حضرت
عائشہ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور انسے بیان کیا انہون نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑون کو تم نے
کیون ڈبویا میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام سے ہے) انہون
نے کہا کپڑون میں تو نے کچھ اثر پایا میں نے کہا نہیں انہون نے کہا اگر کپڑون میں تو کچھ دیکھتا تو
اسکا دھونا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخون سے چھیل ڈالتی

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو سارے کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضرور نہین صرف
اتنے مقام کو دھو ڈالے جہان منی لگی ہو نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہی آدمی کی منی مین تو لیث
اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہی کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے
اور یہی ایک روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ
منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے مین
منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی کتنا ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین
لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور بہت سے علماء اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہی اور یہی مروی
ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد کی صحیح تر روایت مین اور
یہی مذہب ہے شافعی اور اہل حدیث کا اور حسن نے یہ کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اسنے
غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہی جسمین منی دھونیکا ذکر ہے اور جو پاک کہتے
ہین انکی دلیل وہ حدیث ہی جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا
کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے
استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک
قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ
ضعیف ہی کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب
منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہی یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ
طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی
تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ
وہ پاک ہے خواہ اس جانور گوشت حلال ہو یا نہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً تیسرا قول یہ
ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی
بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی اس حدیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ
عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع مین منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہین انہون نے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہین ہوتا بلکہ جب بدن مین اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع یعنے بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو انتہے باب نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا بیان عن اسماء قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت احدنا یصیب ثوبھا من دم الحیضۃ کیف تصنع بہ قال تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ ثم تصلی فیہ ترجمہ اسماء سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم مین کسیکی کپڑے مین حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپنے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے مین نماز پڑھے ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دہونا پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور روان چیز سے دھووے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے مین صاف کرنا اسکا ضرور ہے عدد کی شرط نہین ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہین دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اُسکا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہانتک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اب بعد اسکے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہین ہے صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہجاوے تو کچھ قباحت نہین البتہ اگر اسکا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضرور ہے اور جو بو باقی رہی تو اسمین دو قول مین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصرا عن ابی ھشام بن عروۃ بھذا الاسناد مثل حدیث یحیی بن سعید ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا۔ باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ پیشاب کی نجاست کا بیان عن ابن عباس قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال اما انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان یمشی بالنمیمۃ واما الآخر فکان لا یستتر من بولہ قال

حاشیہ: تقرصہ

فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ
لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا ﴿ترجمہ﴾ عبداللہ بن عباس سے روایت ہو رسول اللہ صلی علیہ
سلم دو قبرون پر سے نکلے تو فرمایا ان دونون قبر والون پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں
ف بخاری کی روایت مین اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس
سے یہ غرض ہوگی کہ انکی دانست مین بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا انپر مشکل نہ
تھا اور قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے
کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہین بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے
ہونیکا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہو اسیطرح
چغلخوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے (نووی م) ف ایک تو انمین چغلخوری کرتا (یعنے ایک
کی بات دوسرے سے لگا دیتا فساد اور لڑائی کے لیے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے مین احتیاط
نہ کرتا پھر آپنے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اسکو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی
اور فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیان نہ سوکھین اسوقت تک انکا عذاب ہلکا ہووے ف نووی
نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونون کی سفارش کی تو وہ سفارش
قبول ہوتی اسطرح سے کہ انکے عذاب کم کرنے کا حکم ہوا ٹہنی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے
ہون انکے لیے ٹہنیون کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیان تسبیح کہتی ہون اور اسوجہ سے
عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاوین تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
سے اکثر مفسرین کے نزدیک یہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی زندگی جبہی تک ہے
کہ وہ کاٹی نہ جاوین اور محققین علما کا بھی قول ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقۃً تسبیح
کرتی ہو اور بعضون نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے
اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتا ہے اور یہی اسکی تسبیح ہے۔ برگ درختان سبز در نظر ہشیار۔ ہر ورقے
دفتریست معرفت کردگار۔ اور اس حدیث سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن
پڑھنا مستحب ہے اسلیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب کی کمی
ہوگی اور بخاری نے اپنے صحیح مین روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی تھی کہ میری قبر

دو ہری شاخین رکھدی جاوین اور شاید انہون نے تبرکاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل کو دیکھکر
یہ وصیت کی خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبرون پر کیا کرتے ہین یعنے پھول اور شاخین ڈالنے کا
اور کہا اسکی کوئی اصل نہین اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اسکا خلاف
کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چغل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے
بچانا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوری مین داخل نہین انتہی سے زیادہ **عَنْ** سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا
الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَكَانَ الْاٰخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ اَوْ مِنَ الْبَوْلِ ترجمہ اس روایت کا
وہی جو اوپر گذرا **كِتَابُ الْحَيْضِ** کتاب حیض کے بیان مین **ف** حیض کے معنے لغت میں
بہنا اور اصطلاح مین حیض اس خون کو کہتے ہین جو بالغہ عورت کی رحم سے بہتا ہے معین دنون مین اور
استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے **بَابُ** مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْاِزَارِ تہبند
کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا اَمَرَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتَزِرُ بِاِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے
ہم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہبند باندہنے کا پھر
مباشرت کرتے اسکے ساتھ **ف** یعنے لیٹتے اُس سے اور مساس کرتے اور بوسہ لیتے پر جماع نہ کرتے
کیونکہ حیض مین جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اسکو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے
اسلیے کہ حرمت اسکی قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھولے سے یا نادانستہ ایسا کام
کرے تو اسپر نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہین
مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا
ہے جیسے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان
اور ایوب اور سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اسپر کفارہ واجب ہے
اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور
احمد کا ایک روایت مین اب اختلاف کیا ہے ان لوگون نے کفارے مین تو حسن اور سعید نے کہا وہ کفارہ
ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگون نے کہا وہ ایک دینار یا آدہا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل
انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت مین وہ ایک

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حفاظ اہلحدیث عن عائشۃ قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا امرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تأتزر فی فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یملک اربہ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہبند باندھنے کا جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے حضرت عائشہ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اسقدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے **ف** اپنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا ہر شخص کا کام نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت بھی نہ کرے ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گذرا اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے سے یا چمٹا دے یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ وسلمانی سے منقول ہے کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے مگر اس کو کسی نے قبول نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازار کے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ گھٹنے اور ناف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور ہمارے اصحاب میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہاں حیض بند ہوا اور عورت نے غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے انتہی مختصرا عن میمونۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یباشر نساءہ فوق الازار وھن حیض ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں **باب الاضطجاع مع الحائض فی لحاف واحد** حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا عن میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ مَعِيَ وَاَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ ترجمہ
ام المومنین میمونہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور مین حائضہ ہوتی اور
میرے اور آپکے بیچمین ایک کپڑا حائل ہوتا عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ لِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ
وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ
ام المومنین ام سلمہ رضہ سے روایت ہی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر مین دفعتہً مجھے
حیض آیا مین کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا
مین نے کہا ہان آپ نے مجھے بلایا پھر مین آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر مین ام سلمہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دونون ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز
ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح لیٹنا اسکے ساتھ ایک چادر مین بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف اور زانو
کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہی اسیطرح مساس
کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہین ہے وہ پانی اور ہر ایک روان چیز مین
ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے کنگھی کر سکتی ہے کھانا پکا سکتی ہے اسکا جوٹھا اور پسینا دونون پاک ہین اور ابن جریر نے کہا اسپر
اجماع ہی علما کا انتہے بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَاْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَ
الْاِتِّكَاءِ فِيْ حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْهِ اس باب مین یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو
سکتی ہے اسکے سر مین کنگی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود مین تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن
پڑھنا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَاْسَهُ
فَاُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ ترجمہ ام المنین عائشہ رضہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے مین اسمین کنگی کر دیتی اور
آپ گھر مین تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ) ف
نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب مین آویگا اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤن یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اُسکا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر مین نہ جاویگا یا فلان گھر سے نہ
نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اسکے اندر کرے یا اسمین سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے مین بشرطیکہ وہ راضی
ہو **عَنْ** عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ
لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ
لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ
مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ نے کہا مین (جب اعتکاف
مین ہوتی) گھر مین جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر مین بیمار ہوتا اُسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین رہکر اپنا سر میری طرف ڈالدیتے مین اسمین کنگھی کر دیتی اور آپ گھر مین نہ جاتے
مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف مین ہوتے **عَنْ** عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ
أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ
فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف
مین ہوتے اور مسجد کے باہر اپنا سر نکالدیتے مین آپکا سر دھو دیتی حالانکہ مین حائضہ ہوتی **عَنْ**
عَائِشَۃَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي
فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور مین حجرے مین ہوتی پھر مین کنگھی کرتی آپ کے سر مین اور مین حائضہ
ہوتی **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور مین حائضہ
ہوتی **عَنْ** عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ
مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ترجمہ عائشہؓ نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے مین نے کہا
مین حائضہ ہون آپنے فرمایا حیض تیرے ہاتھ مین تو نہین ہے **ف** حدیث مین خمرہ کا لفظ
ہے اکثر علمانے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جسپر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

کہا خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر
رہ کر ہاتھ اندر کرکے بوریا گھسیٹ لا اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے
عن عائشة قالت امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اناوله الخمرة من المسجد
فقلت اني حائض فقال تناوليها فان الحيضة ليست في يدك ترجمہ ام المومنین عائشہ
سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اوٹھا لینے کا مسجد سے میں نے
کہا میں حیض سے ہوں آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے عن ابی ہریرة
قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد فقال يا عائشة ناوليني الثوب فقالت
اني حائض فقال ان حيضتك ليست في يدك فناولته ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اتنے میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجکو کپڑا اٹھا دے انہوں نے کہا
میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا
عن عائشة قالت كنت اشرب وانا حائض ثم اناوله النبي صلى الله عليه وسلم
فيضع فاه على موضع في فيشرب واتعرق العرق وانا حائض ثم اناوله النبي صلى الله عليه
وسلم فيضع فاه على موضع في ولم يذكر زهير فيشرب ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے میں پانی پیتی تھی پھر پکڑا دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں
میں نے رکھکر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور کبھی ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو دیدیتی آپ اسی جگہہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا عن عائشة انها قالت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتكئ في حجري وانا حائض فيقرأ القرآن ترجمہ
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن
پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی عن انس ان اليهود كانوا اذا حاضت المرأة فيهم لم يواكلوها
ولم يجامعوهن في البيوت فسأل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم النبي صلى الله عليه
وسلم فانزل الله عز وجل ويسألونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في
المحيض الى اخر الاية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصنعوا كل شيء الا النكاح فبلغ
ذلك اليهود فقالوا ما يريد هذا الرجل ان يدع من امرنا شيئا الا خالفنا فيه

فجاء اسید بن حضیر وعباد بن بشر فقالا یا رسول اللہ ان الیھود تقول کذا وکذا افلا نجامعھن فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ظننا ان قد وجد علیھما فخرجا فاستقبلتھما ھدیۃ من لبن الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل فی آثارھما فسقاھما فعرفنا ان لم یجد علیھما ترجمہ انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر میں اسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ویسئلونک عن المحیض اخیر تک یعنے پوچھتے ہیں تجھکو حیض سے تم کہہ دو حیض پلیدی ہے تو جدا رہو عورتون سے حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہونچی انہون نے کہا یہ شخص (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا اخلاف کرے یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں ہم حائضہ عورتون سے جماع کیون نہ کریں (یعنے جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہمکو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (اونکے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیون نہ کریں آپکو برا معلوم ہوا اس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونو شخصون پر غصہ آیا وہ اٹھکر باہر نکلے اتنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفے کے طور پر آپ نے ان دونو کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا جب انکو معلوم ہوا کہ آپکا غصہ انکے اوپر نتھا **ف** آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے انکی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تھے انہون نے اسلام کی حرارت میں یہود سے جلکر یہ بات کہدی جو قرآن کے خلاف تھی

باب المذی۔ مذی کا بیان

ف مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اسکا نکلنا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونون میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتون میں زیادہ (نووی) عن علی قال کنت رجلا مذاء فکنت استحیی ان اسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمکان ابنتہ فامرت المقداد بن الاسود فسئلہ فقال یغسل ذکرہ ویتوضأ ترجمہ حضرت علی رض سے روایت ہے میری مذی بہت نکلا کرتی میں نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے میں کیونکہ آپکی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں میں نے مقداد بن الاسود سے کہا انہون نے پوچھا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے عن علی انہ قال استحییت ان اسأل النبی

فیصلہ ہم عثمانؓ ... [illegible]

تا باب الذی ... [illegible]

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْیِ مِنْ اَجْلِ فَاطِمَةَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ مِنْهُ الْوُضُوْءُ ترجمہ حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رض کے بین سے مقداد سے کہا انہوں سے نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے نہ غسل ضرور نہیں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ الْمَذْیِ یَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ کَیْفَ یَفْعَلُ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے حضرت علی رض نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال ف نووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جس قدر ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھووے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کہا ہے اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوا پیشاب اور پاخانہ کے اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے میں کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے یا سالی سے جماع کے متعلق باتیں کرنا ادب کے خلاف ہے لیکن باختصار

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْیَدَیْنِ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ النَّوْمِ جب سو کر اٹھے تو منہ ہاتھ دھونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَیَدَیْهِ ثُمَّ نَامَ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ نہیں ہے اور سلف کے بعض لوگوں نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ لگے اور رات کا تہجد اور وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کا ڈر نہ تھا

بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ

والاستحباب الوضوء له وغسل الفرج اذا اراد ان یاکل او یشرب او ینام او یجامع جنب کو سونا درست
ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھانے اور پینے اور سونے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ
لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد
کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
وآداد كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ
ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے
تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ
قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے
اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کر لے پھر سو سکتا ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رض اِسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ يَنَامُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ لِيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَنَمْ حَتّٰى يَغْتَسِلَ اِذَا
شَاءَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر
کوئی ہم میں سے جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لیوے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل
کرے عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ تُصِيْبُهُ جَنَابَةٌ
مِّنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ترجمہ عبد اللہ بن
عمر رض سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے انکو
آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ
عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ
اَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ اَمْ يَنَامُ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا
اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً ترجمہ عبد اللہ بن ابی
قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان
کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل
سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونوں طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

مین نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھی اس مین عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ترجمہ حدیث یہی ہی جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ زَادَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَهُمَا وُضُوْءًا اَوْ قَالَ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّعَاوِدَ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے پھر کرے عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ ترجمہ انس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتون پاس ہو آتے ایک ہی غسل سے **ف** نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہی اسپر سب کا اجماع ہی سیطرح اسبات پر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان حدیثون کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثون سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فے الفور واجب نہین بلکہ جب نماز کے لیے اوٹھے اسوقت واجب ہے (انتہے باختصار) **بَابُ** وُجُوْبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْاَةِ بِخُرُوْجِ الْمَنِیِّ مِنْهَا اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَّهِیَ جَدَّةُ اِسْحَاقَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهٗ وَعَائِشَةُ عِنْدَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمَرْاَةُ تَرٰى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِی الْمَنَامِ فَتَرٰى مِنْ نَّفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ فَضَحْتِ النِّسَآءَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَقَوْلُهَا تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ خَيْرٌ فَقَالَ لِعَائِشَةَ بَلْ اَنْتِ فَتَرِبَتْ يَمِيْنُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ام سلیم آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تہین اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہان حضرت عائشہ بیٹھی تہین انہون نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہی پھر دیکھی وہ چیز جو مرد دیکھتا ہی (یعنے منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا اے ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتون کو (اسوجہ سے کہ احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اوسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ مین مٹی لگے (اور یہ انہون نے نیک بات کہی **ف** یعنے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ مین مٹی لگے اس سے بد دعا مقصود نتھی نکو سنانا بلکہ انہون نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل مین یہ ہے کہ تجہپر محتاجی

آوے اور تو غریب ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب مین کہ یہ کلمہ اسوقت کہتے ہین جب کسی بات کو برا سمجھتے

ہین یا برا جانتے ہین یا جھڑکتے ہین یا خفا ہوتے ہین) ت آپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ مین

مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت مین جب ایسا دیکھے ف نووی نے

کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونو

پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی

عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کے بدلے

صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہین کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے

اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلنے یا یونہی

ہی سوتے مین نکلے یا جاگنے مین معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے

مراد یہ ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے مین یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہین نکلی تو غسل

واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہین اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ

نماز مین ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاویگی اور

عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہی مختصراً عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ

[سلمة] حَدَّثَتْ اَنَّهَا سَاَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاسْتَحْيَيْتُ

[قالت] مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ وَهَلْ يَكُوْنُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ

اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ

الشَّبَهُ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے حدیث بیان کی

کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا

جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی مین نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنی عورت کو بھی

احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ

کیونکر ہوتا ہے ف یعنے بچہ مرد اور عورت دونو کے نطفہ سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا

ہے بچہ اوسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اوسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے ت

مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اُسی کے مشابہ ہوجاتا ہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان مین حالت صحت مین علما نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اسکو نکلنے مین لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسیوقت شہوت ضعیف ہوجاتی ہے اور اسکی بو ایسی ہوتی ہے جیسے کہجور کے گابہہ کی قریب قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضون نے کہا پیشاب کی سی بو ہوجاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو کسی بیماری مین مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو مرد کی منی کبھی زرد اور رقیق ہوجاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہوجاتی ہین تو وہ کود کر نہین نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہوجاتی ہے یخنی کیطرح اور کبھی خالص خون کیطرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہین ایک تو یہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہوجاوے دوسری بو کھجور کے گابہے کیطرح تیسری آہستہ آہستہ لئی بار مین نکلے ان مین سے ہر ایک بات کافی ہے اوسکے منی ہونے کے لیے اور تینون باتون کا ہونا ضرور نہین اگر ان تینون مین سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہوگا کہ وہ منی نہین ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہو[تی] ہے اسکی پہچان دو اوصاف سے ہو ایک تو بو مرد کی منی کی بو کیطرح دوسرے لذت اسکے نکلتے وقت اور اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم ہوجانا پھر منی جسطرح اور جس حال مین نکلے اوسکے نکلنے سے غسل واجب ہوگا انتہے ما قال النووی **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهٖ فَقَالَ اِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا اگر اسمین سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنے منی نکلے) تو غسل کرے **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ رض قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالے سچی بات سے شرم نہین کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو تو آپنے فرمایا ہان

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے
فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے **ف** اس حدیث
سے اور اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت
ہے پر جیسی اسکی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کیطرح نہیں ہیں اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہیں
ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات میں تاویل کا طریقہ
اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنیوالوں کو
بہت برا سمجھا ہے **عَنْ** هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ
النِّسَاءَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے رسوا کردیا
عورتوں کو **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اُمَّ بَنِيْ اَبِيْ طَلْحَةَ دَخَلَتْ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ هِشَامٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
لَهَا اُفٍّ لَكِ اَتَرَى الْمَرْاَةُ ذٰلِكَ ترجمہ حضرت عائشہؓ نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پاس آئیں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اف تجھ پر کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْاَةُ اِذَا احْتَلَمَتْ وَ
اَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَاُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيْهَا وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ اِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ اِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ
اَشْبَهَ الْوَلَدُ اَخْوَالَهُ وَاِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا اَشْبَهَ اَعْمَامَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت
ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو
ہو اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے
اور وہ کوچنی جاویں ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے
ماں باپ کو وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ
ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے **ف** حدیث
میں اُلّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاویں اور کوچنی جاویں آلہ
سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح اَلَّتْ ہے یعنے چیخ ماری

حضرت عائشہ نے

باب بيان صفة مني الرجل والمرأة وأن الولد مخلوق من مائهما

عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے

عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كنت قائما عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء حبر من أحبار اليهود فقال السلام عليك يا محمد فدفعته دفعة كاد يصرع منها فقال لم تدفعني فقلت ألا تقول يا رسول الله فقال اليهودي إنما ندعوه باسمه الذي سماه به أهله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن اسمي محمد الذي سماني به أهلي فقال اليهودي جئت أسألك فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أينفعك شيء إن حدثتك قال أسمع بأذني فنكت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعود معه فقال سل فقال اليهودي أين يكون الناس يوم تبدل الأرض غير الأرض والسموات فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هم في الظلمة دون الجسر قال فمن أول الناس إجازة قال فقراء المهاجرين قال اليهودي فما تحفتهم حين يدخلون الجنة قال زيادة كبد النون قال فما غذاؤهم على إثرها قال ينحر لهم ثور الجنة الذي كان يأكل من أطرافها قال فما شرابهم عليه قال من عين فيها تسمى سلسبيلا قال صدقت قال وجئت أسألك عن شيء لا يعلمه أحد من أهل الأرض إلا نبي أو رجل أو رجلان قال ينفعك إن حدثتك قال أسمع بأذني قال جئت أسألك عن الولد قال ماء الرجل أبيض وماء المرأة أصفر فإذا اجتمعا فعلا مني الرجل مني المرأة أذكرا بإذن الله وإذا علا مني المرأة مني الرجل آنثا بإذن الله عز وجل قال اليهودي لقد صدقت وإنك لنبي ثم انصرف فذهب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد سألني هذا عن الذي سألني عنه وما لي علم بشيء منه حتى أتاني الله به

ترجمہ ثوبان سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہا میں رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمد میں نے اسکو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا وہ بولا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو نام لیتا ہے حضرت کا اور رسول اللہ کیوں نہیں کہتا وہ بولا ہم انکو اس نام سے پکارتے ہیں جو انکے گھر والوں نے رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد ہے یہودی نے کہا میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا میں اگر تجھ سے کچھ بتلاؤں تو تجھکو فائدہ ہوگا اس نے کہا میں کان سے سنونگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ساتھ

میں ہاتھ زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جسدن یہ زمین بدل
جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہاں ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگ اسوقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہونگے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس
پل سے پار ہونگے آپ نے فرمایا مہاجرین میں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے
ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
جنت میں جاوینگے تو انکا پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) پھر
اسنے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کاٹا جاویگا انکے لیے جو جنت میں چرا کرتا تھا پھر اوسنے پوچھا پیکر
کیا پینگے آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک
ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جسکو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوا نبی کے شاید ایک دو آدمی جانتے ہوں آپ نے فرمایا
اگر میں وہ بات تجھے بتادوں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سن لونگا پھر اس نے کہا میں تجھ
کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھا ہوتے ہیں اور مرد
کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی
ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہیں
پھر چلا پیٹھ پھیر کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم
نہ تھی یہانتک کہ اللہ تعالی نے مجھکو بتادیں عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ وَ
آنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا اور کچھ لفظوں کا فرق ہے

بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کیونکر کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ
ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ
ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب جنابت کا غسل کرتے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کے لیے کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالون کی جڑون مین ڈالتے جب آپ دیکھتے
کہ بال تر ہو گئے تو اپنی سر پر دونو ہاتھون سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونون
پانون دہوتے **ف** نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونو پہونچون
کو تین بار دہووے برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے پہر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دہووے پھر
وضو کرے جسطرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پہر سب انگلیاں پانی مین ڈالکر ایک چلو لیوے اور سر کے بالون
اور داڑہی کے بالون مین اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلون اور کانون اور
ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پانون کی انگلیون کی اور ان سب جگہون مین پانی پہونچا دے پھر تین
بار ساری بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہونچا دے اور مستحب ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور
قبلہ کیطرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ
ورسولہ اور غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزون مین نیت اور ساری بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط
ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزین سنت ہین اور ملنا بدن کا واجب نہین ہے مگر مالک اور مزنی کے
نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت مین واجب نہین ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے
انتہے مختصرا **عَنْ** هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ ترجمہ وہی ہو اور
مگر اس روایت مین پانون دہونے کا ذکر نہین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ
غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونو
پہونچون کو تین بار دہویا پھر بیان کی حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت مین پانون دہونے
کا ذکر نہین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ
يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ ام المومنین
عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دہوتے برتن مین ہاتھ ڈالنے
سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ
لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي
الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ

ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ کَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰی عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِکَ فَغَسَلَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ اَتَیْتُهٗ بِالْمِنْدِیْلِ فَرَدَّهٗ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے میری خالہ میمونہ نے بیان کیا ان نے پانی رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کے واسطے آپ نے پہلے دونوں پہنچے دھوئے دو بار یا تین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر مارا اور رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر بھر کر ڈالے پھر سارے بدن کو دھویا پھر اوس جگہ سے سرک گئے اور پانوں دھوئے پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پانوں کا پونچھنا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علما کے اس میں پانچ قول ہیں ایک تو یہ کہ نہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے پانچواں یہ کہ گرمی میں مکروہ ہے جاڑے میں مکروہ نہیں اور صحابہ سے اس میں تین مذہب منقول ہیں ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہیں وضو اور غسل دونوں میں انس بن مالک اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں ابن عمر اور ابن ابی لیلے کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں ابن عباس کا یہی قول ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک یہ حدیث ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے لیکن اوسکے اسناد ضعیف ہیں ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں (نووی) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا اِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّاْسِ وَفِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ وَصْفُ الْوُضُوْءِ كُلِّهٖ فَذَكَرَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ فِيْهِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيْلِ ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا اسمیں سر پر تین چلو کا ذکر نہیں ہے اور وکیع کی روایت میں سارے وضو کا بیان ہے اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر کیا اور ابو معاویہ کی روایت میں رومال کا ذکر نہیں ہے عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَمَسَّهٗ وَجَعَلَ يَقُوْلُ بِالْمَاءِ هٰكَذَا يَعْنِيْ يَنْفُضُهٗ ترجمہ میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رومال لایا گیا بدن پونچھنے کو آپ نے نہیں لیا اور پانی کو جھٹکنے لگے ہاتھ سے بعضوں نے اسی حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں نووی نے کہا ہمارے اصحاب کی اسمیں تین قول ہیں ایک تو یہ کہ جھٹکنا

اور چھڑکنا مکروہ نہین کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہے تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اسحدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہین ہے انتہی عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء نحو الحلاب فاخذ بكفه بدء بشق راسه الايمن ثم الايسر ثم اخذ بكفيه فقال بهما على راسه ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمین اونٹنی کا دودھ دوہتے ہین) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوتے پھر بایان جانب بعد اسکے دونو ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے ف صحیح حلاب ہے کسرہ حا اور تخفیف لام اور بعضون نے اسکو جلاب پڑھا ہے بضم جیم وتشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے باب في القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل من اناء هو الفرق من الجنابة ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے جسمین تین صاع پانی آتا ہے (یعنے سات آٹھ سیر) جنابت سے ف نووی نے کہا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہین ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاوین اور مستحب ہے کہ وضو مین ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل مین ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض صحاب نے کہا ہے کہ یہان وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضون نے کہا کہ اسراف حرام ہے انتہی عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل في القدح وهو الفرق وكنت اغتسل انا وهو في الاناء الواحد وفي حديث سفيان من اناء واحد قال قتيبة قال سفيان والفرق ثلاثة آصع ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک کٹوری سے اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہین جسمین تین صاع پانی آتا ہے) اور مین اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے ف نووی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

باب في الطيب بعد الغسل من الجنابة

وغسل الرجل والمرأة من اناء واحد في حالة واحدة وغسل احدهما بفضل الآخر

مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت مین اور غسل کرنا ایک کا دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے
اور اسمین کراہت بھی نہین ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت
کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہین بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت مین لے گئی ہو اور اوسکو استعمال
کیا ہو اور عبد اللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق
بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقا کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے
یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کے ساتھ غسل کیا ہے اور ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی
استعمال کیا اور خلوت کو اسمین کوئی دخل نہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث نے جیسے
بخاری وغیرہ نے اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل
درست نہین یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے واللہ اعلم انتہے عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ
عَلٰی عَائِشَۃَ اَنَا وَاَخُوْھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَسَاَلَھَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَدَعَتْ
بِاِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَھَا سِتْرٌ وَاَفْرَغَتْ عَلٰی رَاْسِھَا ثَلَاثًا قَالَ وَکَانَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذْنَ مِنْ رُءُوْسِھِنَّ حَتّٰی یَکُوْنَ کَالْوَفْرَۃِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے
مین اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودہ کے ناتے کا) بھائی (عبد اللہ بن یزید) اونکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہون نے ایک برتن منگوایا جسمین صاع بھر پانی آتا تھا اور ہمارے اور
انکے بیچ ایک پردہ تھا انہون نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا ف ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور
عبد اللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اونکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا
عبد اللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودہ پلایا تھا اور یہ دونو
محرم ہین اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے ف ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان اپنے
بال کترالی تھین اور کانون تک بال رکھتے تھین ف حدیث مین وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے بڑہکر ہے
اور لمہ ان بالون کو کہتے ہین جو مونڈھون تک ہون اور اورون نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانون تک
ہون ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہین جو کانون پر ہون قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتین تو چوٹیان نکالا کرتین

باب غسل الرجل والمرأة في اناء واحد في حالة واحدة

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنے کیلیے نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہوتا کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے انتہی

عَنْ اَبِی سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِیَمِیْنِہٖ فَصَبَّ عَلَیْہَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَہَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَی الْاَذٰی الَّذِیْ بِہٖ بِیَمِیْنِہٖ وَغَسَلَ عَنْہُ بِشِمَالِہٖ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِکَ صَبَّ عَلٰی رَاْسِہٖ قَالَتْ عَائِشَۃُ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَنَحْنُ جُنُبَانِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اسپر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے جو بدن پر نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّہَا کَانَتْ تَغْتَسِلُ ہِیَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ یَسَعُ ثَلَاثَۃَ اَمْدَادٍ اَوْ قَرِیْبًا مِنْ ذٰلِکَ ترجمہ ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جسمین تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا ف قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مد پانی لیا جاتا یا اس سے مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جسمین فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت مین ہوا ہوگا نووی نے کہا اس حدیث مین تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت مین پانچ مکوک کا بیان ہے غسل مین اور ایک مکوک کا وضو مین اور ایک روایت مین ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت مین ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک امام شافعی اور اور علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا بہر حال طہارت کے لیے پانی کا کوئی مقدار مقرر نہیں ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَیْدِیْنَا فِیْہِ مِنَ الْجَنَابَۃِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونو کے ہاتھ اسمین پڑ جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَاحِدٍ فَیُبَادِرُنِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَہُمَا جُنُبَانِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتی تھی ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ مین ہوتا

آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہانتک کہ مین کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو
اور دونو جنب ہوتے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِی مَیْمُوْنَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا کَانَتْ
تَغْتَسِلُ ھِیَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ ترجمہ میمونہ سے روایت ہے وہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَیْمُوْنَۃَ ترجمہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے عَنْ اُمِّ
سَلَمَۃَ قَالَتْ کَانَتْ ھِیَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلَانِ فِی الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ
مِنَ الْجَنَابَۃِ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے عَنْ اَنَسٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَکَاکِیْکَ وَیَتَوَضَّأُ بِمَکُّوْکٍ وَقَالَ ابْنُ مُثَنّٰی بِخَمْسِ مَکَاکِیَّ ترجمہ انس سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ
بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی خَمْسَۃِ اَمْدَادٍ ترجمہ انس رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے عَنْ سَفِیْنَۃَ
قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُغَسِّلُہُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَۃِ وَیُوَضِّئُہُ
الْمُدُّ ترجمہ سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد
پانی وضو کے لیے کافی تھا عَنْ سَفِیْنَۃَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَیَتَطَھَّرُ بِالْمُدِّ ترجمہ
سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
اور ایک مد پانی سے وضو کرتے ف امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ
کو صحابی کہا اور ابوریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
نہیں نووی نے کہا اس صورت مین امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثون کے متابعت
کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے باب اسْتِحْبَابِ اِفَاضَۃِ الْمَاءِ

عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهٖ ثَلَاثًا ترجمہ سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُفِيْضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ کے سامنے غسل میں بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں ایسے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہوں ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضاء کو اور جیسے وضو میں تین بار ہر ایک عضو کا دھونا مستحب اسی طرح غسل میں عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رِوَايَتِهٖ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا أَبُوْ بِشْرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ثقیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا ملک سرد ہے تو غسل کیونکر کریں آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں زیادہ پانی بہانا ضرور نہیں عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِي كَثِيْرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أَخِي كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے حسن نے کہا میرے تو بال بہت ہیں جابر نے کہا اے بھتیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

باب استحباب افاضۃ الماء علی الراس وغیرہ ثلاثا

باب حکم ضفائر المغتسلۃ

تجھے زیادہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے **باب** حکم ضفائر المغتسلۃ عورتیں چوٹیاں غسل میں نہ کھولیں یا نہ کھولیں **عن** ام سلمۃ قالت قلت یا رسول اللہ انی امرأۃ اشد ضفر راسی افانقضہ لغسل الجنابۃ فقال لا انما یکفیک ان تحثی علی راسک ثلاث حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطھرین ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے میں نے کہا یارسول اللہ میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولوں آپنے فرمایا نہیں تجکو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی **عن** ایوب بن موسی فی ھذا الاسناد وفی حدیث عبد الرزاق فانقضہ للحیضۃ والجنابۃ فقال لا ثم ذکر بمعنی حدیث ابن عیینۃ ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں کھولوں اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عن** ایوب بن موسی بھذا الاسناد وقال افاحلہ فاغسلہ من الجنابۃ ولم یذکر الحیضۃ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ کیا میں کھولوں اسکو اور دھووں جنابت سے اور حیض کا ذکر نہیں ہے **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب بالوں کو پانی پہونچ جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہیں اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضرور نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عن** عائشۃ ان عبد اللہ بن عمرو یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رءوسھن فقالت یا عجبا لابن عمرو ھذا یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رءوسھن افلا یامرھن ان یحلقن رءوسھن لقد کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ وسلم من اناء واحد وما ازید علی ان افرغ علی راسی ثلاث افراغات ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے عبد اللہ بن عمرو عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے ابن عمرو سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر

[Margin notes: قال تفیضی / باب حکم ضفائر المغتسلۃ]

تین چلو تک یعنی ف نووی نے کہا عبداللہ بن عمرو نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت
میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہونچ سکے یا اونکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے
جیسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہونچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب
اور احتیاط کے ہوگا **باب** اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي
مَوْضِعِ الدَّمِ ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے
مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے ف یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب
کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضوں نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی
ٹھیرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی
خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن باکرہ کو فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہیں اور
ثیبہ کو تھی وہاں تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے میں کھلتا ہے عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ
فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا
قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ
قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي
بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے
روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کروں آپ نے
سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر
پاکی کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہیں سمجھتی) پاکی کر اس سے
اور آڑ کر لی آپ نے سفیان نے بتلایا ہمکو ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر (یعنے شرم سے آپ نے ایسا کیا)
حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب
میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا (یعنے شرمگاہ پر) عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي
فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ ترجمہ ام المومنین عائشہ

تتبع

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں جب حیض سے پاک
ہوں تو کیونکر غسل کروں آپ نے فرمایا ایک پھاہا لے مشک لگا ہوا اور اس سے پاکی کر پھر
بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا **عَنْ** عَائِشَۃَ اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْحَیْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاکُنَّ مَاءَ ھَا وَسِدْرَتَھَا فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ
تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ دَلْکًا شَدِیْدًا حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَیْھَا الْمَاءَ
ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَۃً مُّمَسَّکَۃً فَتَطَھَّرُ بِھَا فَقَالَتْ اَسْمَاءُ وَکَیْفَ اَتَطَھَّرُ بِھَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللّٰہِ تَطَھَّرِیْنَ بِھَا فَقَالَتْ عَائِشَۃُ کَاَنَّھَا تُخْفِیْ ذٰلِکَ تَتَبَّعِیْنَ اَثَرَ الدَّمِ وَسَاَلَتْہُ
عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَۃِ فَقَالَ تَاْخُذُ مَاءً فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّھُوْرَ
ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تُفِیْضُ عَلَیْھَا الْمَاءَ
فَقَالَتْ عَائِشَۃُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَکُنْ یَمْنَعُھُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ
یَّتَفَقَّھْنَ فِی الدِّیْنِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اسما (شکل کی بیٹی یا یزید بن
شکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کروں آپ
نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی
حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
ملے یہانتک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی
سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسما
نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے
حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو
پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہانتک کہ
پانی سب مانگوں میں پہونچ جاوے پھر اپنی سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار
کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تہیں (اور یہی لازم
ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) **عَنْ**
شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ تَطَھَّرِیْ بِھَا وَاسْتَتَرَ **ترجمہ**

ن
یبلغ

ن
تطھر

وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آڑ کرلی شرم سے عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَ
لَا يَذْكُرُ فِيْهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا ہے کہ غسل جنابت کا ذکر
نہین ہے بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل
اور نماز کا حال ف مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہین جو استحاضہ مین مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے
ہین اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ مین
سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین اور حیض کا خون رحم کی قعر مین سے نکلتا ہے مستحاضہ سے
وطی درست ہو اگرچہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے
اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے
اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرے جب خاوند کو زنا مین پڑ جانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول
ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تہین اور انکے
خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف
اور قرأت قرآن اور مس مصحف اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر مین اور ساری عبادات مین مثل
پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھولیوے اور فرج
مین ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ
باندہے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑہنے
کے بعد جتنے نفل چاہے پڑہے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑہے ادا ہو یا
قضا اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضین چاہے
پڑہے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہین ٹوٹتا تو جب تک اور کسی
قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑہے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز
کے لیے ہمارے نزدیک درست نہین ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہین کسی نماز کے وقت پر اور
جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید بن المسیب اور حسن سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور استحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن ایک رات سے کم دوسری جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہو یعنے شروع اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو انتہی نووی مع زیادۃ و اختصار عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہو گیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض کے دن گذر جاویں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اُس زمانہ میں جو حیض کا ہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے انتہی عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ
وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اُمَّ حَبِيْبَةَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے
روایت ہو ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے
فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھین ہر نماز کے لیے لیث نے
کہا ابن شہاب نے یہ نہین بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے
غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت مین ام حبیبہ کا نام نہین ہے بلکہ صرف
جحش کی بیٹی کا ذکر ہے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ
بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ
فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِيْ مِرْكَنٍ فِيْ حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ ذٰلِكَ اَبَا بَكْرِ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ هٰذِهِ الْفُتْيَا
وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَتَبْكِيْ لِاَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھین عبد الرحمن بن
عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہون نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے
فرمایا حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک
کپڑے مین غسل کرتین اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھری مین تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی
(اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا مین نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی
انہون نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے
سے (یعنے اسکو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جاتی پر رویا کرتی) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

بِنْتُ

بهذا

اُستُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اِلٰى قَوْلِهِ تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ
الْمَآءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا مگر یہ حدیث مین ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجاتا
اور بعد کا قصہ مین نہین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ
نَحْوَ حَدِيثِهِمْ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ سَاَلَتْ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَاَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْاٰنَ دَمًا فَقَالَ
لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي
وَصَلِّي **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ
کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا مین نے انکو ٹب انکا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تو اتنے
دنون ٹھری رہ جتنے دنون حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنون مین اس بیماری سے پہلے پھر غسل کر اور
نماز پڑھ **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ
جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ اِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَكَانَتْ
تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ **ترجمہ** حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو عبد الرحمن بن عوف
کے نکاح مین تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن
ٹھری رہ جتنے دنون اس بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا
کرتین **ف** جحش کی تین بیٹیان تھین ایک زینب جنسے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انہون نے
طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث مین مذکور ہین یہ
عبد الرحمن بن عوف کے نکاح مین تھین تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبید اللہ کے نکاح مین تھین بعضون نے کہا
جحش کی تینون بیٹیان استحاضہ مین مبتلا تھین اور بعضون نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی نووی

بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُوْنَ الصَّلٰوةِ

حائضہ عورت پر نماز کی قضا
واجب نہین اور روزے کی قضا واجب ہے **عَنْ** مُعَاذَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ
اَتَقْضِي اِحْدٰنَا الصَّلٰوةَ اَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰنَا تَحِيضُ
عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ **ترجمہ** معاذہ سے روایت ہے

مِلْاٰن

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنون کی نماز کو انہون نے کہا
کیا تو حروریہ ہے **ف** حروری نسبت ہے حرورا کی طرف اور حرورا ایک گانو ہے کوفے سے دو میل پر پہلے
پہل خارجی وہین اکٹھا ہوئے تھے ان خارجیون نے ساری اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
نہین ہے پر روزون کی قضا واجب ہے **ف** ہم مین سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین اسکو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **عن** مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ
الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِضْنَ
اَفَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَجْزِيْنَ **ترجمہ** معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہون
نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان حائضہ ہوتین پھر کیا آپ انکو نماز کی
قضا کا حکم کرتے **عن** مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي
الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّي
وَلٰكِنْ
اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ
ترجمہ معاذہ سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ جو حائضہ روزون کی قضا کرتی ہے
اور نماز کی قضا نہین کرتی انہون نے کہا تو حروری تو نہین مین نے کہا نہین مین پوچھتی ہون انہون
نے کہا ہم لوگون کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزون کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **ف**
یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہوتا اس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
ہے سال بھر مین صدہا نمازون کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال مین ایک بار آتا ہے پانچ
چار روزون کی قضا کچھ مشکل نہین **باب** سَتْرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهٖ غسل کرنے والا
کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے **عن** اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ
ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس
سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کئی ہوئی تھین **عن** اُمِّ هَانِئٍ
بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ بِأَعْلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین آپ مکے کی بلند جانب مین تھے غسل کرنے کے لیے اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لیکر لپیٹا پھر آٹھ رکعتین چاشت کی پڑھین **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتین ہین اور یہ نماز سنت ہے **عن** سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ سَجَدَاتٍ وَذَلِكَ ضُحًى ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ غسل کر چکے تو اوسی کپڑے کو لیکر لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتین چاشت کی پڑھین **عن** مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ ترجمہ ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپنے غسل کیا

باب تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کی ستر کو (یعنے عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے مین نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے مین لیٹے **ف** یعنے اسطرح کہ دونون ننگے ہون اور دونون کے بیچ مین کوئی چیز حائل نہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمین سے خاوند اور لونڈی کا مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کی اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام نہین ہے دوسری یہ کہ حرام ہے دونون پر تیسری یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو
وہ دونو مثل جورو اور خاوند کے ہین اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل
آزاد عورت کے ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی
لونڈی کے ہے اب مرد کو اپنے محرم عورتون کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست
ہے اور بعضون نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہے جتنا کام کاج کرتے ہین کھل جاتا ہے اب
مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف مین تین
قول ہین ایک یہ کہ وہ ستر نہین ہین یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر مین داخل ہین تیسری یہ کہ ناف
ستر ہے پر گھٹنا ستر نہین اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہین پر گھٹنا ستر مین داخل ہے اور مرد کو
غیر عورت کا دیکھنا اسیطرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت
کے اور بعضون کے نزدیک عورتکو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے
اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہین آزاد اور لونڈی مین اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے اسیطرح حرام ہے مرد کو خوبصورت بے ریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت
سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی
اوپر بیان ہوئی اسی صورت مین ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست
ہے جیسے بیچنے کھوچنے علاج گواہی کے وقت پر شہوت سے اسوقت بھی حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ
شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہانتک کہ اگر کوئی اپنی
بیٹی یا مان کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے
ساتھ ایک کپڑے مین لیٹنے کی ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے
ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حمام مین اکثر ایسی خرابیون مین پڑجاتے ہین حالانکہ بچنا
چاہیے ان باتون سے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی
مین آدمی ننگا ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْاَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا
مین عورت کے بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا باب جواز الاغتسال

عریاناً فی الخلوۃ تنہائی مین ننگے نہانا درست ہے عن ہمام بن منبہ قال ہذا ما حدثنا
ابو ہریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل یغتسلون عراۃ ینظر بعضہم الی سوءۃ بعض
وکان موسی علیہ السلام یغتسل وحدہ فقالوا واللہ ما یمنع موسی ان یغتسل معنا
الا انہ آدر قال فذہب مرۃ یغتسل فوضع ثوبہ علی حجر ففر الحجر بثوبہ
قال فجمح موسی صلی اللہ علیہ وسلم باثرہ یقول ثوبی حجر ثوبی حجر حتی نظرت
بنو اسرائیل الی سوءۃ موسی علیہ السلام وقالوا واللہ ما بموسی من باس فقام الحجر
حتی نظر الیہ قال فاخذ ثوبہ فطفق بالحجر ضربا قال ابو ہریرۃ واللہ انہ بالحجر ندب
ستۃ او سبعۃ ضرب موسی بالحجر ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثین ہین جو ابو ہریرہ
نے ہمسے بیان کین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر پھر بیان کین انہون نے کئی حدیثین
انمین ایک یہہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے
ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسے علیہ السلام اکیلے مین نہاتے تھے لوگون نے کہا موسی
علیہ السلام ہمارے ساتھ ملکر نہین نہاتے انکو فتق کی بیماری ہے یعنے خصیے بڑہ جانے کی ایکبار
موسی نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر خودبخود (اللہ کے حکم سے) اونکے کپڑے لیکر
بھاگا موسی علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر
میرے کپڑے دے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے اونکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انمین تو کوئی
بیماری نہین ہے اسوقت پتھر کھڑا ہو گیا اور لوگون نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہون نے اپنے
کپڑے اوٹھالے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سے) ابو ہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسی
علیہ السلام کی مار کے نشان ہین سات یا چھ مارونکا ف ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی
باتونکا انکار کرتے ہین اور پتھر کا خودبخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہین حالانکہ یہ خلاف عقل نہین ہے
اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بیجان ہین رات دن حرکت کرتے ہین پھر ایک پتھر کا
چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہین کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی
مین غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگون کے سامنے ہرگز

ستر کھولنا درست نہیں لیکن علماء نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہبند باندھنا مستحب اور ننگے ہو کر بھی نہانا درست ہے اس حدیث کے لانے سے غرض یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے مخالفت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہمارے شرع والے بھی بہت سے حرام کام کیا کرتے ہیں ۔ **باب الاعتناء بحفظ العورۃ** ستر ڈھانپنے میں احتیاط رکھنا **عن** جابر بن عبد اللہ یقول لما بنیت الکعبۃ ذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعباس ینقلان حجارۃ فقال العباس للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اجعل ازارک علی عاتقک من الحجارۃ ففعل فخر الی الارض وطمحت عیناہ الی السماء ثم قام فقال ازاری ازاری فشد علیہ ازارہ قال ابن رافع فی روایتہ علی رقبتک ولم یقل علی عاتقک **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھونے لگے عباس نے کہا آپ سے تم اپنے تہبند اٹھا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آنکھیں آپکی آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انہوں نے ازار آپکی باندھ دی ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپنے سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اترا اور اس نے آپکی ازار باندھ دی (نووی) **عن** جابر بن عبد اللہ یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ینقل معھم الحجارۃ للکعبۃ وعلیہ ازارہ فقال لہ العباس عمہ یا ابن اخی لو حللت ازارک فجعلتہ علی منکبیک دون الحجارۃ قال فحلہ فجعلہ علی منکبیہ فسقط مغشیا علیہ قال فما رای بعد ذلک الیوم عریانا **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر مونڈھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی ہی تھی کہ غش کھا کر گرے پھر اسدن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا
عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ اَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ وَعَلَيَّ اِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْحَلَّ اِزَارِي
وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَضَعَهُ حَتّٰى بَلَغْتُ بِهِ اِلٰى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ اِلٰى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً ترجمہ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے
میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے لا رہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر
رکھ نہ سکا یہانتک کہ اسکی جگہہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اٹھا
اور ننگے مت چلا کرو بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْبَوْلِ پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَاَسَرَّ اِلَيَّ حَدِيثًا
لَا اُحَدِّثُ بِهِ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ اَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ ترجمہ عبد اللہ بن
جعفر سے روایت ہے مجھے ایک بار رسول اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر میرے
کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کرونگا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور
کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے) بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْجِمَاعَ كَانَ فِي اَوَّلِ
الْاِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ اِلَّا اَنْ يَنْزِلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَاَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ
اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا
اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ اِلٰى قُبَاءٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلٰى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ اِزَارَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْجَلْنَا
قَالَ الرَّجُلَ فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَاَتِهِ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کیطرف جب ہم بنی سالم کے محلے میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عتبان بن مالک کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے
اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپنے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اسپر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اسپر غسل نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے **عَنْ** اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ بَعْضُہٗ بَعْضًا **ترجمہ** ابوالعلاء بن شخیر سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک حدیث کو دوسرے حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اسمیں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَخَرَجَ وَرَاْسُہٗ یَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اسنے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھ پر امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کر لے **عَنْ**

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے جو اوسکو لگا عورت سے (یعنے ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور اوسکو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنے دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مرد پر مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو **ف** نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو گا اور اسمیں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اسمیں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہو گا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مردہ ہو یا کم سن ہو جیسے بچہ یا قصد سے یا زبردستی سے ہو یا اختیار سے اسیطرح اگر سوتا ہوا ہو اور عورت اسکا ذکر اپنی
فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتون
مین فاعل اور مفعول دونو پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی انمین سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہین لیکن وہ جنب ہوگا
اور جو وہ تمیز دار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کیے نماز پڑھے
تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہین اور
جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اس مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونو پر انتہی مختصراً

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَاِنْ لَمْ يُنْزِلْ
ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اخْتَلَفَ فِيْ ذٰلِكَ رَهْطٌ مِّنَ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّوْنَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ اِلَّا مِنَ الدَّفْقِ اَوْ مِنَ الْمَآءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ
بَلْ اِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَاَنَا اَشْفِيْكُمْ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَاْذَنْتُ
عَلٰى عَائِشَةَ فَاَذِنَ لِيْ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّاهُ اَوْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَاِنِّيْ
اَسْتَحْيِيْكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِيْ اَنْ تَسْاَلَنِيْ عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ اُمَّكَ الَّتِيْ وَلَدَتْكَ فَاِنَّمَا اَنَا اُمُّكَ
قُلْتُ فَمَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ
شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے اختلاف کیا اس
مسئلے مین مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر
نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابو موسیٰ نے کہا مین تمہاری
تسلی کیے دیتا ہون پھر مین اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جاکر ان سے اجازت مانگی انہون نے اجازت
دی مین نے کہا اے اماں یا اے مسلمانون کی ماں مین تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہون لیکن مجھ کو شرم آتی ہے حضرت عائشہ
نے کہا مت شرم کر تو اس بات کے پوچھنے سے جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جسکے پیٹ سے تو پیدا ہوا مین بھی تیری
ماں ہون کیونکہ حضرت ص کی بی بیان مومنین کی مائین ہین) مین نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے
انہون نے کہا تو نے مجھ واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے
چارون کونون مین بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنے ذکر فرج مین داخل ہو جاوے) تو غسل
واجب ہوگیا ف خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا

تقسیم اور پر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لکھا اور اجماع کیا ہے علماء نے اسپر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھوا دے اور انزال
نکرے تو غسل واجب نہیں **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ اَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَفْعَلُ ذٰلِكَ اَنَا وَهٰذِهٖ ثُمَّ نَغْتَسِلُ **ترجمہ** ام المومنین
عائشہ رض سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر
انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونوں پر آپ نے فرمایا میں اور یہہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے
ہیں پھر غسل کرتے ہیں **ف** نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کرسکتا ہے اگر اسمیں کوئی مصلحت ہو
اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے **بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ**
جو کھانا آگ سے پکا ہوا اسکے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب میں پہلے
وہ حدیثیں بیان کیں ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کی پکی ہوئی کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے
وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ و تابعین
کا یہی قول ہے کہ آگ سے پکے ہوئے کھانا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اور یحیی اور ابو ثور
اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اسطرف گئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبدالعزیز اور حسن بصری اور زہری
اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصرا) **عَنْ** زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَقُوْلُ الْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ
اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّمَا اَتَوَضَّأُ مِنْ اَثْوَارِ اَقِطٍ
اَكَلْتُهَا لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَاَنَا اُحَدِّثُهٗ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَنَّهٗ سَاَلَ عُرْوَةَ
ابْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ **ترجمہ** زید بن ثابت سے
روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب
نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا انہوں نے عبداللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابوہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں
نے کہا میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس سے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے
سعید کہا میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے پکی ہوئی کے سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ
سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکی ہو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عَرْقًا اَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً ترجمہ ابن
عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی
اور وضو نہیں کیا پانی نہیں چھوا عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّهُ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفٍ يَاْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت
ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر
نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے
کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے عَنْ
عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ
مِنْهَا فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّكِّيْنَ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری
سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے
تھے پس نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا
كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ترجمہ ابن عباس سے اور ام المومنین میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ
قَالَ اَشْهَدُ لَكُنْتُ اَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ
يَتَوَضَّاْ ترجمہ ابو رافع سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں بھونتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری
کی کلیجی ہوتا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهُ دَسَمًا

باب نسخ الوضوء مما مست النار

یاکل

باب مضمضہ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودہ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودہ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے ف تو کلی کرنا اس کے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانے پینے کی چیز سے تاکہ نماز میں کچھ منہ میں نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے اول ہاتھ دھونا مستحب نہیں مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا ترجمہ ویسا ہی گزرا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاُتِيَ بِهَدِيَّةِ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاَكَلَ ثَلٰثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس تحفہ لایا گوشت اور روٹی آپ نے تین لقمے کھائے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلّٰى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا

ف نووی نے کہا اکثر علماء اسطرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحیی اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَاَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّاْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّاْ قَالَ اَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں آپ نے فرمایا ہاں وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھوں آپ نے فرمایا ہاں اسنے کہا اونٹوں کے تھانوں میں آپ نے فرمایا نہیں ف کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہ ہو

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پونہچے اور بکریوں کے تھان مین اسکا ڈر نہین نووی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث مین شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑہ سکتا ہے

عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ ترجمہ سعید اور عباد بن تمیم سے عباد کے چچا سے روایت کیا اونہون نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبہی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز مین کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگہے ف نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد مین سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہین ہو سکتی جیسے طہارت جو یقینی تہی حدث کے گمان سے مٹ نہین سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے انہین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہوا اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہین اور دوسری یہ کہ دونون صورتون مین پہر وضو کرنا چاہیے (انتہے مختصرا) ف ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتون مین عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبد اللہ بن زید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسی کو اپنے پیٹ مین خلش معلوم ہو پہر اسکو شک ہو کہ پیٹ مین سے کچھ نکلا یا نہین (یعنے باد سری یا نہین) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگہے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا)

بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ مردے جانور کی کہال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا ترجمہ ابن عباس

سے روایت ہے میمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ دی وہ مر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
پڑا ہوا دیکھا فرمایا تم نے اسکی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ
مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے ف اسکی کھال سے فائدہ اوٹھانا نووی نے کہا اسکے بیچ
علماء کے سات مذہب ہیں ایک مذہب شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی
ہے اندر و باہر اور تر اور خشک ہر ایک چیز میں اسکا استعمال درست ہے سوا کتے اور سور کے دوسرا یہ کہ کسی جانور
کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد اور مالک سے بھی مروی ہے تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک
ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک نہیں ہوتی اوزاعی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا بھی قول ہے چوتھا یہ
سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے پانچوین
یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور تر چیزوں میں اسکا استعمال درست نہیں مالک کا
مشہور مذہب یہی ہے چھٹے یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہانتک کہ کتے اور سور کی بھی اندر و باہر
اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا ساتویں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اوٹھانا درست
ہے اگرچہ اسکی دباغت نہ ہو زہری کا یہی قول ہے انتہی مختصرا عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وجد شاۃ میتۃ اعطیتہا مولاۃ لمیمونۃ من الصدقۃ فقال رسول اللہ
ھلا انتفعتم بجلدھا قالوا انہا میتۃ فقال انما حرم اکلہا ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے
فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اوٹھایا لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار
کا کھانا حرام ہے عن ابن شہاب بہذا الاسناد ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر
بشاۃ مطروحۃ اعطیتہا مولاۃ لمیمونۃ من الصدقۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اخذوا
اھابہا فدبغوہ فانتفعوا بہ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری
دیکھی پڑی ہوئی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں
نے اسکی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اوٹھاتے عن ابن عباس ان میمونۃ اخبرتہ
ان داجنۃ کانت لبعض نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فماتت فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخذتم اھابہا فاستمتعتم بہ ترجمہ ابن عباس سے روایت

فقالوا
فقال

ہے میمونہ نے اسکو بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپ نے
فرمایا تم نے اسکی کھال کیوں نہ لی اسکو کام میں لاتے عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مر بشاة لمولاة لميمونة فقال الا انتفعتم باهابها ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا (وہ مری پڑی تھی) آپ ادھر سے نکلے
فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیوں نہ اوٹھایا عن عبد الله بن عباس قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا دبغ الاهاب فقد طهر ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت
ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال پر دباغت ہوگئی تو وہ پاک
ہے ف نووی نے کہا دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھا دے اور اسکی
بدبوئی دور کرے اسطرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے پھٹکری وغیرہ دواؤں
سے اور صرف دھوپ میں سکھانے سے دباغت نہیں ہوتی اور حنفیوں کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب
کھال دباغت سے پاک ہوگئی تو اسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اسکے کھانے میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ
کھانا اسکا جائز نہیں (نووی مختصرا) عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثله ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن
ابی الخیر قال رأیت علی ابن وعلة السبائی فروا فمسسته فقال ما لك تمسه قد سألت عبد الله بن عباس قلت انا نكون بالمغرب ومعنا
البربر والمجوس نؤتى بالكبش قد ذبحوه ونحن لا ناكل ذبائحهم ويأتونا بالسقاء يجعلون
فيه الودك فقال ابن عباس قد سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال
دباغه طهوره ترجمہ ابو الخیر سے روایت ہے میں نے ابن وعلہ کو ایک پوستین پہنے دیکھا میں نے
اسکو چھوا انہوں نے کہا کیوں کیا چھوتے ہو (یعنی کیا اسکو نجس جانتے ہو) میں نے عبد اللہ بن عباس سے
کہا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں ذبح
کرکے ہم تو انکا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں چربی ڈالکر ابن عباس نے کہا ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپ نے فرمایا وہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں (یعنی چمڑے پر
جب دباغت ہوگئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو) عن ابن وعلة السبائي
قال سألت عبد الله بن عباس قلت انا نكون بالمغرب فيأتينا المجوس بالاسقية
فيها الماء والودك فقال اشرب فقلت أرأي تراه فقال ابن عباس سمعت رسول الله

لميمونة

صلى الله عليه وسلم يقول دباغه طهوره ترجمہ ابن علیہ سبائی سے روایت ہے ابن عبداللہ بن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہان مجوسی (آتش پرست) مشکیں لیکر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے انہون نے کہا پیو وہ پانی میں نے کہا کیا تم اپنی رای سے کہتے ہو انہون نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال پاک ہو جاتی ہے دباغت سے

باب التیمم تیمم کا بیان

ف تیمم ثابت ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونو ہاتھون پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اسکی کیفیت میں اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو مارین ضرور ہین ایک بار منہ کے لیے اور ایک بار دونون ہاتھون کے کہنیون تک اور یہی مروی ہے علی بن ابیطالب سے اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور صحاب الرأے سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک مار کافی ہے مسح کرے اوراس سے منہ اور دونو ہتھیلیون پر اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھونکا مسح بغلون تک ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین مارین چاہیین ایک منہ کے لیے دوسری دو ہتھیلیون کے لیے تیسری باہون کے لیے اور حدث اصغر یعنے وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسیطرح حدث اکبر یعنے جنابت سے بھی اور اسمین کسی نے خلاف نہین کیا حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہین اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ ثابت ہیں کہ تیمم جنابت سے درست ہے اور جب جنب تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر کو سفر مین جہان پانی نہ ہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہے اور تیمم کرکے نماز پڑھ لیوین پر شرمگاہ کو پانی سے پاک کرین اگر اتنا بھی پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیوین تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہین ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا جسپر غبار ہو ہونا ضرور ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اسپر تیمم

درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر کہ دھویا ہوا یا چونہ وغیرہ اور اگلے لوگوں نے کہا ہے
اسیطرح برف پر واللہ اعلم (انتہی مختصرا مع زیادۃ) **عن** عائشة انها قالت خرجنا مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره حتى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي فاقام
رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم
ماء فاتى الناس الى ابي بكر فقالوا الا ترى الى ما صنعت عائشة اقامت برسول الله صلى الله عليه
وسلم وبالناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فجاء ابو بكر ورسول الله صلى الله عليه و
سلم واضع راسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا
على ماء وليس معهم ماء قالت فعاتبني ابو بكر وقال ما شاء الله ان يقول وجعل يطعن بيده
في خاصرتي فلا يمنعني من التحرك الا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اصبح
على غير ماء فانزل الله تعالى اية التيمم فتيمموا فقال اسيد بن حضير وهو احد النقباء
ما هي باول بركتكم يا آل ابي بكر قالت عائشة فبعثنا البعير الذي كنت عليه فوجدنا
العقد تحته ۔ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر
میں جب بیدا یا ذات الجیش میں پہنچکر (بیدا ذات الجیش دونوں مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں)
تو میرا ہار گلے کا ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ڈھونڈھنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی
ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا لوگ ابوبکر پاس آئے اور کہنے لگے تم نہیں دیکھتے
عائشہ نے کیا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرا دیا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں نہ انکے
ساتھ پانی ہے یہ سنکر ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے
انہوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے اور نہ
لوگوں کے ساتھ پانی ہے اور غصہ کیا انہوں نے اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور کوکھ میں میرے
کونچی دینے لگے ہاتھ سے میں ضرور ہلتی مگر حضرت کا سر میری ران پر تھا اسوجہ سے ہل نہ سکی پھر
آپ سوتے رہے یہانتک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اتاری اسید بن حضیر نے
کہا اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب کیا تھا یعنی اپنی قوم
کا نگہبان تاکہ انکو اسلام کی باتیں سکھاویں اور دین کے احکام بتلادیں) اسے ابوبکر کی اولاد یہ کچھ پہلے

الحضير

برکت نہین ہے تمہاری یعنے تمہاری وجہ سے اللہ تعالے نے بہت مسلمانون کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک
نعمت تمہارے سبب سے ملی) حضرت عائشہ نے کہا پھر ہمنے اوس اونٹ کو اٹھایا جسپر مین سوار تھی تو ہار اسکے
نیچے سے نکلا عن عائشة انها استعارت من اسماء قلادة فهلكت فارسل رسول الله
صلى الله عليه وسلم ناسا من اصحابه في طلبها فادركتهم الصلوة فصلوا بغير وضوء فلما اتوا النبي
صلى الله عليه وسلم شكوا ذلك اليه فنزلت اية التيمم فقال اسيد بن حضير جزاك الله خيرا
فوالله ما نزل بك امر قط الا جعل الله لك منه مخرجا وجعل للمسلمين فيه بركة ترجمہ
ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے اونہون نے اسماء سے ایک ہار مانگ لیا تھا وہ جاتا رہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مین چند لوگون کو اسکے ڈھونڈھنے کیلیے بھیجا وہان نماز کا وقت آگیا (اور پانی
نہ ملا) تو انہون نے بیوضو نماز پڑھ لی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوٹکر آئے تو شکایت کی اسوقت تیمم کی
آیت اتری اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا خدا تمکو اچھا بدلہ دیوے قسم خدا کی جب کوئی آفت تمپر آئی اللہ تعالے نے
اوسکو ٹالدیا اور مسلمانون کو فائدہ کیا ف نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی
دونو نملین وہ یونہی نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ مین سلف اور خلف کا اختلاف ہے امام شوکانی نے
نیل الاوطار مین کہا کہ احمد اور شافعی اور اکثر اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ نماز پڑھ لیوے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے
یا نہین اسمین اختلاف ہے مشہور قول امام شافعی کا یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور مزنی اور سحنون اور ابن منذر
کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہین اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نہ پڑھے لیکن قضا اس نماز کی واجب
ہے اور مالک کے نزدیک واجب نہین یہ سب چار قول ہوے اس مسئلہ مین اور ایک پانچوان قول یہی ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب
ہے اور اعادہ واجب ہے عن شقيق قال كنت جالسا مع عبد الله وابي موسى فقال ابو موسى يا
ابا عبد الرحمن ارايت لو ان رجلا اجنب فلم يجد الماء شهرا كيف يصنع بالصلوة فقال
عبد الله لا يتيمم وان لم يجد الماء شهرا فقال ابو موسى فكيف بهذه الاية في
سورة المائدة فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا فقال عبد الله لو رخص لهم في
هذه الاية لاوشك اذا برد عليهم الماء ان يتيمموا بالصعيد فقال ابو موسى لعبد الله
الم تسمع قول عمار بعثني رسول الله صلى الله عليه في حاجة فاجنبت فلم اجد
الماء فتمرغت في الصعيد كما تمرغ الدابة ثم اتيت النبي صلى الله عليه وسلم

فذكرت ذلك له فقال انما كان يكفيك ان تقول بيديك هكذا ثم ضرب بيديه الارض ضربة
واحدة ثم مسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه ووجهه فقال عبد الله اولم تر عمر لم يقنع بقول
عمار ترجمہ شقیق سے روایت ہے میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسے کے پاس بیٹھا تھا ابو موسی نے کہا اے
عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینہ تک پانی نہ ملے تو وہ
کیا کرے نماز کو عبداللہ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے ف کیونکہ جنب کو ان کے
نزدیک تیمم درست نہ تھا حضرت عمر کا یہی قول تھا لیکن اور صحابہ اور تابعین نے اسکے خلاف کہا ہے اور
پھر اجماع ہو گیا مجتہدین کا کہ تیمم جنابت کے لیے درست ہے اور اوپر گذر چکا کہ عمر اور عبداللہ نے اس قول سے رجوع
کیا ہے ف ابو موسے نے کہا پھر سورہ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی پر عبداللہ نے
کہا اگر اس آیت سے اونکو اجازت دیجائے جنابت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونیکی صورت
میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے ابو موسے نے کہا تمنے عمار کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے مجھے ایک کام کو بھیجا وہاں میں جنب ہو گیا اور پانی نہ ملا میں خاک میں اسطرح لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے
بعد اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجھے کافی تھا اسطرح دونوں ہاتھوں
سے کرنا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور بائیں ہاتھ کو داہنے پر پھیرا اور ہتھیلیوں کی پشت
پر اور منہ پر مسح کیا عبداللہ نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عمر نے عمار کے کہنے پر قناعت نہ کی ف یعنی صرف عمار کی
روایت سے انکو تسلی نہیں ہوئی نہ یہ کہ حضرت عمر نے عمار کو جھوٹا سمجھا عن شقیق قال قال ابو موسی لعبد الله
وساق الحديث بقصته نحو حديث ابي معاوية غير انه قال فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم انما كان يكفيك ان تقول هكذا وضرب بيديه الى الارض فنفض يديه فمسح
وجهه وكفيه ترجمہ اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھ
زمین پر مار کر پھر اونکو جھٹک دیا اور مسح کیا منہ اور دونوں پہنچوں پر ف نووی نے کہا اس روایت سے
دلیل لاتے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم پتھر پر درست ہے اور اوس چیز پر جس پر غبار نہیں ہے اسلیے کہ اگر غبار
کا ہونا ضرور ہوتا تو آپ اپنے ہاتھ نہ جھٹکتے اسکا جواب یہ ہے کہ جھٹکنے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غبار ہاتھ
سے نکل جائے بلکہ بہت غبار لگ گیا ہوگا سو اسلیے آپنے ہاتھوں کو جھاڑ کر غبار کم کیا اور مستحب ہے عن
عبد الرحمن بن ابزى ان رجلا اتى عمر فقال اني اجنبت فلم اجد ماء فقال لا تصل فقال

عمار اما تذکر یا امیر المومنین اذ انا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد ماء فاما انت فلم تصل واما
انا فتمعکت فی التراب وصلیت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما کان یکفیک ان
تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ ثم تمسح بہما وجہک وکفیک فقال عمر اتق اللہ یا عمار
قال ان شئت لم احدث بہ قال الحکم وحدثنیہ ابن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ مثل حدیث
ذر قال وحدثنی سلمۃ عن ذر فی ہذا الاسناد الذی ذکر الحکم قال فقال عمر نولیک
ما تولیت ترجمہ عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمر پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت
ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا عمار نے کہا تمکو اے امیر المومنین یاد نہیں جب میں اور تم ایک
لشکر میں تھے ہمکو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا تم نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھی
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر انکو پھونکنا پھر مسح کرنا منہ
اور دونوں پہونچوں پر حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر اے عمار (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر) عمار نے کہا اگر
تم کہو تو میں حدیث بیان ہی نہیں کرونگا (اگر اسکے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اسلئے کہ خلیفہ کی اطاعت واجب
ہے) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے) عن
عبد الرحمن بن ابزی ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت فلم اجد ماء وساق الحدیث وزاد فیہ
قال عمار یا امیر المومنین ان شئت لما جعل اللہ علی من حقک لا احدث بہ احدا ولم یذکر
حدثنی سلمۃ عن ذر ترجمہ عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمر پاس آیا اور
کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے
کہ عمار نے کہا اے امیر المومنین خدا نے تمہارا حق مجھ پر کیا ہے (کہ تم خلیفہ ہو اور میں تمہاری رعیت ہوں)
میں کسی سے اگر تم کہو تو یہ حدیث بیان نہ کرونگا عن عمیر مولی ابن عباس یقول اقبلت انا وعبد
الرحمن بن یسار مولی میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخلنا علی ابی الجہیم بن
الحارث بن الصمۃ الانصاری فقال ابو الجہیم اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من نحو بئر جمل فلقیہ رجل فسلم علیہ فلم یرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حتی
اقبل علی الجدار فمسح بوجہہ ویدیہ ثم رد علیہ السلام ترجمہ عمیر سے روایت ہے جو مولی
تھے ابن عباس کے میں اور عبد الرحمن بن یسار ام المومنین میمونہ کے مولے ابو الجہیم بن حارث کے پاس گئے

الانصاری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل (ایک مقام ہے مدینے کے قریب) کی طرف سے آئے راہ میں
ایک شخص ملا اس نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور مسح کیا منہ اور دونوں
ہاتھوں پھر اسکے سلام کا جواب دیا **ف** نووی نے کہا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی نہ ملا ہوگا کیونکہ
پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں اگرچہ نماز کا وقت تنگ ہو یا نماز جنازہ کی ہو یا عید کی ہو ہمارا
اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ نے کہا پانی ہوتے ہوئے تیمم درست ہے جنازہ اور عید کی نماز
کیلئے اگر فوت ہو جانے کا ڈر ہو اور بغوی نے نقل کیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت تنگ ہو جاوے تو تیمم
کرکے پڑھ لیوے پھر وضو کرکے قضا پڑھے اور تیمم دیوار پر درست ہے اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور
مس مصحف کیلئے درست ہے انتہی مختصرا **عن** ابن عمر ان رجلا مر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یبول فسلم فلم یرد علیہ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرنے
میں سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص حاجت کے لیے
بیٹھے اوسکو اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے نہ وہ تسبیح کہے نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دے نہ چھینکنے والے کا نہ خود
الحمد للہ کہے چھینکنے کے بعد نہ اذان کا جواب دے اسیطرح جماع کی حالت میں اور یہ کراہت تنزیہی ہے
نہ تحریمی تو کرنے والا گنہگار نہ ہوگا اسیطرح حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت
پڑے تو درست ہے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ بات کرنے میں کچھ قباحت نہیں
(نووی) **باب** الدلیل علی ان المسلم لا ینجس مسلمان نجس نہیں ہوتا **عن** ابی ہریرۃ
انہ لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی طریق من طرق المدینۃ وہو جنب فانسل
فذہب فاغتسل فتفقدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما جاء قال این کنت یا ابا ہریرۃ
قال یا رسول اللہ لقیتنی وانا جنب فکرہت ان اجالسک حتی اغتسل فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس ترجمہ ابوہریرہ سے
روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے مدینے کی ایک راہ میں اور جنب تھے تو کھسک
گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ڈھونڈھا جب وہ آئے تو پوچھا
کہاں تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ جسوقت آپ مجھ سے ملے میں جنب تھا میں نے برا جانا آپ سے

پاس بیٹھنا جب تک غسل نہ کرلوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں
نجس ہوتا ہے **ف** خواہ زندہ ہو خواہ مردہ اور جنابت نجاست حکمی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی
مثل مسلمان کے ہے جمہور علماء کے نزدیک طہارت ظاہری میں لیکن وہ نجس ہے باطناً بوجہ نجاست
اعتقاد کے اور بعض علماء کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا جب مسلمان
پاک ہوا تو اوسکا پسینہ اور لعاب اور آنسوں سب پاک ہیں خواہ بے وضو ہو یا جنب یا حائضہ یا نفسا ہو اور
اسپر اجماع ہے مسلمانوں کا اسیطرح بچے بھی پاک ہیں (نووی مختصراً) **عن** حذیفۃ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَہٗ وَھُوَ جُنُبٌ فَحَادَ عَنْہُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ
کُنْتُ جُنُبًا قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکو ملے
اور وہ جنب تھے تو وہ الگ سرک گئے پھر غسل کیا پھر آئے اور کہا کہ میں جنب تھا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں
ہوتا

باب ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ حَالِ الْجَنَابَۃِ وَغَیْرِھَا جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا

عن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی
کُلِّ اَحْیَانِہٖ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح تہلیل تکبیر ذکر
الٰہی درست ہے اسپر اجماع ہے لیکن اسمیں اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا جنب اور حائضہ کو درست ہے یا
نہیں جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے اگرچہ ایک آیت یا اس سے بھی کم ہو

باب جَوَازِ اَکْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامَ وَاَنَّہٗ لَا کَرَاھَۃَ فِیْ ذٰلِکَ وَاَنَّ الْوُضُوْءَ لَیْسَ عَلَی الْفَوْرِ بے وضو کھانا کھانا درست ہے اور وضو فی الفور واجب نہیں ہے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ
فَاُتِیَ بِطَعَامٍ فَذَکَرُوْا لَہُ الْوُضُوْءَ فَقَالَ اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ فَاَتَوَضَّأَ **ترجمہ** ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا
لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا آپ نے فرمایا کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں **ف**
نووی نے کہا محدث یعنے بے وضو کو کھانا پینا ذکر الٰہی تلاوت قرآن سب درست
ہے اور اوسپر اجماع ہے امت کا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
یَقُوْلُ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَاُتِیَ بِطَعَامٍ

فقیل لہ الا توضأ قال لِمَ اُصلی فاتوضأ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ پاءخانہ سے نکلے کہانا لایا گیا لوگون نے عرض کیا آپ وضو نہین کرتے آپنے فرمایا کیون کیا نماز پڑہنا ہے جو وضو کرون **عن** ابنِ عباسٍ فیقول ذہب رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الی الغائطِ فلمّا جاء قُدِّمَ الیہِ طعامٌ فقیل یا رسولَ اللہِ الا توضّأ قال لِمَ اَ لِلصَّلوٰۃِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاءخانہ کو تشریف لیگئے جب لوٹ کر آئے تو کہانا لایا گیا لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ وضو کیون نہین کرتے آپنے فرمایا کیون کیا نماز پڑہنا ہے **عن** ابن عباسٍ یقولُ اِنَّ النبیَّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قضی حاجتہ من الخلاءِ فقُرِّبَ الیہ طعامٌ فاکل ولم یمسّ ماءً قال وزادنی عمرو بنُ دینارٍ عن سعیدِ بنِ الحویرثِ اَنَّ النبیَّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قیل لہ انّک لم توضّأ قال ما اردتُ صلوٰۃً فاتوضّأ وزعم عمرٌو انّہ سمع من سعیدِ بنِ الحویرثِ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاءخانہ سے فارغ ہوئے اسوقت کہانا لایا گیا آپنے کہایا اور پانی کو ہاتہہ نہ لگایا دوسری روایت مین یون ہے لوگون نے کہا آپ نے وضو نہین کیا آپ نے فرمایا مین نماز تہوڑی پڑہنا چاہتا تہا جو وضو کرتا

باب ما یقولُ اِذا اراد دخولَ الخلاءِ پاخانہ جاتے وقت کیا کہے **عن** انسٍ فی حدیثِ حمّادٍ کان رسولُ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِذا دخل الخلاءَ وفی حدیثِ ھُشَیمٍ انّ رسولَ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم کان اِذا دخل الکنیفَ قال اللّٰھُمَّ اِنّی اَعوذُ بکَ من الخُبُثِ والخبائثِ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاءخانے مین جاتے تو فرماتے اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہون مین تیرے شیطان و شیطانیون سے یا پلیدی و نجاستون سے یا شیاطین و معاصی سے **عن** عبدِ العزیزِ بھذا الاسنادِ وقال اعوذُ باللہِ من الخُبُثِ والخبائثِ ترجمہ اس روایت مین یون ہے اعوذ باللہ من الخبث والخبائث

باب الدلیلِ علٰی انّ نومَ الجالسِ لا ینقضُ الوضوءَ بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہین ٹوٹتا **عن** انسٍ قال اُقیمتِ الصلوٰۃُ ورسولُ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم نجیٌّ لرجلٍ وفی حدیثِ عبدِ الوارثِ

باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء

باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء